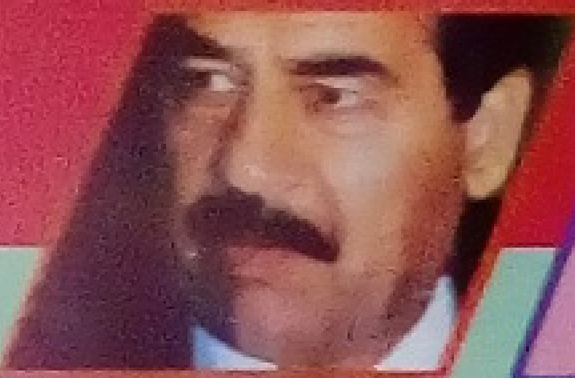
ہفت روزہ
احوال
کراچی
۱۴ تا ۲۰ جون ۱۹۹۰ء

ایم کیو ایم

امن کا نعرہ

اپنے ووٹروں کے مفادات کو نقصان پہنچایا؟



صدام حسین

کیا پاکستانی وزیر اعظم





سندھ میں کبھی بھی کوئی وزیر اعلیٰ غیر سندھی نہیں رہا، شکایت کس سے ہے

(پروفیسر شاہ فرید الحق)



اگر کوئی زیادتی ہوئی ہو تو میں سزا بھگتنے کو تیار ہوں

(آفتاب شعبان میرانی)



آپ ہمارے بھائی ہیں!

(عبدالحمید جتوئی)







جو حکومت اپنے شہریوں کی جان کا تحفظ نہیں کر سکتی اسے ایک دن بھی حکومت کرنے کا حق نہیں

(رسول بخش پلیجو)

اعتماد میں انسان سنکھیا بھی کھا لیتا ہے
بد اعتمادی میں امرت دھارا بھی نہیں لیتا

(ڈاکٹر اطہر قریشی)

انگارے گریں گے تو دونوں کے گھر پر گریں گے

(اعجاز جتوئی)

کیا یہ بات صحیح ہے کہ زرداری خاندان ملک کی ساری صنعتیں خرید لے گا

احوال

محمد احمد صدیقی
ابوجلیل

اس شمارے میں

روشنی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تو ان کی باتوں پر صبر کرو اور اپنے رب کو سراہتے
ہوئے اس کی پاکی بولو، سورج چمکنے سے پہلے اور اس
کے ڈوبنے سے پہلے اور رات کی گھڑیوں میں اس کی پاکی
بولو۔ اور دن کے کناروں پر۔ اس امید پر کہ تم راضی ہو
اور اے سننے والے اپنی آنکھیں نہ پھیلا اس کی طرف
جو ہم نے کافروں کے جوڑوں کو برتنے کے لئے دی
ہے۔ جیتی دنیا کی تازگی کہ ہم انہیں اس کے سبب فتنہ
میں ڈالیں اور تیرے رب کا رزق سب سے اچھا اور
سب سے دیر پا ہے۔ اور اپنے گھر والوں کو نماز
کا حکم دے۔ اور خود اس پر ثابت رہ۔ کچھ ہم تجھ
سے روزی نہیں مانگتے ہم تجھے روزی دیں گے۔
اور انجام کا بھلا پرہیزگاری کے لئے۔

سورہ طٰہٰ (آیت ۱۳۰ تا ۱۳۲)

(کنز الایمان)

امام احمد و بیہقی نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے مابین اخلاق کی اسی
طرح تقسیم فرمائی جس طرح رزق کی تقسیم فرمائی اللہ
تعالیٰ دنیا اسے بھی دیتا ہے جو اسے محبوب ہو اور
اسے بھی جو محبوب نہیں اور دین صرف اسی کو دیتا
ہے جو اس کے نزدیک پیارا ہے۔ لہٰذا جس کو خدا
نے دین دیا اسے محبوب بنا لیا۔ قسم ہے اس کی جس
کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ بندہ مسلمان
نہیں ہو سکتا۔ جب تک اس کا دل اور زبان مسلمان
نہ ہو اور مومن نہیں ہوتا جب تک اس کا پڑوسی
اس کی آفتوں سے امن میں نہ ہو۔

(بہار شریعت)

ایم کیو ایم نے امن کانفرنس میں شرکت نہ کر کے اپنے ووٹروں کے مفادات کو نقصان پہنچایا ہے!

سندھ میں امن کے قیام کی جستجو کے لیے صوبائی وزیراعلیٰ نے پچھلے دنوں ایک آل پارٹیز امن کانفرنس منعقد کی۔ اخبارات اور ٹی وی کے ذریعہ معلوم ہوا کہ سیکریٹریٹ کے کانفرنس روم میں تیرہ گھنٹے تک یہ کانفرنس ہوتی رہی اور اس کا اختتام وہ ایک متفقہ قرارداد کے ذریعے ایک بجے شب میں ہوا، کیا ہوا، کیا نہیں ہوا یہ تو کانفرنس کے شرکاء ہی بخوبی بتا سکتے ہیں، کچھ باتیں اخبارات میں آئیں کچھ شرکاء کے بیانات سے معلوم ہوئیں کچھ معلومات شرکاء سے گفتگو کر کے اکٹھی کی گئیں۔ کانفرنس کی تقاریر کا خلاصہ یہ بیان کیا گیا کہ ہر ایک نے کھل کر اپنے مافی الضمیر کو بیان کیا، اندرون سندھ کی نمائندگی بھی بھرپور ہوئی، سندھ کے شہری علاقوں کی نمائندگی تو ہوئی لیکن منتخب نمائندے شریک نہیں ہوئے، اخبارات سے یہ بھی خبر ملی کہ متحدہ حزب اختلاف کی مخالفت کے باوجود جمعیت علماء اسلام اور جماعت اسلامی شریک ہوئی، معروف جماعتوں میں ایم کیو ایم اور نواز شریف مسلم لیگ نے شرکت نہیں کی بہرحال مسلم لیگ کے دوسرے دو دھڑے شریک ہوئے ایم کیو ایم جب نہیں شریک ہوئی تو نواز شریف لیگ کو تو ہمدردی تو دکھانی تھی کہ وہ بھی شریک نہ ہوں ان حضرات کے نزدیک کیا مصلحت تھی یہ تو وہی بیان کر سکتے ہیں، اس حقیقت سے تو کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ سندھ میں بلاشرکت غیرے پیپلز پارٹی کی حکومت ہے، جب تک وہ برسراقتدار ہیں سندھ کے کسی مسئلہ کے لئے خواہ وہ کسی نوعیت کا ہو انہیں سے بات کرنی پڑے گی۔

اگر کوئی بات چیت کو اپنی انا کا مسئلہ بناتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ حکومت کو اپنی من مانی کرنے کی اپنی طرف سے اجازت دیتا ہے۔ معلومات کے مطابق کانفرنس میں شہری اور دیہی دونوں علاقوں کے لوگوں نے حکومت کو ہدف تنقید بنایا اور دل کھول کر ان کی کارکردگی سے متعلق حقائق بیان کئے۔

شہریوں کا فرض یہ بنتا ہے کہ انہیں جب بھی موقع ملے حکومت کی ناقص کارکردگی واضح کر دینی چاہیئے مختلف الخیال لوگوں کے اجتماع سے یہ بھی فائدہ ہوتا ہے کہ لوگوں کے خیالات سے آگاہی ہوتی ہے، پھر یہ کہ سندھ میں نفرت اور تعصب کی جو فضا قائم ہو چکی ہے اس کے ازالہ کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ دل کی بات منہ پر آجائے تو اس کا حل تجویز ہو سکتا ہے، کانفرنس کے شرکاء نے یہ بتایا کہ ہر ایک نے کھل کر اپنی باتیں کیں، سندھ میں پچھلے کئی سالوں سے سندھی اور غیر سندھی کی تفریق ہوتی جا رہی ہے اس سے متعلق بھی دونوں گروہوں کے خیالات سے آگاہی ہوئی، ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض غلط فہمیوں کی وجہ سے بھی نفرت اور دوری کے لئے راستہ ہموار ہو جاتا ہے خیالات کے اظہار کے بعد بہت حد تک انہیں دور کیا جا سکتا ہے، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض تحریری چیزوں کے نقشے ہوتے ہیں اور جعل ہو جاتے ہیں جن کی وجہ سے غلط تصورات جنم لیتے ہیں، آمنے سامنے گفتگو کے بعد تاریخی پیچیدگیاں بھی درست ہو سکتی ہیں۔

کانفرنس کے بعض شرکاء نے بتایا کہ جناب رسول بخش پلیجو نے اپنی تقریر میں زمین کی ملکیت سے متعلق ایک انوکھی منطق بیان فرمائی انہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ سندھ کی زمین سندھیوں کی ہے پشتہا پشت سے وہ اس پر قابض چلے آ رہے ہیں، اب اگر کوئی باہر سے مہمان بن کر آئے تو وہ مالک کیسے بن سکتا ہے انہوں نے مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر ایک گھر میں چند افراد بحیثیت مہمان کے آئیں خواہ کتنے دن یا سال اس گھر میں گزار دیں وہ گھر کے مالک نہیں بن سکتے۔ غالباً ان کا اشارہ تقسیم ہند کے بعد بھارت سے آئے ہوئے مسلمانوں کی طرف تھا جنہیں پلیجو صاحب غیر سندھی تصور کرتے ہیں یا اس تصور کو کراچی اور حیدرآباد اور سندھ کے دیگر شہروں میں بسنے والے ان لوگوں نے جو بھارت سے آئے ہوئے لوگوں کی اولاد ہیں، مہاجر قومی موومنٹ بنا کر زیادہ اجاگر کیا ہے اور خود اپنے کو سندھ کے دعویدار پرانے باشندوں سے الگ تھلگ کر لیا ہے۔ بہرحال پلیجو صاحب اور ان کے ہم خیال افراد کو اس علیحدہ نعرے کی وجہ سے تکلیف ہوئی اور ہونی بھی چاہیئے تھی، لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ سندھ میں جو لوگ اپنے کو قدیم باشندہ تصور کرتے ہیں ان کے لوگوں نے بھی اپنے کو قومیتوں کے گورکھ دھندے میں پھنسا لیا ہے، پہلی بات تو یہ ہے کہ مسلمان ہونے کے ناطے اس قسم کے خیالات کو جگہ دینی ہی نہیں چاہیئے اس لئے کہ اس سے لامحالہ تفریق پیدا ہوگی اور نفرت کی خلیج وسیع سے وسیع تر ہوگی، مسلمان تو بعد کی بات رہی اہل علم حضرات کو انسانیت اور اس کے لوازمات کو مدنظر رکھنا چاہیئے کوئی بھی انسان کسی زمین پر امن و آشتی سے رہنا یا بسنا چاہتا ہے تو اس کے حق پر پابندی لگانا کہاں کی انسانیت ہے اس کا فیصلہ بھی اور آپ کو خود کرنا چاہیئے، ملکوں اور علاقوں کی تقسیم پہچان اور تعارف کے لئے تو ٹھیک ہے دشمنی اور فساد کے لئے کسی طرح بھی مناسب نہیں اور اب تو قومی سوچ بھی بین الاقوامیت میں تبدیل ہوتی جا رہی ہے، ہم یہاں سندھ میں جو ایک مختصر سا علاقہ ہے مقامی اور غیر مقامی کے چکر میں پڑے ہوئے ہیں۔

ویسے بھی پلیجو صاحب ایک صاحب علم انسان ہیں انہیں تو شہریت کے حصول کا قانون معلوم ہوگا، کوئی بھی باشندہ کہیں کا بھی ہو اگر اسے کسی ملک کی شہریت حاصل ہو جاتی ہے تو اس کے حقوق دیگر شہریوں کے مساوی ہو جاتے ہیں، اسے یہ بھی بنیادی حق حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ ملک میں آزادانہ گھومے پھرے جہاں چاہے

باقی صفحہ ۲۴ پر



کیا بے نظیر پھر امید سے ہیں؟

حق شناس کے قلم سے

لاہور کے ایک مقامی ہفت روزہ کے مطابق پاکستان کی وزیراعظم بے نظیر بھٹو پھر امید سے ہیں اس دعوے میں کہاں تک صداقت ہے اس کے مطابق کچھ کہنا قبل از وقت ہے لیکن ظاہری اسباب یہی نشاندہی کر رہے ہیں کہ اس خبر میں صداقت ہے۔

تصدیق کرنے کے سلسلے میں اخبار میں بے نظیر بھٹو کے قریبی ڈاکٹروں کا سہارا لیا گیا ہے اور کہا ہے کہ معتبر اطلاعات کے مطابق وہ پھر ایک نئے بچے کی ماں بننے والی ہیں۔ اور اس سال کے آخر تک ان کے ہاں یہ نئی اولاد جنم لے گی۔

پاکستان کی آبادی کو کنٹرول کرنے کے لئے وفاقی حکومت نے جگہ جگہ "دو بچے خوشحال گھرانہ" کے بورڈ نصب کر رکھے ہیں۔ خاندانی منصوبہ بندی کا یہ اشتہار غالباً غریب طبقے کے لوگوں کے لیے ہے خوشحال گھرانوں کے لیے نہیں ہے نظیر بھٹو کا تعلق ایک جاگیردار خاندان سے ہے "دختر مشرق" کو نہ [illegible] مالی مشکلات کا سامنا ہے اور نہ ہی بچوں کی پرورش کرنے کے لیے وقت کی ضرورت ہے [illegible] گھرانوں میں [illegible] کو آیا ہیں پالتی [illegible]

سال رواں کے شروع میں ان کے ہاں ایک بچی کی ولادت ہوئی جس کا نام "بختاور" ہے۔ بختاور کے آتے ہی بختاور کے باپ کی قسمت کھل گئی۔ ان کے مطابق مشہور ہے کہ جس چیز پر ان کی نظر پڑ جائے وہ ان کی ہو جاتی ہے ہاشوانی گروپ کا قضیہ ابھی ختم نہیں ہوا کہ انہڑ کیس میں ملوث ہو گئے۔ غلام حسین انہڑ نے اخباری اطلاعات کے مطابق ۱۱ جون کو اپنے آپ کو ایس آئی اے کے حوالے کر دیا۔ اب بہت سے حقائق سے پردہ اٹھنے والا ہے ہو سکتا ہے کہ آصف علی زرداری کو بچانے کے لیے انہڑ سارا الزام اپنے اوپر لے لیں یا پھر بقول وزیراعظم یہ مسئلہ خاندانی تنازعہ میں دب کر رہ جائے اور غلام حسین انہڑ بھی باعزت بری ہو جائے۔

محسن صدیقی کا قتل بھی کسی خاص مقصد کے تحت کیا گیا ہے جو باتیں زبان زد عام ہیں ان کے مطابق پاک لینڈ سیمنٹ کی خریداری کا مسئلہ بھی ہے۔ سراغوں کا انکشاف کرنے والے ایک طبقہ کا خیال ہے کہ محسن صدیقی کا قتل ایک ایسے علاقے میں کرایا گیا جہاں قاتل کے قتل کرنے کا شبہ بھی وہم و گمان میں نہ پہنچ سکے۔ گل احمد ٹیکسٹائل گروپ کی خریداری کا بھی چرچا زور و شور سے ہے فروخت نہ کرنے پر دھمکیوں کی آوازیں سنائی دے رہی ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق اس گروپ کی کل مالیت ۲ ارب روپیہ ہے جسے مجبور کیا جا رہا ہے کہ تمام اثاثوں کے عوض صرف ۶۳ کروڑ روپیہ لے لے۔ اس "جبری خریداری" پر گروپ کے بااثر افراد نے اپنے آپ کو مکان بند کر لیا ہے یا خاموشی سے ملک سے باہر جا رہے ہیں۔ ان آوازوں کی گونج ابھی مدھم نہیں پڑی کہ وفاقی حکومت کے ایوانوں میں یہ آواز سنائی دی کہ پی آئی اے، واپڈا اور دوسرے اداروں کی طرح بنک کو بھی نجی تحویل میں دیا جا رہا ہے بیگم کے

باقی صفحہ ۵۰ پر

ہو سکتا ہے آصف زرداری کو بچانے کے لئے انہڑ سارا الزام اپنے اوپر لے لیں!

کیا زرداری خاندان تمام صنعتوں کو خرید لے گا

عام طور پر ملک بھر میں یہ تاثر پایا جا رہا ہے کہ پاکستان ایک [illegible] خاندان چلا رہا ہے جس میں ماں باپ، بہو اور بیٹا [illegible] کہ بے نظیر، نصرت بھٹو، حاکم علی زرداری اور آصف علی زرداری جیسے بڑے خاندان اپنی اپنی طاقتوں کو استعمال کر رہے ہیں اور جائز اور ناجائز طریقوں سے وہ تمام کام کر لیتے ہیں جن سے ان کو فائدہ مند ہوتا ہے۔ محترمہ بے نظیر بھٹو کو [illegible] عوام نے منتخب کر کے جمہوری طریقہ سے اس ملک کا وزیر اعظم منتخب کیا ہے۔ لیکن ان کے شوہر آصف زرداری [illegible] حاکم علی زرداری اور ان کی ساس بیگم نصرت بھٹو کے پاس [illegible] نام کی کوئی چیز ہے تو بے نظیر کی [illegible]۔

محترمہ بے نظیر بھٹو کے اس وقت [illegible] ایسے محاذ ہیں جن کا ان کو ایک ہی وقت میں دفاع کرنا پڑ رہا ہے۔ ملک کی اندرونی امن و امان کی صورتحال بڑی تشویشناک ہے خاص کر صوبہ سندھ کی بگڑتی ہوئی صورت حال کے تحت پیپلز پارٹی کی حکومت کا وقار روز بروز عوام میں گرتا جا رہا ہے۔ محترمہ بے نظیر بھٹو کے لئے یہ محاذ بڑا پریشان کن ہے۔

دوسرا محاذ ان کے لئے کشمیر میں اٹھنے والی آزادی کی لہر کی وجہ سے بھارت کا جارحانہ رویہ ہے اس محاذ پر محترمہ بے نظیر نے اب تک بڑے ماہرانہ انداز میں اپنی پالیسی مرتب کی ہے اور بھارت سے ٹکراؤ کی پالیسی کو جہاں تک ممکن ہو سکے دور رکھنے کی کوشش کی ہے لیکن جوں جوں کشمیر میں تحریک آزادی کی لہر تیز تر ہوتی جائے گی ہندوستان کے جارحانہ عزائم میں بھی اضافہ ہوتا جائے گا۔

محترمہ بے نظیر بھٹو کے لئے تیسرا محاذ قومی اسمبلی میں متحدہ جمہوری محاذ کا ہے پچھلے ماہ حکومت کی بدعنوانیوں کے سلسلے میں اسلام آباد میں ایک سیمینار کا انعقاد حزب اختلاف نے کیا اور اپنے دعوے کی دلیل میں [illegible] اور دوسرے ڈاکومنٹ پیش کئے [illegible] میں متحدہ جمہوری محاذ حکومت کی بدعنوانیوں کا [illegible] کرتا ہے بلکہ ان کی اپنی پارٹی کے لوگ مثلاً [illegible] اور دوسرے لوگ بے نظیر بھٹو سے



نالاں نظر آتے ہیں اور کھلے طور پر انہوں نے بدعنوانی کا الزام بے نظیر، آصف زرداری اور دوسرے لوگوں پر عائد کیا ہے۔

اسلام آباد کی حکومت نے نہ ہی ان الزامات کو رد کیا ہے اور نہ ہی اس کو قبول کیا ہے بلکہ بڑے ماہرانہ انداز سے متحدہ قومی محاذ کو مشورہ دیا ہے کہ وہ عدالتی دروازہ کھٹکھٹائیں۔ سب سے زیادہ پریشان کن مرحلہ محترمہ بے نظیر بھٹو کے سسرال والوں کے دفاع کا ہے۔

ڈاکٹر جاوید اختر

[illegible] علی زرداری کی حرکات نے نہ صرف پاکستانی اخبارات [illegible] بیرونی ممالک کے اخبارات کی [illegible] میں جس طرح سے زرداری خاندان کے متعلق خبریں آ رہی ہیں اگر ان میں ۱۰ فیصد بھی صحیح ہے تو بھی حالات پاکستانی عوام کے لئے عام طور پر بے نظیر کے لئے خاص طور پر لمحہ فکریہ [illegible] میں یہ بات ضرور آتی ہے کہ بے نظیر بھٹو [illegible] غلط باتوں کو بھی اس انداز میں دفاع کرتی ہیں کہ حقیقت کا گمان ہو جاتا ہے لیکن یہ بات کب تک؟

حقیقتوں پر کتنا ہی پردہ کیوں نہ ڈالا جائے لیکن جب حقیقتوں سے پردہ اٹھتا ہے تو اصل واقعات سامنے آتے ہیں۔

[illegible] زرداری کے متعلق روز [illegible] خبریں [illegible] آصف علی زرداری [illegible] کی کہانی [illegible] آصف علی زرداری [illegible] تعلق نہیں لیکن بے نظیر کے وزیر اعظم بنتے ہی [illegible] کے ہاتھ میں [illegible] لگ گئی۔ خبریں آ رہی ہیں کہ آصف علی زرداری [illegible] کو خریدنا چاہتے ہیں جس کا نتیجہ [illegible] خریدنے کے سلسلے میں جن کا نام ہر شخص کی زبان پر ہے [illegible] کو بھی چھپانے کا منصوبہ [illegible] سننے میں آ رہا ہے اور یہ بھی سننے میں آ رہا ہے کہ ان تمام انڈسٹریز کو حسب منشا جتنی قیمت پر چاہیں خرید لیں اور جن شرائط پر چاہیں خرید لیں۔ فروخت نہ کرنے پر فروخت کنندہ کو اپنی جان و مال کے تحفظ کا ڈر ہے اور [illegible] جیل میں بند ہے یا ملک سے بھاگ رہا ہے کسی جمہوری ادارے میں کبھی ایسا قانون رائج ہوا ہے کہ وزیر اعظم کا قریبی رشتہ دار اس طرح دندناتا پھرے اور جو چیز چاہے ہڑپ کر لے جس طرح چاہے ہضم کر لے۔

قومی اسمبلی میں حزب اختلاف کے لیڈر غلام مصطفیٰ جتوئی نے انکشاف کیا ہے اور سوال کیا ہے کہ یہ کون ہیں جو [illegible] ملک سے باہر بھیجنا چاہتے ہیں۔ اڑی اڑی یہ بھی خبریں ہیں کہ [illegible] ملک سے باہر بھیج دیا گیا اور وزیر اعظم کے بہت ہی قریبی رشتہ دار جو آج کل برطانیہ میں مقیم ہیں دھڑا دھڑ جائیداد خرید رہے ہیں۔

حیرت کی بات ہے کہ گلی کوچے میں پاکستانی ان تمام باتوں سے آگاہ ہیں لیکن ہماری وزیر اعظم [illegible] ہیں کہ

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا

ملک تباہی کے دہانے پر کھڑا ہے۔ صنعتیں تباہ و برباد ہو چکی ہیں۔ [illegible] بھی ملک سے کافی سرمایہ باہر کھسک گیا ہے۔ صنعتکار صنعت کاری میں وہ ذوق و خروش نہیں رکھتے اور [illegible] دلچسپی کا اظہار نہیں [illegible] جو ان کو کرنا چاہیے لیکن پھر بھی چند [illegible] افراد اس ملک کو [illegible] دیکھنا چاہتے ہیں [illegible] صنعت کے پیچھے [illegible] سمجھنا چاہیے ہیں جو اطلاعات [illegible] اور جس طرح سے [illegible]

باقی صفحہ [illegible]

سات ارب روپے کے نئے ٹیکس

عوام کی گردن مروڑ دی گئی



قومی اسمبلی کا حالیہ بجٹ سیشن ایک ناخوشگوار واقعے سے شروع ہوا حزب اقتدار اور حزب اختلاف میں موجودہ وزیر برائے امور خزانہ جناب احسان الحق پراچہ کی ذات وجہ نزاع بن گئی۔ جو اجلاس میں ۹۱-۱۹۹۰ء کا مالی بجٹ پیش کر رہے تھے۔ اپوزیشن لاہور ہائی کورٹ کے ایک حالیہ فیصلہ کی بنیاد پر جو اس نے ایک مخصوص کیس میں جناب پراچہ کے رویہ کے بارے میں دیا تھا انہیں بجٹ پیش کرنے کے لئے ایک غیر موزوں شخص قرار دے رہی تھی لہٰذا جیسے ہی بجٹ پیش کیا جانے لگا اپوزیشن نے اسمبلی سے واک آؤٹ کر دیا اور بجٹ صرف حزب اقتدار کے ارکان کے روبرو ہی پیش کیا گیا اس ناخوشگوار واقعہ نے تاہم بجٹ پیش کرنے کے عمل کو کسی طور متاثر نہیں کیا۔

حالیہ بجٹ، افراط زر اور بجٹ خسارے کو قابو میں رکھنے اور بلاواسطہ محصولات میں اضافہ کی تقسیم کی کوششوں پر مبنی ہے۔ اس بجٹ کی روشنی میں حکومت کی پالیسیوں کی درست سمت تو شبہ سے

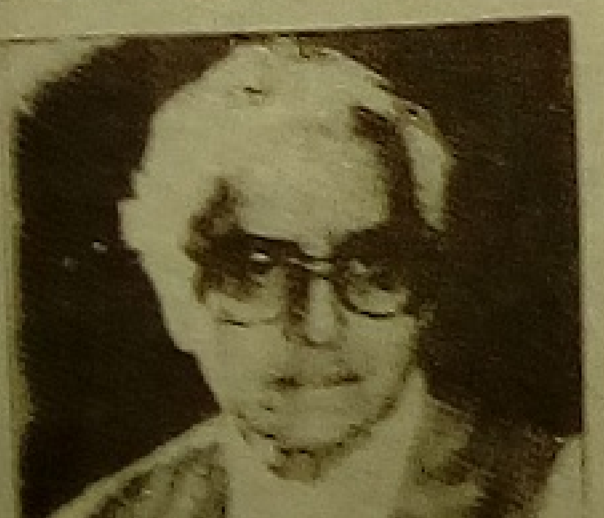
بہبود کے شعبہ کو ترجیحات میں سرفہرست رکھا جانے کا عزم شبہ سے بالاتر ہے تاہم ان پالیسیوں پر عملدرآمد کرانے کے لئے انتظامیہ کا طرز عمل شک و شبہ سے بالاتر نہیں کہا جا سکتا۔

بجٹ کا کل تخمینہ ۱۸۵٫۲۳۰ بلین روپیہ ہے جس میں سالانہ داخلی پیداوار (ADP) کی آمدنی بھی شامل ہے۔ محصولات سے آمدنی ۱۵۰٫۳۰۰ بلین روپیہ ہوگی۔ جب کہ غیر محصولاتی آمدنی کا تخمینہ ۴۰٫۸۹۰ بلین روپے ہے۔ ۸۸٫۹۹۰ بلین روپے کا خسارہ اندرونی اور بیرونی قرضہ جات سے پورا کیا جائے گا اندرونی قرضہ کا ہدف ۲۵٫۰۹ روپیہ اور بیرونی قرضہ کا ٹارگٹ ۳۱٫۸۹ روپیہ ہے پھر بھی ۲۳ بلین روپیہ کا خسارہ باقی رہ جاتا ہے۔ جس کے مطابق تجویز کیا گیا ہے کہ اسے نئے ٹیکس لگا کر پورا کیا جائے گا۔ جس کے نتیجہ میں بجلی، سیمنٹ اور ٹیکسٹائل کی مصنوعات میں لازمی اضافہ ہوگا۔

بجٹ کی تجاویز کے جو اشارے ملے ہیں ان کے مطابق اخراجات کے ضمن میں کڑی نگرانی سے کام لیا جائے گا اور کوشش کی جائے گی کہ بجٹ کا مالی بوجھ معاشرے پر مساوی طور سے تقسیم کیا جائے گا اور ساتھ ہی مل سے دیئے جانے والے استعمالی اشیاء پر ۲۵ فیصد ایکسائز ڈیوٹی لگا دی گئی بجٹ میں پہلی مرتبہ زرعی پر ٹیکس لگا دیا گیا ہے۔ ڈومیسٹک اپلائنس پر ٹیکس لگا دیا گیا ہے ایئر کنڈیشنر اور ڈیپ فریزر پر ایک ہزار روپیہ ڈیوٹی نافذ کی گئی ہے۔ افسروں کو ہاؤس رینٹ میں دی جانے والی چھوٹ میں کمی کی گئی ہے۔ عشر کی وصولیابی کے نئے طریقہ کار زیر غور ہیں کیونکہ موجودہ طریقہ کار کے تحت اس کی وصولیابی بہت کم ہے

کے ذریعہ ہونے والی آمدنی ۱۳٫۴۸۰ بلین روپیہ سے بڑھ کر ۱۶٫۰۲۰ بلین روپیہ ہو گئی ہے۔ اس طرح اس آمدنی میں ۱۹ فیصد کا اضافہ ہوا ہے۔ جس میں اگلے سال مزید ۱۰ فیصد کا اضافہ ہو جائے گا۔ بالواسطہ ٹیکس سے آمدنی میں مزید اضافہ کی توقع ہے اور اس سے خراب اقتصادیات کو سہارا دینے میں بہت مدد مل سکتی ہے۔

موجودہ اخراجات پر سخت کنٹرول رکھا جائے گا۔ تاہم اگلے مالی سال کے لئے اس میں ۱۳ فیصد کا اضافہ ہو جائے گا۔ یہ اضافہ دفاعی اخراجات میں ۱۸٫۶ فیصد اور ایڈمنسٹریشن پر ۲۰۲ فیصد اور گورنمنٹ



سیکرٹری جنرل ایل۔ اے جعفری

بجٹ میں قیمتوں کو نیچے لانے کے لئے

مؤثر اقدامات نہیں کئے گئے!

سیلز ٹیکس پر ۲۰۰ فیصد اضافے کی وجہ سے ہے۔ تاہم صوبائی حکومتوں اور لوکل باڈیز کے اخراجات کی گرانٹ میں ۲۳ فیصد کی کمی خوش آئند بات نہیں ہے خاص

ہے ۔۔۔ سال کے دوران براہ راست ٹیکسوں

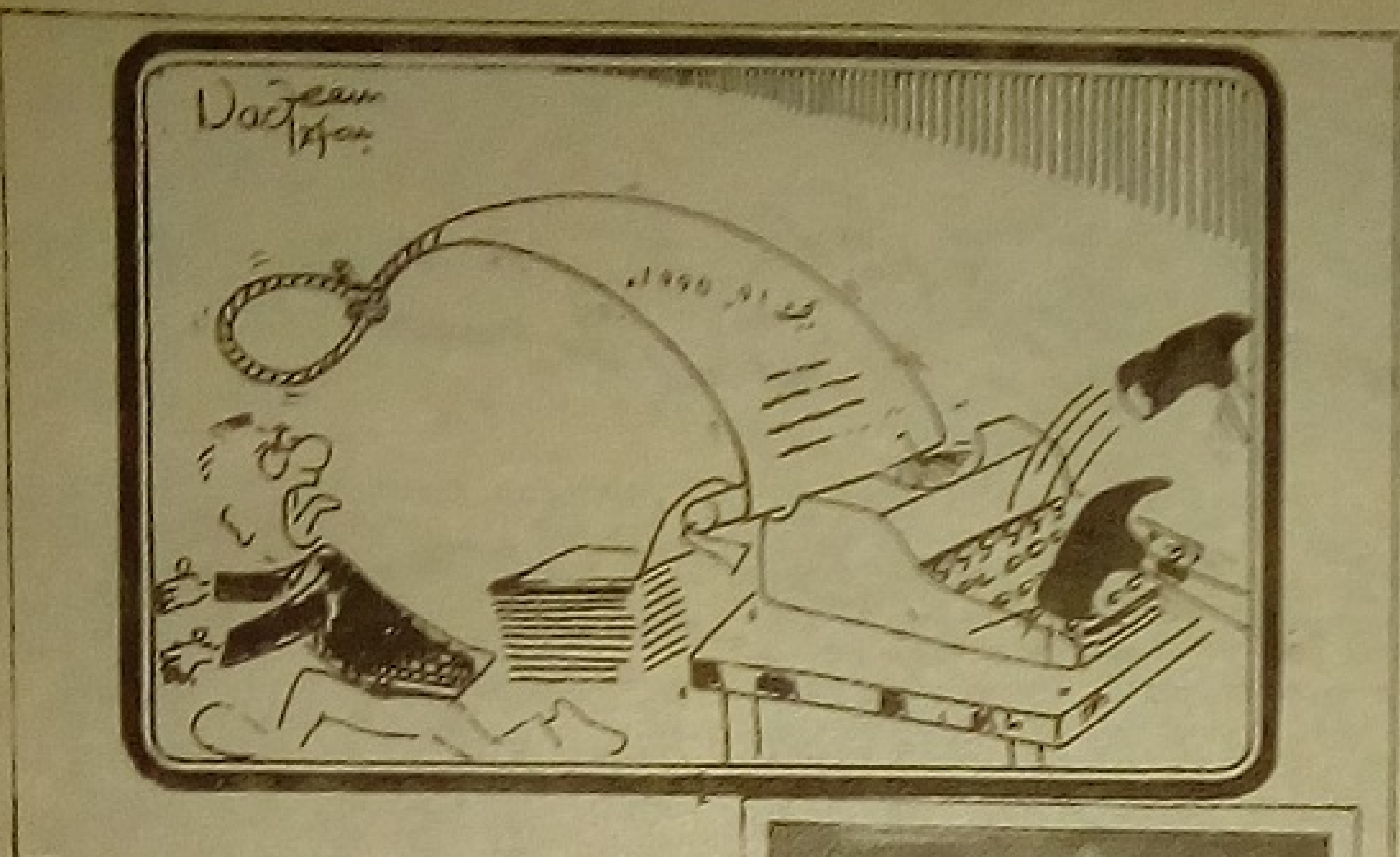
طور سے یہ صورت یہی ہے کہ مرکزی اداروں اور ان
کے درمیان کافی تنخواہیں پہلے ہی بڑھا دی گئی ہیں۔
جا کی تنخواہوں میں ۲۰ فیصد کا اضافہ کیا گیا
سالانہ سروس شعبہ سول ڈسپنسری کے اخراجات میں ۱۶
فیصد کا اضافہ ہوگا۔ یہ مرکزی اداروں کی ۔ فیصد
اور ۷ فیصد بیشتر ۔ اضافے کے سبب ہوگا
اضافہ کیونکہ سروسز میں ۱۰ فیصد سوشل سروسز میں ۲۰
فیصد اور ٹرانسپورٹ سروسز میں ۳۰۰۳ فیصد کے زر اسپیڈ پر
میں ۲۰۰۳ فیصد کمی کی گئی ہے۔

صحت تعلیم و آبادی جو شعبے کے ترقیاتی پروگراموں
دیہی ترقیات اور سڑکوں وغیرہ کی تعمیر کی مد میں زیادہ
رقوم مختص کی جانا ایک بڑا خوش آئند قدم ہے حالانکہ
اس کے ساتھ تاریخ اس امر پر مظہر ہے کہ ان مختص شدہ
رقوم کو کس طرح خرچ کیا جاتا ہے دیہی علاقوں میں طبی اور
تعلیمی سہولتیں مہیا کرنے کے لئے نجی شعبے کی حوصلہ افزائی
کی گئی ہے نجی شعبہ کو دیہات میں شفاخانے، اسپتال اور
تعلیمی ادارے کھولنے کے واسطے حکومت اس کا پچاس فیصد
کی امداد کرے گی۔ یہ ہر لحاظ سے ایک مستحسن
قدم ہے۔

بجٹ میں ایک عام مزدور کی ماہانہ تنخواہ کم از کم ۔۔ روپے
مقرر کی گئی ہے۔ یہ فیصلہ بھی صنعتی اداروں کے لئے باعث تنازع بن
سکتا ہے کیونکہ اس کا تعلق پیداوار بڑھانے سے منسلک نہیں
کیا گیا تنخواہوں اور اجرتوں میں اضافہ افراط زر کے دباؤ
کے تحت ہوتا ہے۔ افراط زر کو حکومت کے موجودہ ان
اقدامات سے تقویت مل سکتی ہے جن کے تحت امپورٹ
ڈیوٹی میں اضافہ، بجلی کے نرخوں کا بڑھنا اور
۲۰۰ اشیاء پر دی گئی سیلز ٹیکس کی چھوٹ کو واپس لے
لیا گیا ہے یہ اضافہ ان اضافوں کے بعد کئے گئے ہیں جو
چند ماہ پہلے حکومت نے نافذ کئے تھے۔

موجودہ بجٹ میں قیمتوں کو نیچے لانے کے لئے کوئی
موثر اقدامات نہیں کئے گئے۔ بلکہ حکومت نے اس کے
بجائے مالیاتی پالیسی پر زیادہ انحصار کیا ہے جو تو
دباؤ کے تحت کریڈٹ کنٹرول کا کام نہیں کرتا بلکہ یہ تو
اقتصادی پھیلاؤ کو رکاوٹ دیتا ہے۔

تاہم موجودہ بجٹ میں نجی شعبے کے لئے کافی حوصلہ
افزا اقدامات کئے گئے ہیں لائف انشورنس اور ہاؤسنگ
کے شعبے پرائیویٹ سیکٹر میں دیئے جا رہے ہیں جبکہ گزشتہ
پچھلے سال کے مقابلہ ۔ پیداوار کے پچاس فیصد
پر ایک مزدور کی چھوٹ دی جا رہی ہے۔ انکم ٹیکس





جیسے ہی بجٹ پیش کیا جانے لگا
اپوزیشن نے واک آؤٹ کر دیا
وہ احسان الحق پراچہ کو
بجٹ پیش کرنے کے لئے
ایک غیر موزوں شخص قرار دے
رہی تھی اس لئے بجٹ صرف
سرکاری ارکان کے سامنے پیش کیا گیا!

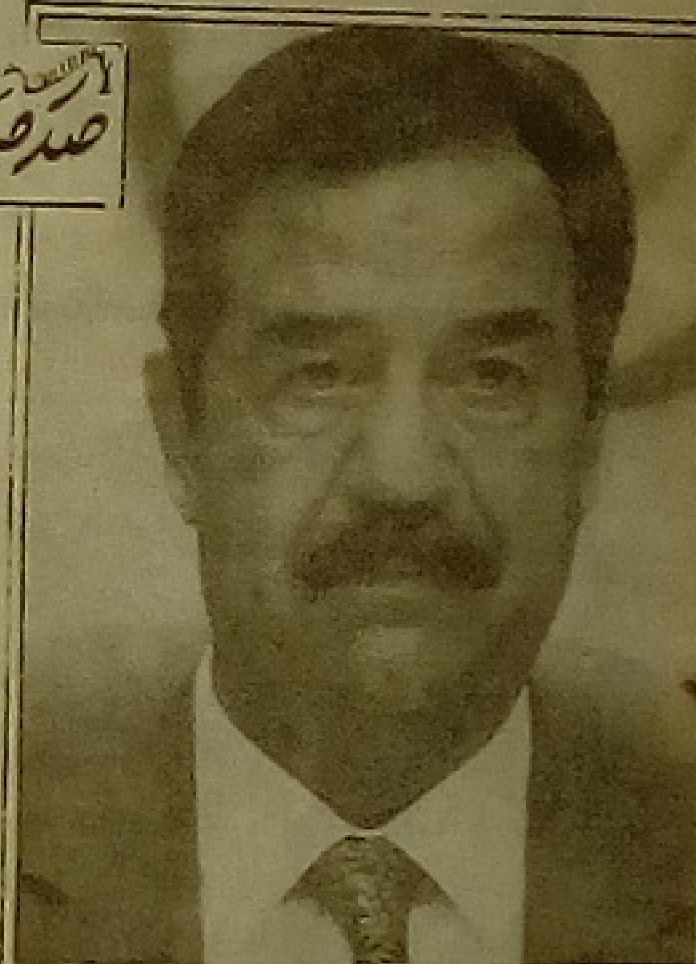
کا پینل سسٹم ختم کر دیا گیا اور دو لاکھ روپیہ سالانہ آمدنی
رکھنے والوں کے لئے انکم ٹیکس کا خود تشخیصی نظام نافذ
کر دیا گیا۔

ان اقدامات کو نجی صنعتی اور تجارتی حلقوں میں سراہا
گیا ہے تاہم جی ایس ٹی کے قانون کا اطلاق اور نئے آئٹموں
کا سی۔ وی۔ ٹی (۷ ٹ ع) میں شامل کیا جانا ان کے لئے
پریشانی کا باعث بھی بنا ہے۔

جب کہ بجٹ کے تصورات کا بیشتر بوجھ شہری علاقوں
کے عوام پر ہی ہوگا جیسا کہ پچھلے سالوں میں ہوتا رہا ہے
مگر زرعی زمینوں کا مالک اعلیٰ طبقہ اس سے قطعی محفوظ
رہے گا پچھلے سال جو ستم ظریفانہ زرعی زمین کی قیمت کا تعین
قرضہ حاصل کرنے اور دولت ٹیکس لگانے کے لئے کیا
گیا تھا اس کو درست نہیں کیا گیا ۳۰۰ روپیہ فی پیداواری
انڈیکس یونٹ، بینکوں سے قرضہ لینے اور اسی
زمین پر دس روپیہ فی پیداواری انڈیکس یونٹ
پر دولت ٹیکس ادا کرنے کو کوئی کیسے منصفانہ
قرار دے سکتا ہے؟ بیچارہ عوام خاص طور سے دیہات کے
لوگوں کی بہبود کے لئے اسکول، اسپتال اور بجلی اور آب
رسانی کا نظام قائم کرنے کے لئے حکومت کو اب بھی بہت
رقوم کی ضرورت ہے لیکن زرعی دولت کا حامل طبقہ پچھلی
حکومتوں کے دور کی طرح مسلسل زرعی ٹیکس سے چھوٹ
حاصل کر کے اب بھی مزے کر رہا ہے۔ کیا اس زیادتی کا
مساوات کے کسی اصول کے تحت دفاع کیا جا سکتا ہے!

۱۹۹۰-۹۱ء کے بجٹ پر ایک عام پاکستانی مایوسی
کا شکار رہے۔ وہ موجودہ بجٹ پر کچھ نہیں کہنا چاہتا
کیونکہ اسے معلوم ہے کہ پچھلے بجٹ کی طرح اس بجٹ کی
آمد سے اس کی زندگی مزید دشوار تر ہو جائے گی۔ تنخواہ دار
اور درمیانہ طبقہ کے لوگوں کا کہنا ہے کہ بجٹ میں جو محصولات
تجویز کئے گئے ہیں ان کے نتیجہ میں اشیائے خورد و نوش
اور اشیائے صرف مزید مہنگی ہو جائیں گی جس کے نتیجہ
میں ان کی قوت خرید مزید کمزور ہو جائے گی ان کا کہنا ہے کہ
بڑھتے ہوئے بجلی کے نرخ لازمی طور پر براہ راست ان پر
اثر انداز ہوں گے جہاں تک صنعت کاروں کا تعلق ہے توانائی
کی بڑھتی ہوئی شرح کو وہ اشیاء کی قیمت بڑھا کر ایڈجسٹ
کر لیں گے ماضی میں بھی ایسا ہی ہوتا رہا ہے اور اب بھی
ایسا ہی ہوگا۔ اگر فرق پڑے گا تو کم آمدنی والے نچلے اور
درمیانہ طبقہ کے لوگوں پر جن کی آمدنی مزید سکڑ کر رہ جائے گی۔

عربوں کی شمشیر — صدام حسین



صدر صدام حسین نے ۱۹۳۷ء میں ایک غریب کسان گھرانے میں جنم لیا

انہوں نے بے ہوش ہوئے بغیر اپنی ٹانگ سے گولی نکلوائی

قانون شکنی پر وہ کسی کو معاف نہیں کرتے، انہوں نے اپنے فرزند پر مقدمہ چلانے سے بھی گریز نہیں کیا

عربی لفظ "صدام" کے معنی ہیں "مقابلہ کرنے والا"

بغداد میں ہونے والی سہ روزہ عرب سربراہوں کی کانفرنس میں صدر صدام حسین کی شخصیت نمایاں رہی انہوں نے کانفرنس کے پہلے اجلاس میں اپنی افتتاحی تقریر میں ہی جارحانہ انداز اختیار کر لیا، جب انہوں نے کہا کہ اگر اسرائیل نے ہم پر جارحانہ حملہ کیا تو ہم جواب میں اس پر ایک بھرپور قوت سے حملہ کریں گے۔ اگر انہوں نے ہمارے خلاف مکمل تباہی پھیلانے والے ہتھیار استعمال کئے تو ہم بھی تمام کے تمام تباہ کن ہتھیار جو ہمارے پاس ہیں ان کے خلاف استعمال کریں گے۔

یہ ایک خبطی آدمی کی لن ترانی ہے یا ایک سخت گیر سیاست دان کا سوچا سمجھا پیغام ہے جو عرب دنیا کی قیادت کا خواب دیکھ رہا ہے۔ یہ وہ سوال ہے جو مغرب اور مشرق وسطیٰ کے اکثر سیاستدان پوچھ رہے ہیں اور اس پر غور کر رہے ہیں کہ کیا علاقے میں اپنا اثر بڑھانے کے لئے صدام حسین اپنی مہم تیز کر دیں گے۔ پچھلے چند ماہ میں وہ عالمی خبروں میں چھائے رہے ہیں اپنے دھمکی آمیز بیانات اور اشتعال انگیز حرکات کے سبب وہ ایک سنگ دل حکمران مشہور ہو گئے ہیں اب ان کے بارے میں بحث سے پریشان کن سوالات اٹھ رہے ہیں" وہ ایک پرانے طریقے پر عمل کر رہے ہیں، ہم اسے تعمیری خبط کہہ سکتے ہیں"۔ یہ الفاظ تل ابیب میں واقع جیفی سینٹر فار اسٹریٹیجک اسٹڈیز کے مارک ہیلر کے ہیں۔ مارک کا کہنا ہے اگر آپ ٹوٹی ہوئی توپ کی طرح دکھائی دیں گے تو لوگ آپ کو بچوں کا کھلونا بنا لیں گے صدام اس بات کو سمجھتے ہیں اور بیہودہ ایسی شخصیت بھی نہیں ہیں کہ جن کے وجود کو نظر انداز کر دیا جائے انہوں نے اپنے ملک میں خوف کا ماحول پیدا کیا ہوا ہے۔ خفیہ پولیس کا خوف، مخبروں کا خوف، رات کے وقت انجانی دستک کا خوف، جس کے نتیجہ میں پراسرار گمشدگی یا کبھی کبھی سزا، کیونکہ ان کے خلاف کھلم کھلا بولنے کی سزا موت ہے۔ انٹرنیشنل ایمنسٹی کے مطابق ایسی سزائے موت ایک مہینے میں دس سے بیس ہوتی ہیں۔ کردوں نے علاقائی خود مختاری کا

ترجمہ: راؤ توفیق احمد

کا مطالبہ کیا تو انہیں زہریلی گیس اور علاقے سے بے دخلی ملی —

پچھلے دنوں صدام حسین نے اسرائیل کو تنبیہہ کی تھی کہ اگر اس نے عراق کے خلاف جنگ شروع کی تو ہم آدھے اسرائیل کو جلا کر خاکستر کر دیں گے اس کے کچھ عرصہ بعد برطانوی افسروں نے عراق جانے والے ایک شپمنٹ کو روک دیا ان کے مطابق اس شپمنٹ میں ایسی لوہے کی پائپ شامل تھیں جن سے ایک بہت بڑی توپ بنائی جا سکتی ہے اس سے پیشتر انہوں نے کچھ ایسے الیکٹریکل پرزوں کو روکا تھا جو ان کے خیال میں جوہری ہتھیاروں میں استعمال ہو سکتے تھے تاہم یہ تمام باتیں صدر صدام حسین کے اس عزم کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتیں جو وہ عراق کو مشرق وسطیٰ کی ایک عظیم فوجی طاقت بنانے کے لئے رکھتے ہیں ایک ایسی قوت جو ایٹمی صلاحیت بھی رکھتی ہو عراق کے پاس جدید اسلحہ سے لیس دس لاکھ فوج ہے جو کسی بھی عرب ملک سے بڑی ہے۔

لیکن خود عراق کے پڑوسی عرب ممالک صدر صدام کے اس ارادے سے خائف ہیں جو انہوں نے اپنے ہتھیاروں کو بے دھڑک عراق پر حملہ کی صورت میں استعمال کرنے کے لئے ظاہر کیا ہے کیونکہ صدارت کا عہدہ سنبھالنے کے ایک سال بعد انہوں نے ایران پر فوج کشی کر دی تاکہ وہ اس متنازع زمین کو حاصل کر سکیں جس پر ایران کا قبضہ تھا ایران سے آٹھ سالہ جنگ میں صدام حسین نے ایران کے خلاف کیمیائی ہتھیار استعمال کئے اور اس کے شہروں پر میزائل داغے۔

صدر صدام حسین ۱۹۳۷ء میں عراق کے شہر تکریت میں ایک غریب کسان گھرانے میں پیدا ہوئے ان کے والد کا انتقال ان کے بچپن میں ہی ہو گیا تھا۔ صدام کو ان کے ماموں خیر اللہ طلفاح نے پرورش کیا جو عراقی فوج میں ایک افسر تھے، انہوں نے ۱۹۴۱ء کی ناکام بغاوت میں حصہ لیا تھا جو شاہ عراق کے خلاف فوجی افسروں نے کی تھی۔ شاہ کی حکومت ایک کٹھ پتلی حکومت تھی جس کی ڈوریاں برطانوی حکومت کے ہاتھ میں تھیں صدام کے ماموں کو ناکام بغاوت میں حصہ لینے کی بنا پر پانچ سال کے لئے جیل بھیج دیا گیا اس واقعہ نے نوجوان صدام کے دل و دماغ پر گہرا اثر کیا اسی وقت سے انہوں نے عہد کیا کہ وہ نہ صرف عراق کو ...



بغداد میں ایران عراق کی جنگ میں شہید ہونے والوں کی یاد کو تازہ رکھنے کے لئے یہ یادگار تعمیر کی گئی ہے

عرب دنیا کو سامراجی پنجے سے نجات دلائیں گے۔

صدر صدام کی سیاسی زندگی کا آغاز اس وقت ہوا جب انہوں نے بعث پارٹی کے رکن کی حیثیت سے ۱۹۵۶ء میں شاہ فیصل دوئم کی حکومت کا تختہ الٹنے کی کارروائی میں حصہ لیا۔ اس بغاوت کو عراق کے مرد آہن عبدالکریم قاسم نے دو سال بعد کامیابی سے ہمکنار کیا۔

صدر صدام کے لئے مشہور ہے کہ انہوں نے اپنی ٹانگ سے بغیر بیہوش ہوئے گولی نکلوائی تھی جو ان کے ایک ساتھی نے معمولی چاقو کی مدد سے نکالی تھی۔

۱۹۶۳ء میں بعث پارٹی پوری طرح سے عراقی سیاست میں ملوث ہو گئی اس کے ساتھ ہی صدام حسین بھی عراقی سیاست کی اہم ہوائی میں شامل ہوتے چلے گئے اس مہم کی فضا ہی اب ان کے ہاتھ میں تھی یہاں سے انہوں نے سیاسی افق پر ابھرنا شروع کیا انہوں نے سیاسی مہم جوئی میں بے لچک سختی سے کام لیا اور اپنے قریبی ساتھیوں کو بھی سخت سزا دینے سے دریغ نہیں کیا، قانون شکنی پر وہ کسی کو معاف نہیں کرتے دو سال پیشتر انہوں نے اپنے حقیقی فرزند عدے پر بھی مقدمہ چلانے کا حکم دیا جس نے ان کے ایک باڈی گارڈ کو مکے مار مار کر ختم کر دیا تھا تاہم رحم کی اپیلوں پر انہوں نے اسے معاف کر کے جلاوطن کر دیا۔

وہ شخص جو تمام عرب دنیا کی قیادت کرنے کا نصب العین رکھتا ہے، اپنی ذاتی زندگی میں تنہائی پسند اور گوشہ نشین ہے، انہوں نے ۱۹۸۰ء کے بعد سے اب تک عراق کے باہر قدم نہیں رکھا وہ اخبار نویسوں کو بھی بہت کم انٹرویو دیتے ہیں، بہت کم لوگ ان کی ذاتی پسند ناپسند اور عادتوں کے بارے میں جانتے ہیں تاہم انہیں موسیقی اور شاعری کے سرپرست کی حیثیت سے جانا جاتا ہے۔ ان کی سخت حفاظتی انتظامات کی وجہ سے باہر کے لوگ ان کے بارے میں بہت کم معلومات رکھتے ہیں انہوں نے خود کو دھماکہ خیز بیانات اور ملک کے دیہی علاقوں کے عوام سے ہمدردانہ اور مشفقانہ

اس واقعہ نے
نوجوان صدام حسین
کے دل و دماغ پر
بہت اثر کیا انہوں نے
عہد کیا کہ وہ پوری عرب دنیا کو
سامراجی پنجے سے نجات دلائیں گے

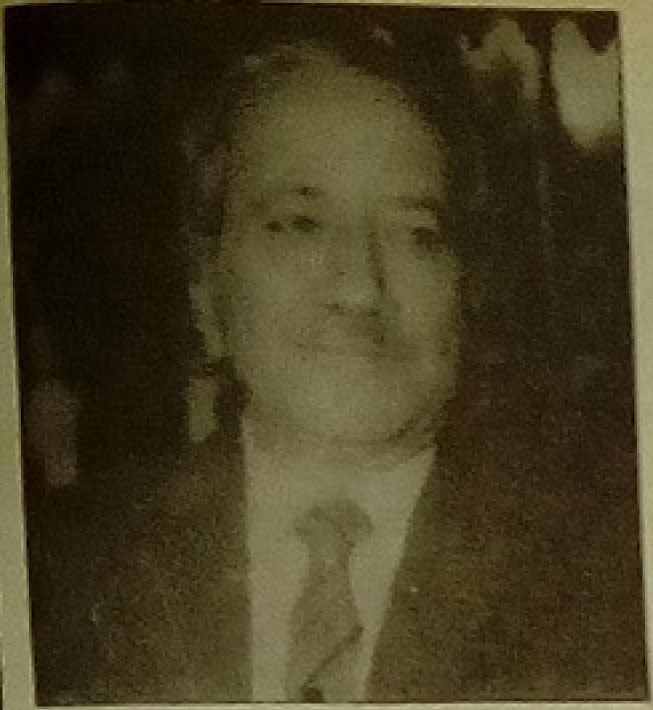
در محل میں چھپا ہوا ہے وہ دیہات کے لوگوں سے ملاقات کرنے کے لئے اکثر دیہی علاقوں میں جاتے رہتے ہیں اور ان ملاقاتوں میں ان سے گھل مل جاتے ہیں۔ ان کا ایک ایک عمل، عمل تجزیہ چاہتا ہے اگرچہ تجزیہ نگاروں کی نظر میں وہ احساس برتری کا شکار ہیں تاہم زیادہ تر کا خیال ہے کہ صدام حسین ایک ہوشیار اور دانا آدمی ہیں ایک اعلیٰ اسرائیلی افسر کے مطابق وہ خیالی انسان نہیں ہیں، وہ حقیقت پسند اور عملی انسان ہیں مگر ان پر بڑے کام کرنے کا خبط سوار ہے۔ لندن کے رائل انسٹیٹیوٹ آف انٹرنیشنل افیئرز کے سربراہ فلپ رابنسن کہتے ہیں کہ صدام حسین کسی ترنگ یا موج میں آکر کوئی قدم نہیں اٹھاتے، بلکہ وہ کوئی اقدام لینے سے پہلے پورا حساب کتاب لگاتے ہیں اور ٹھنڈے دل و دماغ سے اس پر غور و فکر کرتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ صدام حسین کوئی ایسا قدم نہیں اٹھائیں گے جو عراق اور مشرق وسطیٰ میں انکی پوزیشن کو نقصان پہنچائے بہت سے مغربی تجزیہ نگار اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ صدام اتنے ناسمجھ نہیں ہیں کہ وہ اسرائیل پر حملہ کرنے میں پہل کریں لیکن وہ ساتھ ساتھ اس امر پر بھی یقین رکھتے ہیں کہ ان کے اندر جواب دینے کی پوری قوت و صلاحیت ہے اور انہیں سب سے الگ تھلگ رکھنے اور عرب دنیا سے کاٹ دینے کی کسی کی کوششیں بھی کامیاب نہیں ہو سکتیں بغداد کی حالیہ عرب سربراہ کانفرنس اس بات کا ثبوت ہے۔

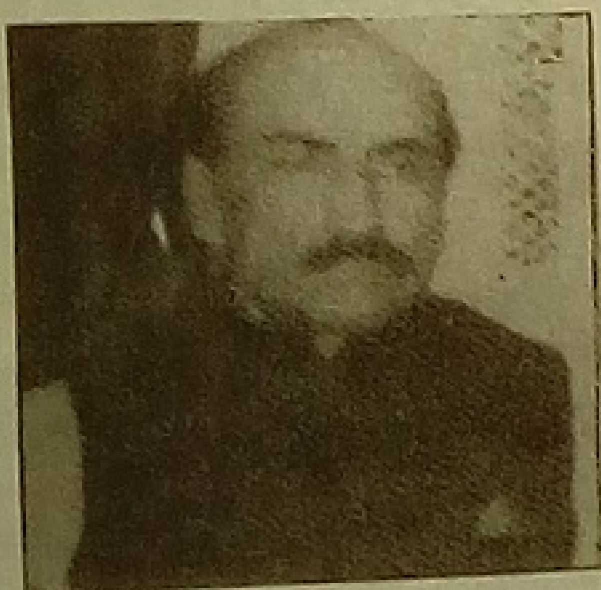
امریکی حکومت مشرق وسطیٰ کے اعتدال پسند حکمران جیسے شاہ حسین اور مصر کے صدر حسنی مبارک وغیرہ کا خیال ہے کہ صدام حسین کی سخت گیری اور اشتعال انگیزی کو قابو میں رکھنے کا یہی طریقہ ہے کہ انہیں مذاکرات میں مشغول رکھا جائے۔ نومبر ۱۹۸۹ء میں امریکی حکومت نے اپنی سفارتی چابکدستی کو کام میں لاتے ہوئے صدر صدام حسین سے یہ وعدہ لیا کہ وہ کیمیائی ہتھیاروں کو استعمال کرنے میں پہل نہیں کریں گے۔

صدر صدام حسین نے اپنے جارحانہ انداز سے ہٹ کر جو انہوں نے کانفرنس کے شروع میں اختیار کیا تھا سربراہ کانفرنس کے اس اعلامیہ پر دستخط کر دیئے جس میں صدام کا یہ مطالبہ شامل نہیں کیا گیا تھا کہ امریکہ کو تیل برآمد کرنے پر عرب ممالک پابندی لگائیں یہ بلاشبہ عرب اعتدال پسندوں کی جیت تھی تاہم اسے صدام کی معقولیت پسندی بھی قرار دیا جائے گا۔

(بشکریہ امریکی جریدہ ٹائم)







آل پارٹیز کانفرنس

امن کی جانب ایک مثبت قدم

تجزیہ نگار کے قلم سے

صدر پاکستان جناب غلام اسحٰق خان کی ہدایت پر سندھ کے وزیر اعلیٰ آفتاب شعبان میرانی نے ۲ جون کو آل پارٹیز امن کانفرنس طلب کی۔ کانفرنس میں سندھ سے تعلق رکھنے والی سیاسی و دیگر تنظیموں نے جن کی کل تعداد بائیس ہے شرکت کی اجلاس میں جمعیت طلباء پاکستان، جمعیت علماء اسلام، جماعت اسلامی، پیپلز پارٹی، تحریک استقلال، سندھ نیشنل فرنٹ، سندھ اتحاد، قومی محاذ آزادی، قومی اتحاد پارٹی، پی پی آئی، پاکستان مسلم لیگ (جونیجو گروپ) پاکستان مسلم لیگ (قاسم گروپ)، پاکستان مزدور کسان پارٹی، پختون خواہ ملت عوامی پارٹی، این ڈی پی، مہاجر رابطہ کونسل، مہاجر اتحاد تحریک جئے سندھ محاذ، سندھ نیشنل الائنس، پاکستان نیشنل پارٹی اور تحریک نفاذ فقہ جعفریہ نے شرکت کی۔

سندھ امن کانفرنس کا یہ اجلاس ایک تاریخی اجلاس تھا اجلاس پندرہ گھنٹوں پر محیط تھا ہر مقرر کو بیس منٹ کا وقت اپنے خیالات کے اظہار کے لئے دیا گیا۔ حکومت سندھ نے مہمان نوازی کے لوازمات بڑے سلیقے اور عمدگی سے ادا کئے جس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ اجلاس میں اخباری نمائندوں کو مدعو نہیں کیا گیا البتہ فوٹو گرافرز اور ٹی۔ وی والے وقتاً فوقتاً تصاویر لینے کے لیے آجاتے تھے۔

امن کانفرنس کے سلسلے میں مختلف جماعتوں



مارشل لاء، گورنر راج یا ایمرجنسی صوبے کے مسائل کا حل نہیں ہے



کراچی و حیدرآباد کو آفت زدہ علاقہ قرار دے کر ٹیکس میں چھوٹ دی جائے

شاہ فرید الحق

پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی، جس میں جے یو پی کے محمد احمد صدیقی، قومی محاذ آزادی کے اظہر جمیل پی پی پی کے یوسف ڈیڈا، جمعیت علماء اسلام کے ڈاکٹر خالد محمود، مہاجر رابطہ کونسل کے نصرت مرزا اور پی این پی کے شاہ محمد شاہ شامل تھے۔ کانفرنس نے چند قرار دادیں بھی پاس کیں، جو مندرجہ ذیل ہیں۔

آل پارٹیز کانفرنس میں اتفاق رائے سے پاس کی جانے والی قرار دادوں میں کہا گیا کہ کانفرنس کے شرکاء وزیر اعلیٰ سندھ کی جانب سے صوبہ سندھ میں امن کے لیے کانفرنس بلانے کا خیر مقدم کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ مستقبل میں بھی ایسی کانفرنسیں منعقد کی جائیں گی اور جو لوگ اس میں شریک نہیں ہوئے آئندہ انہیں شریک کرنے کے لیے مزید کوششیں کی جائیں گی۔

ایک دوسری قرار داد کے ذریعہ صوبہ کے عوام سے اپیل کی گئی ہے کہ عوام کے تمام طبقوں کے درمیان بھائی چارہ اور امن و دوستی قائم کی جائے۔ کانفرنس میں کسی بھی طریقے سے کی جانے والی دہشت گردی کی مذمت کی گئی ہے اور حکومت پر زور دیا گیا ہے کہ ڈکیتیوں اور تاوان کی وصولی کے لیے اغوا اور دیگر سنگین جرائم کرنے والوں کو سخت سزائیں دے۔ صوبے کے تمام مقامات سے ناجائز اسلحہ برآمد کیا جائے اور برآمدگی بلا امتیاز کی جائے اور اس سلسلے میں کسی بھی لسانی و سیاسی وابستگی کا لحاظ نہ رکھا جائے۔

ایک اور قرار داد میں تمام شرکاء نے ان تمام لوگوں سے اظہار ہمدردی کیا جن کے نقصانات ہوئے ہیں اور قیمتی جانوں کے زیاں پر شدید افسوس کا اظہار کیا اور ہلاک شدگان کے ورثاء سے اظہار تعزیت کیا گیا اور حکومت پر زور دیا کہ وہ متاثرین کو مناسب معاوضہ ادا کرے

کانفرنس نے حکومت سے اپیل کی جو لوگ نقل مکانی پر مجبور ہوئے ہیں ان کے مکانات میں ان کی واپسی، آباد کاری اور تحفظ فراہم کرنے کے لیے اقدامات کیے جائیں کانفرنس کے شرکاء نے اس بات پر بھی یقین کا اظہار کیا کہ جمہوری عمل جاری رہنا چاہیے۔ مارشل لاء، گورنر راج یا ایمرجنسی صوبہ کے معاشی و سیاسی مسائل کا حل نہیں کانفرنس میں بعض اخبارات کے کردار پر بھی عدم اطمینان کا اظہار کیا گیا اور کہا گیا کہ بعض اخبارات من گھڑت، اشتعال انگیز اور منفی خبریں شائع کر رہے ہیں۔

اجلاس کے شرکاء کی نشستیں حروف تہجی کے لحاظ سے ترتیب دی گئی تھیں۔

اجلاس تلاوت کلام پاک سے شروع ہوا سندھ کے وزیر اعلیٰ جناب آفتاب شعبان میرانی نے جے یو پی کے سینیئر نائب صدر پروفیسر شاہ فرید الحق سے درخواست کی کہ وہ تلاوت کلام پاک فرمائیں۔ شاہ صاحب نے نہایت موثر انداز میں سورہ فاتحہ کی تلاوت فرمائی۔ آفتاب شعبان میرانی نے کانفرنس کی غرض و غایت بتلاتے ہوئے کہا کہ صوبہ سندھ میں امن تباہ ہو کر رہ گیا ہے ہر شخص کی جان غیر محفوظ ہے صوبہ میں ناجائز اسلحہ کا ڈھیر ہے اغواء، ڈکیتی اور قتل کی وارداتوں نے امن پسند شہریوں کا جینا دوبھر کر دیا ہم نے اسی غرض سے اس کانفرنس کو طلب کیا کہ ہم سب مل کر بیٹھیں اور

> **حقیقت یہ ہے کہ آفتاب میرانی نے شرکاءِ اجلاس کی تنقید کو بڑے حوصلے سے سُنا۔**

امن کے لیے راستہ تلاش کریں۔ میں آپ سب کی بات بڑے حوصلے سے سنوں گا اور حقیقت کی بات یہ ہے کہ آفتاب شعبان میرانی نے شرکاء کی حکومت پر تنقید کو بڑے حوصلے سے سنا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے ایم۔ کیو۔ ایم کو امن کانفرنس میں شریک کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کی مگر ہمارا ان سے رابطہ نہ ہو سکا۔ ہم نے پریس کے ذریعہ بھی ان کو مدعو کیا مگر وہ اجلاس میں شریک نہیں ہوئے۔

اجلاس صبح گیارہ بجے سے شروع ہو کر رات کو تقریباً $1\frac{1}{2}$ بجے ختم ہوا۔ جن لوگوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ان میں سے بعض حضرات کی گزارشات ہم قارئین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔

پروفیسر شاہ فرید الحق نے جمعیت علماء پاکستان کی نمائندگی کی جبکہ محمد احمد صدیقی اور عثمان نوری نے ان کی معاونت کی۔ پروفیسر شاہ فرید الحق نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ صوبے میں امن اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتا جب تک عوام میں یہ احساس پیدا نہ ہو جائے کہ حکومت غیر جانبدار ہے

دامنی میں بٹھے گئے چند اقدامات سے عوام کو یہ گمان ہو چلا ہے کہ حکومت سندھ نے ایک طبقہ کی جانبداری کی جبکہ دوسرا طبقہ ہر طرح کی سہولت سے محروم رہا۔ انہوں نے کہا کہ حیدرآباد میں پکا قلعہ پر جو پولیس ایکشن ہوا وہ بے تدبیری اور نا اہلی کا مظاہرہ تھا اس سے بجائے کچھ حاصل ہونے کے اور حکومت بدنام ہوئی۔ مورچہ بند گھروں سے فائرنگ کرنے والے دہشت گردوں نے ان کے پیچھے پناہ لے لی لیکن پولیس نے جس ظالمانہ انداز میں لوٹ مار، قتل کا بازار گرم کیا اس سے انتظامیہ اور حکومت کی رہی سہی آبرو ختم ہو گئی۔ جمعیت علماء پاکستان نے سندھ کے وزیر اعلیٰ و گورنر، پاکستان کے صدر اور وزیر اعظم کو ایک جامع منصوبہ پیش کیا تھا کہ آپریشن سے قبل عوام کو یہ باور کرایا جائے کہ ناجائز اسلحہ کی بہتات معاشرے پر منفی اثرات مرتب کرتی ہے اور کسی وقت بھی امن کو تباہ کرنے کی طاقت رکھتی ہے جب ناجائز اسلحہ واپس لے لیا جائیگا تو عوام کی جان و مال محفوظ رہے گی اگر آپریشن سے پہلے یہ مرحلہ طے کر لیا جاتا تو حیدرآباد میں اتنے بے گناہوں کا خون نہ بہتا۔ لیکن حکومت اپنی لاپرواہی اور غفلت کی وجہ سے دہشت گردوں کے ہاتھوں میں کھیلتی رہی اور بے گناہ انسانوں کا خون بہتا رہا۔ پروفیسر شاہ فرید الحق نے کہا کہ تعجب کی بات ہے کہ صوبے میں اسلحہ کا ذخیرہ جمع ہوتا رہا اور باوجود اس کے کہ حکومت کے پاس مختلف خفیہ ادارے کام کر رہے تھے۔ مگر حکومت نے اس اہم مسئلہ پر کوئی توجہ نہیں دی۔ کیا حکومت نے ان محکموں کی اس غفلت پر ان سے کوئی پوچھ گچھ کی؟ پروفیسر شاہ فرید الحق نے کہا کہ اسلحہ کی بازیابی ہی سے امن قائم نہ ہو گا ناجائز اسلحہ کی ترسیل کو بھی روکنا پڑے گا۔ انہوں نے کہا کہ اندرون سندھ سے لوگ نقل مکانی کر بیٹھے ہیں اسی طرح سے شہروں سے ایک طبقہ دیہی علاقوں میں پناہ لے رہا ہے یہ بات کسی طرح بھی امن کے لیے سازگار نہیں۔ انہوں نے کہا کہ شہر سے دیہات اور دیہات سے شہر کی جانب آبادیوں کا منتقل کیا جانا ایک سوچی سمجھی سازش ہے جس کا مقصد سندھ کو تقسیم کرنا ہے انہوں نے کہا کہ سندھ سب کی سرزمین ہے کراچی اور لاڑکانہ کسی کے باپ کی جاگیر نہیں۔ ہر شہری کا یہ حق ہے کہ وہ جہاں چاہے وہاں رہے اجلاس میں ایم کیو ایم کے شرکت نہ کرنے پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے شاہ فرید الحق نے کہا کہ وہ سندھ



بغداد میں خلیج کی جنگ میں شہید ہونے والوں کی یاد کو تازہ رکھنے کے لئے یہ یادگار تعمیر کی گئی ہے

عرب دنیا کو سامراجی پنجے سے نجات دلائیں گے۔

صدر صدام کی سیاسی زندگی کا آغاز اس وقت ہوا جب انہوں نے بعث پارٹی کے رکن کی حیثیت سے ۱۹۵۸ء میں شاہ فیصل دوم کی حکومت کا تختہ الٹنے کی کارروائی میں حصہ لیا۔ اس بغاوت کو عراق کے مرد آہن عبدالکریم قاسم نے دو سال بعد کامیابی سے ہمکنار کیا۔

صدام کے بارے میں مشہور ہے کہ انہوں نے اپنی ٹانگ سے بغیر بے ہوش ہوئے گولی نکلوائی تھی جو ان کے ایک ساتھی نے معمولی چاقو کی مدد سے نکالی تھی۔

۱۹۶۸ء میں بعث پارٹی پوری طرح سے عراقی سیاست میں مضبوط ہو گئی اس کے ساتھ ہی صدام حسین بھی عراقی سیاست کی بھول بھلیوں میں راستہ بناتے چلے گئے اس مہم کی فضا میں اب ان کے ہاتھوں میں تھیں یہاں سے انہوں نے سیاسی ترقی پر اعتماد شروع کیا انہوں نے سیاسی بھول بھلیوں میں بے لچک سختی سے کام لیا اور اپنے قریبی ساتھیوں کو بھی سخت سزا دینے سے دریغ نہیں کیا، قانون شکنی پر وہ کسی کو معاف نہیں کرتے دو سال پیشتر انہوں نے اپنے حقیقی فرزند عدی پر مقدمہ چلانے کا حکم دیا جس نے ان کے ایک باڈی گارڈ کو پیٹ مار کر ختم کر دیا تھا تاہم دھمکیوں، جیلوں پر انہوں نے اسے معاف کر کے جلاوطن کر دیا۔

وہ شخص جو تمام عرب دنیا کی قیادت کرنے کا نصب العین رکھتا ہے، اپنی ذاتی زندگی میں تنہائی پسند اور گوشہ نشین ہے، انہوں نے ۱۹۵۸ء کے بعد سے اب تک عراق کے باہر قدم نہیں رکھا وہ اخبار نویسوں کو بھی بہت کم انٹرویو دیتے ہیں، بہت کم لوگ ان کی ذاتی پسند ناپسند اور عادتوں کے بارے میں جانتے ہیں تاہم انہیں موسیقی اور شاعری کے سرپرست کی حیثیت سے جانا جاتا ہے۔ ایک سخت مزاج، اندرونی دنیا سے باہر کے لوگ ان کے بارے میں بہت کم معلومات رکھتے ہیں انہوں نے خود کو دھماکہ خیز بیانات اور ملک کے دیہی علاقوں کے عوام سے ہمدردانہ اور مشفقانہ طرز عمل میں چھپا یا ہوا ہے وہ دیہات کے لوگوں سے ملاقات کرنے کے لئے اکثر دیہی علاقوں میں جاتے رہتے ہیں اور ان ملاقاتوں میں ان سے گھل مل جاتے ہیں۔

ان کا ایک عمل محکم تجزیہ بتاتا ہے اگرچہ تجزیہ نگاروں کی نظر میں وہ احساس برتری کا شکار ہیں تاہم زیادہ تر کا خیال ہے کہ صدام حسین ایک ہوشیار اور دانا آدمی ہیں ایک اعلیٰ اسرائیلی افسر کے مطابق وہ خیالی انسان نہیں ہیں، وہ حقیقت پسند اور عملی انسان ہیں مگر ان پر بڑے کام کرنے کا خبط سوار ہے۔ لندن کے رائل انسٹیٹیوٹ آف انٹرنیشنل افیئرز کے سربراہ فلپ رابنسن کہتے ہیں کہ صدام حسین کسی ترنگ یا موج میں آکر کوئی قدم نہیں اٹھاتے، بلکہ وہ کوئی اقدام لینے سے پہلے پورا حساب کتاب لگاتے ہیں اور ٹھنڈے دل و دماغ سے اس پر غور و فکر کرتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ صدام حسین کوئی ایسا قدم نہیں اٹھائیں گے جو عراق کو مشرق وسطیٰ میں انکی پوزیشن کو نقصان پہنچائے بہت سے مغربی تجزیہ نگار اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ صدام اتنے ناسمجھ نہیں ہیں کہ وہ اسرائیل پر حملہ کرنے میں پہل کریں لیکن وہ ساتھ ساتھ اس امر پر بھی یقین رکھتے ہیں کہ ان کے اندر جواب دینے کی پوری قوت و صلاحیت ہے اور انہیں سب سے الگ تھلگ رکھنے اور عرب دنیا سے کاٹ دینے کی کسی کی کوششیں بھی کامیاب نہیں ہو سکتیں بغداد کی حالیہ عرب سربراہ کانفرنس اس بات کا ثبوت ہے۔

امریکی حکومت مشرق وسطیٰ کے اعتدال پسند حکمران جیسے شاہ حسین اور مصر کے صدر حسنی مبارک وغیرہ کا خیال ہے کہ صدام حسین کی سخت گیری اور اشتعال انگیزی کو قابو میں رکھنے کا یہی طریقہ ہے کہ انہیں مذاکرات میں مشغول رکھا جائے، نومبر ۱۹۸۹ء میں امریکی حکومت نے اپنی سفارتی چابکدستی کو کام میں لاتے ہوئے صدر صدام حسین سے یہ وعدہ لیا کہ وہ کیمیائی ہتھیاروں کو استعمال کرنے میں پہل نہیں کریں گے۔

صدر صدام حسین نے اپنے جارحانہ انداز سے ہٹ کر جو انہوں نے کانفرنس کے شروع میں اختیار کیا تھا سربراہ کانفرنس کے اس اعلامیہ پر دستخط کر دیے جس میں صدام کا یہ مطالبہ شامل نہیں کیا گیا تھا کہ امریکہ کو تیل برآمد کرنے پر عرب ممالک پابندی لگائیں یہ بلاشبہ عرب اعتدال پسندوں کی جیت تھی تاہم اسے صدام کی معقولیت پسندی بھی قرار دیا جائے گا۔

(بشکریہ امریکی جریدہ ٹائم)

اس واقعہ نے
نوجوان صدام حسین
کے دل و دماغ پر
بہت اثر کیا انہوں نے
عہد کیا کہ وہ پوری عرب دنیا کو
سامراجی پنجے سے نجات دلائیں گے

نے ایم کیو ایم کو۔ پی پی پی کے لوگ دن دہاڑے قانون کی دھجیاں اڑا رہے ہیں۔ میں عمر رسیدہ ہوں مگر آپ کو بتا دوں کہ خدا کا قہر آنے والا ہے ہم نے یہاں انسانیت دیکھی ہے اب ہم حیوانیت بھی دیکھ رہے ہیں۔ حکومت کتنی بے بس ہے حکومت اس لیے بے بس ہے کہ وہ جانبدار ہے حکومت غیر جانبدار ہو جائے تو طاقتور ہوتی ہے میں یہ واقعہ آپ کو حلفیہ بیان کرتا ہوں ٹیلیفون آیا کہ پی پی کے لڑکوں کے پاس کلاشنکوف نکلے ہیں۔ ایس پی سے کہا گیا کہ ان کو چھوڑ دو اس نے نہ چھوڑنے پر اصرار کیا تو کہا گیا کہ اچھا ان کی دہشت گردی میں رپورٹ نہ لکھو آپ دولت کی ریل پیل دیکھ رہے ہیں کروڑوں روپیہ کا لوٹ مار ہو رہا ہے بیرونی اخبارات آپ کے متعلق کیا کہہ رہے ہیں۔

یحییٰ خان کو آپ نے اقتدار پر بٹھایا آپ ہم پر لاٹھیں ماریں فوج غلامی کی نشانی ہے۔ کالا باغ ڈیم پر آپ چپ ہیں آپ سندھ میں ہیں ہمارے بھائی ہیں لیکن جب فوج آتی ہے تو آپ خوش آمدید کہتے ہیں۔ کراچی علیحدہ ہوتا ہے تو آپ خوش ہوتے ہیں پاکستان زندہ باد کے نعرے کہو تو سندھ زندہ باد کے نعرے بھی لگاؤ میں موجودہ حکومت سے کہتا ہوں کہ سندھی دہشت گرد اور دہشت گرد کو پکڑو آج آپ نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ آپ ہمارے بھائی نہیں۔ ہم آپ کو اپنا بھائی بنانا چاہتے ہیں آیئے ہم بھائیوں کی طرح رہیں ہمارے یہاں پٹرول ہے کوئلہ ہے دوسری معدنیات ہیں۔ ہماری دولت دوسرے لوٹ رہے ہیں۔ آپ کیوں خاموش ہیں۔ شہری بھائیوں سے ہماری التجا ہے کہ وہ ہمارے حصہ دار ہیں ہمارے وارث نہیں۔ سندھ کی زمین سے پیار کر کے دیکھو سندھ تم سے پیار کرے گا سیاستدان مہرے کے طور پر استعمال ہوتے رہے ہیں سندھ کے اصل مالک ہم آپ ہیں وہ نہیں جن کے ہاتھ میں بندوق ہے آج اسے گورنر بنا کر رکھا گیا ہے جو کہتا تھا کہ ہمیں زمین چاہیئے انسان نہیں۔ خدا کے لئے آپ خودکشی نہ کریں۔ نہ ہم کو خودکشی کرنے دیں دہشت گردوں کو آپ نے دی آئی پی بنا کر جہاز پر بٹھا دیا۔ آپ نے صرف پی پی کے لوگوں کو نوکریاں دی ہیں بلکہ لڑکیاں بھی ہیں ہم کو غلام بنا کر نہ رکھو ہم غلامی کی زنجیریں توڑنا جانتے ہیں۔ غلامی کی زنجیر توڑنے کی پاداش میں مخدوم بلاول کو کولہو میں پیسا گیا آؤ ہم تم مل کر رہیں امن بڑی نعمت ہے

اعجاز جتوئی

(پاکستان نیشنل پارٹی)

سندھ میں پچھلے کئی سال سے فوج اور بیورو کریسی قابض ہے اس ملک میں پاور کبھی ٹرانسفر نہیں ہوا۔ البتہ پاور شیئر ہوا ہے اس کانفرنس سے کچھ گھنٹہ قبل ہماری قسمتوں کا فیصلہ ڈیفنس کمیٹی میں ہو رہا ہے۔ انگارے گریں گے تو دونوں کے گھر پر گریں گے راکٹ لانچر یہ نہیں دیکھتے کہ یہ سندھی آبادی ہے یا شہری آبادی ہے سندھ کے حالات آج خراب نہیں ہوئے برسوں سے خراب ہیں ازل سے شام غریباں ہے خون بہانے والا کون ہے مرنے والا کون ہے یہ سب کو معلوم ہے سندھ کے حالات کو ۲۳ سال پیچھے لے جانا پڑے گا۔ سترہویں صدی میں بڑے بڑے ایمپائر تھے انیسویں صدی میں ان ایمپائر کا زوال شروع ہوا ہندوستان اور پاکستان میں گیارہ مختلف حکومتیں تھیں برطانیہ نے اپنی عسکری قوت کے ذریعہ اس کو متحد کر کے برٹش انڈیا کا نام دیا سندھ اپنی ثقافت اپنے تشخص اور اپنی زبان کے لیے ۹۰ سال تک لڑتا رہا اور آج بھی لڑ رہا ہے مسلم لیگ اور کانگریس نے مضبوط مرکز کی بات کی ۱۹۳۸ء کے انتخابات میں پچاس فیصد کامیابی ہوئی۔ ۱۹۴۰ء میں یہ سوچ بدلی مسلم لیگ نے واضح طور پر قرار داد میں لفظ اسٹیٹ لکھا۔ مطلب یہ تھا کہ میری زمین میری زبان میرا کلچر میرے ہاتھ میں ہوگا۔ اس نکتہ پر شاہ فریدالحق نے بعد میں وضاحت کی کہ دہلی کے ۱۹۴۶ء کے مسلم لیگ کے ریزولیشن کا ذکر کیوں نہیں کرتے جس کے تحت سندھ میں الیکشن لڑا گیا اور خود مختار ریاستوں کا تصور ختم ہو گیا اور وفاق کے زیر نگرانی تمام صوبے ہوں گے لیکن اعجاز جتوئی نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔

اعجاز جتوئی نے اپنی تقریر میں کہا کہ آپ ہم کو فوج اور بیوروکریسی کی غلامی میں دینا چاہتے ہیں جن بنیادوں پر پاکستان بنا ان کو تہس نہس کیا جا رہا ہے وہ جی ایم سید جس نے پاکستان کا ریزولیشن بنایا وہ ۳۶ سال جیل میں رہا اسلام آباد میں سی آئی اے کا سب سے بڑا ادارہ ہے انہوں نے کہا لنگڑی جمہوریت، فوجی حکومت سے بہتر ہے۔ حیدرآباد کے ساتھ ساتھ پورے سندھ میں عدالتی تحقیقات قائم کی جائے۔ وہ پارٹی جس نے ایم آر ڈی کے ساتھ صوبائی خود مختاری پر مفاہمت کی تھی وہ کرپشن اور بڑے بڑے پلاٹوں میں لگ گئی ہے بجٹ بنایا جاتا ہے تو مخصوص طبقے کے لئے اٹھانوے فیصد تو دفاع پر خرچ ہوتا ہے۔ بھارت سے جنگ نہ کرنے کا معاہدہ کیا جائے

> خُدا کے لئے
> نہ آپ خودکشی کریں
> نہ ہمیں کرنے دیں!
> عبدالحمید جتوئی

فتحیاب علی خان

(مزدور کسان پارٹی)

جن لوگوں نے کانفرنس میں شرکت نہیں کی وہ مورد الزام ہیں انہوں نے ناک کا مسئلہ بنا لیا میں تیرے اور میرے کا مسئلہ نہیں بناؤں گا۔ میرا بھائی شکارپور میں رہتا ہے سندھی خاندان میں اس کی شادی ہوئی ہے میں نے ٹیلیفون پر اس کی خیریت پوچھی اس نے کہا میں غیر محفوظ ہوں میں نے کہا کراچی آجاؤ اس نے کہا وہاں میں محفوظ ہوں گا میرے بچے محفوظ نہ ہوں گے سندھی مہاجر کا قتل نہیں ہو رہا ہے بلکہ انسانیت کا قتل ہو رہا ہے حکومت کو منصفانہ طور پر عمل کرنا چاہیئے۔ صرف منصفانہ کی آواز ہی نہیں لگانا چاہیئے۔ بلکہ انصاف بھی نظر آنا چاہیئے۔ پوری قوم اپنے ظالموں کے خلاف محاذ بنائے سندھ کے پرانے باشندوں نے آنے والوں کو مہمان بنایا اس کے بعد کے حالات سے آپ واقف ہیں۔ غاصبوں نے قبضہ کر لیا اس کا تسلسل جاری رہا آبادی کے اضافہ کے ساتھ ساتھ مسائل بڑھتے رہے شہروں میں یا دیہاتوں میں ظالموں کو کیوں پناہ دی گئی اب تو مسئلہ یہ ہے کہ میرا غنڈہ تیرے غنڈے سے بہتر ہے۔ ہر جماعت کہتی ہے میرا دہشت گرد معصوم ہے۔ اسے چھوڑ دو تمہارا دہشت گرد ظالم ہے اسے پکڑو لوچور ڈاکو، ہیروئن فروش غنڈے، اغوا کرنے والوں کا ایک گروپ جو ایک دوسرے سے جڑے ہیں ان کو ختم کرنے کی ضرورت ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ کوٹے کے ذریعہ سندھیوں کو نوکریاں دی گئیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ سندھ کے کتنے ہاری اور غریب بچوں کو نوکریاں دی گئیں۔ سب آپس کی بندر بانٹ ہے۔ پولیس

انتظامیہ موت کے سوداگر ہیں سندھ کے امن کے لئے "پیس کونسل" بنائی جائے ہم امن کے لئے ضلع، تعلقہ اور محلہ کی سطح تک جانے کے لئے تیار ہیں

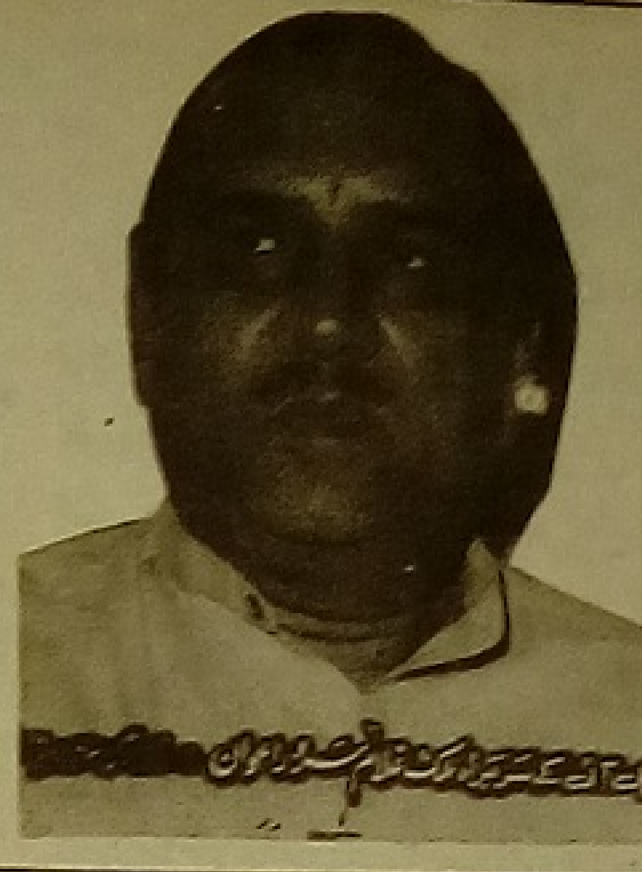
رسول بخش پلیجو
(سندھی اتحاد)

سب سے پہلی بات یہ ہے کسی علاقے پر بہت سے لوگ اگر آجائیں تو وہ اس کے مالک نہیں بن جاتے سندھ کوئی مال غنیمت یا لوٹ کا مال نہیں زمین کے لئے نسل در نسل قربانی دی جاتی ہے غاصبانہ قبضہ ہو سکتا ہے لیکن ہم غاصبوں سے لڑیں گے ہم حملہ آوروں سے لڑے ہیں منگولوں اور ترکوں سے لڑے ہیں ہم نے اس دھرتی کو بچایا ہے۔ ۱۹۴۷ء کو یہ دھرتی پاکستان میں شامل ہوگئی۔ بنیادی طور پر یہ دھرتی سندھیوں کی ہے ہم نے نہیں سوچا تھا کہ لوگ آئیں گے اور یہاں کے مقامی لوگوں کو اقلیت بنائیں گے۔ یہ دھرتی سندھیوں کی ہے غاصبوں کی نہیں جلادوں اور دہشت گردوں کی نہیں ہم کسی دور میں مہاجر نہیں بنے جتنا کہ پی پی کے دور میں جو حکومت اپنے شہریوں کے جان و مال کا تحفظ نہیں کر سکتی اسے ایک دن بھی حکومت کرنے کا حق نہیں۔ چودہ ووٹوں کے لئے پیپلز پارٹی بک گئی الطاف حسین کو ہزاروں انسانوں کے قتل کے جرم میں کیوں نہیں گرفتار کیا جاتا کیا منتخب قاتل نہیں ہو سکتا کون ہے جو یہ کہتا ہے کہ منتخب مجرم نہیں ہو سکتا۔ الطاف حسین کو گرفتار کرو۔ جام زیب ایس ایچ او کو گرفتار کرو۔

دہشت گردی کا یہ عالم ہے کہ یہاں سے اٹھنے کے بعد ہم گھر پہنچ سکیں گے یا نہیں یہ اللہ پر منحصر ہے اگر میں نے کسی کو شہ دی ہے تو مجھے گولی مار دو جس نے بھی آئین سے غداری کی ہے اسے گولی مار دو امن قائم ہو جائے گا۔ دیہات اور شہر میں امن تباہ کرنے والوں کا ایک چھوٹا سا ٹولہ ہے ان کا آپس میں رابطہ ہے ان کے خلاف ایکشن لیں ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔

متحدہ اپوزیشن کی تقریباً تمام پارٹیوں نے سندھ امن کانفرنس کا بائیکاٹ کیا مگر جماعت اسلامی اور جمعیت علماء اسلام نے حسب روایات کانفرنس میں شرکت کی۔ جماعت اسلامی کے ڈاکٹر محمد اطہر قریشی نے مندرجہ ذیل تجاویز امن کانفرنس کے اجلاس میں پیش کیں۔

- اسلحہ کی برآمدگی میں مشکلات کا سبب یہ ہے کہ



غلام سرور اعوان کے لیکچر ریمارکس پر پُرزور احتجاج کیا گیا! ☼

دیہات اور شہروں میں حکومت کی تحفظ کی فراہمی میں ناکامی کے سبب سے لوگ اسلحہ پر زیادہ اعتماد کرنے لگے ہیں۔ اور اس کو ضرورت سمجھنے لگے ہیں لہٰذا وہ جان تو دے دیتے ہیں مگر اسلحہ واپس نہیں کرتے۔ اگر حکومت قابل اعتماد معالج کا کردار ادا کرے تو اس مرض کا علاج ممکن ہے۔ قابل اعتماد معالج ہو تو لوگ سنکھیا بھی کھا لیتے ہیں لیکن اگر معالج ناقابل اعتماد ہو تو لوگ اس کے ہاتھ سے امرت بھی نہیں پیتے۔ حکومت کے درج ذیل طرز عمل کی وجہ سے عوام کو اس پر اعتماد نہیں رہا ہے۔

- جمہوریت کے ذریعے برسر اقتدار آنے والی حکومت نے عوام کی بلاتفریق خدمت کرنے کے بجائے صرف پارٹی ورکروں کو ہر طرح سے نوازا اور عوام کو پولیس، رینجرز اور پھر فوج کے ذریعے دبانے کی کوشش کی۔
- اپنی پارٹی کے ورکروں اور منظور نظر لوگوں کو مروجہ قوانین اور ضابطوں کو نظر انداز کر کے ملازمتیں، اسلحہ کے لائسنس اور اسلحہ فراہم کیا اور حزب مخالف کے ورکروں کو ان کے جائز حقوق سے بھی محروم رکھا اس لئے عوام نے بھی اس سے تعاون کے بجائے تصادم کا طریقہ مناسب سمجھا۔
- وفاق اور صوبہ سندھ میں حکومت اور دیہی علاقوں میں سو فیصد نمائندگی ہونے کے باوجود دیہی علاقوں میں بھی امن قائم رکھنے میں حکومتی پارٹی ناکام رہی اور شہروں میں بھی بدامنی کے لئے حکومت میں ہونے کی وجہ سے وہ برابر کی ذمہ دار ہے اس کے منتخب نمائندوں نے مثبت کردار ادا نہیں کیا۔
- عصبیت اور تضاد کو ختم کرنے اور باہمی افہام و تفہیم کی فضا ہموار کرنے کے بجائے اب بھی ذمہ داران حکومت اشتعال انگیز بیانات دے رہے ہیں اس سے ان کے عدم اخلاص کا ثبوت ملتا ہے۔
- ایم کیو ایم سے اسلحہ برآمد کرنے کا بہترین وقت وہ تھا جب وہ حکومت کے ساتھ معاہدے میں شریک تھے اس وقت رضاکارانہ طور پر اسلحہ واپس ہو سکتا تھا لیکن اس وقت ایم کیو ایم کے پاس اسلحہ رہنا جائز سمجھا گیا۔ جب وہ حزب مخالف میں آگئے تو اب ان سے اسلحہ برآمد کیا جا رہا ہے۔ جس کی وہ مزاحمت کر رہے ہیں۔ اور کشت و خون ہو رہا ہے۔

ان خرابیوں کی اصلاح کے لئے اب بھی وقت ہے اگر غیر جانبدارانہ اور مخلصانہ طرز عمل اختیار کیا جائے اور درج ذیل اقدامات کئے جائیں۔

سردار خان لاشاری
(این۔ ڈی۔ پی۔ پی)

امن اور بھائی چارے کی یہ آواز آج وزیراعلیٰ ہاؤس سے آئی ہے اگر کسی اور جگہ سے آتی تو بھی ہم وہاں چلے جاتے کیونکہ اس وقت کسی جماعت یا تنظیم کا مسئلہ نہیں بلکہ سندھ کی سرزمین پر بسنے والے انسانوں کی عزت و آبرو اور جان کی حفاظت کا مسئلہ ہے ایسے میں ہم سب کو اپنے نظریاتی اختلافات سے بالاتر ہو کر سوچنا ہے۔

سندھ کے موجودہ حالات کا اگر تفصیلی تجزیہ کیا جائے تو بات کافی لمبی ہو جائے گی۔ جبکہ ہمارے مخاطب اہل فکر و نظر ہیں جن کی سیاسی بصیرت اور دور اندیشی پر ہمیں پورا اعتماد ہے کہ وہ حالات کو بخوبی سمجھتے ہیں۔ لہٰذا میں بات کو مختصراً آگے بڑھاؤں گا۔

بلاشبہ سندھ کے موجودہ حالات کو پاکستان کی تاریخ کے بدترین حالات کہا جا سکتا ہے۔ یہ حالات ایک یا دو سال کی پیداوار نہیں بلکہ گزشتہ ۴۳ سال سے جمہوریت

اسے سبوتاژ کرنے، جمہوری قدروں کو پامال کرنے سیاسی تنظیموں کی باہمی چپقلش اور حصول اقتدار کے لئے جمہوری اصولوں کو بالائے طاق رکھنے ایک دوسرے کو نیچا دکھانے سیاست کو پیشے کے طور پر اپنانے اور سیاسی CORRUPTION کا منطقی انجام ہے۔ یہ سب کچھ ہم وہی کاٹ رہے ہیں جو ہم نے بویا تھا۔

محفوظ یار خان
(تحریک استقلال)

تحریک استقلال کے محفوظ یار خان نے امن کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا مں حیث القوم مہاجر قومی موومنٹ ہماری نمائندہ تنظیم ہے حکومت کو سندھ کے معاملات اور امن وامان کے لئے اس سے براہ راست مذاکرات کرنے چاہئیں انہوں نے کہا کہ ہم ایم کیو ایم کو سنگل رورٹ نہیں کر سکتے ایم کیو ایم سے براہ راست مذاکرات کر کے ہی جمہوری عمل کو آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔

اعجاز جتوئی کی طرف سے قرارداد پاکستان میں تبدیلی کا جواب دیتے ہوئے محفوظ یار نے کہا کہ یہ تبدیلی ۱۹۴۶ء میں متفقہ طور پر اس وقت ہوئی جب سندھ میں مسلم لیگ کی حکومت تھی انہوں نے کہا کہ پاکستان برصغیر کے مسلمانوں نے بنایا تھا۔ اس لئے امیگریشن نہ ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوا اور قیام پاکستان کے بعد سندھ نے جس طرح فراخدلی کا ثبوت دیا اس پر ہم اس کے مشکور ہیں لیکن نقل مکانی کا سلسلہ ۱۹۷۲ء میں شروع ہو گیا تھا جب لسانی جھگڑے ہوئے اس وقت بھی پیپلز پارٹی کی حکومت تھی انہوں نے کہا کہ مہاجروں پر ظلم ہو رہا ہے اور وہ اپنے آپ کو قطعی طور پر محفوظ تصور نہیں کرتے انہوں نے کہا کہ کانفرنس میں شرکت ملک کے وسیع تر مفاد اور سندھ میں بحالی امن کے لئے کی ہے تاکہ حکومت کو اس کی کوتاہیوں سے آگاہ کیا جا سکے۔

محفوظ یار خان نے غلام سرور اعوان کو جواب دیتے ہوئے کہا کہ سارے ہندوستانی شیطانی ہیں اور سارے پنجابی ڈنگے اس قسم کی باتوں سے قیام امن کے مقدس مشن کو نقصان پہنچتا ہے۔ سرور اعوان نے ایسی بات کر کے قیام امن کی کوئی خدمت سرانجام نہیں دی۔

ڈاکٹر خالد سومرو
(جمعیت علماء اسلام)

جے یو آئی کے ڈاکٹر خالد سومرو نے اپنی تقریر میں کہا کہ میں قرآن اور حدیث کی رو سے ثابت کرتا ہوں کہ مہاجر لفظ کی کوئی شرعی حیثیت نہیں مہاجر لفظ کے بیجا استعمال نے شرعی اصطلاحات و القاب کے تقدس کو پامال کر دیا جہالت کی انتہا ہو گئی۔ ہندوؤں کو شہید کا لقب دیا جا رہا ہے اور ہر خانہ بدوش سیاسی و معاشی وجوہات کی بنا پر پرائے ملک میں بیاجان ہونے والے کو مہاجر کا مقدس لفظ دیا جا رہا ہے۔ اسی طرح انہوں نے کوٹہ سسٹم کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ شرعی حیثیت سے کوٹہ سسٹم جائز ہے کیا کوئی ذی فہم اور انصاف پسند انسان یہ پسند کرے گا کہ اپنے بیٹوں میں اس کو سب کچھ دے دے جو سب سے زیادہ صلاحیت رکھتا ہے کہا جاتا ہے کہ کوٹہ سسٹم اسلامی مساوات کے خلاف ہے۔ اس سے ایک طبقہ کو حقوق سے محروم کیا جاتا ہے حالانکہ انصاف سے دیکھا جائے



تو یہ نظام خود اسلامی مساوات سے ہی ماخوذ ہے اور ہر مستحق کو اپنا حق دینے کے لئے رائج کیا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر خالد سومرو ایک عالم ہیں ان کی اس قسم کی لایعنی باتوں سے شرکاء ایک دوسرے کا منہ دیکھتے رہے تاہم بغیر کسی تجاویز کے انہوں نے اپنی تقریر کا خاتمہ کر دیا۔

نصرت مرزا
(مہاجر رابطہ کونسل)

صوبہ سندھ کے حالات ایک خاص ڈگر پہ چلتے چلے جا رہے ہیں اس نے ہم سب کو مضطرب کر دیا جیسے کہ انتہا پسندانہ اقدامات نے نہ صرف سندھیوں، پنجابیوں اور پٹھانوں کو حیران ہی نہیں بلکہ خوفزدہ بھی کر دیا حکمران پارٹی بھی اپنے فیصلے اور پالیسی سے ایک طبقہ کو نظر انداز کر رہی ہے نہ ہم آپ کو غلام بنا سکتے ہیں اور نہ آپ ہم کو۔ مکمل تباہی سے بچنے کے لئے بامقصد مکالمہ ہونا چاہئے ہم اکٹھے رہ سکتے ہیں۔ ہم کو سازشی عناصر کا قلع قمع کرنا ہوگا۔ دونوں طرف سے چند شمشیر بکف پسندوں نے لوگوں کی جان و مال عزت و آبرو خطرے میں ڈال دی ہے اگر شہروں میں مقامی باشندوں کا تحفظ عزیز ہے تو دیہاتوں میں لوگوں کا نقل مکانی کو بھی روکا جائے ان کے کھیت اور کھلیان نہ جلائے جائیں ان پر بربریت کا مظاہرہ نہ کیا جائے ہم ساتھ رہ سکتے ہیں ساتھ جئیں گے ساتھ مریں گے۔

ڈاکٹر سلیم حیدر
(مہاجر اتحاد تحریک)

پاکستان میں آبادی کے لحاظ سے دوسری بڑی لسانی اکثریت مہاجر کے خلاف سازش ہو رہی ہے نئے سندھیوں کو دہشت گرد، وطن دشمن کے القاب سے نوازا جا رہا ہے۔ صوبائی وزراء حکومتی پارٹی کے ارکان اور اب تو وزیر اعظم بھی ہمارے متعلق غیر ذمہ دارانہ بیانات جاری کر رہی ہیں۔

کوٹہ سسٹم منسوخ کر کے پبلک سروس کمیشن کے ذریعے میرٹ کی بنیاد پر ملازمتیں فراہم کی جائیں وفاقی حکومت سندھ کے معاملات پر سنجیدگی اختیار کرے فریق بننے کے بجائے ریفری کا کردار ادا کرے۔

غلام سرور اعوان
(پی پی آئی)

غلام سرور اعوان نے اپنی تقریر کے دوران زیادہ تر نزاعی اور غیر متعلق مسائل کو اٹھایا اور جب انہوں نے کہا کہ سارے ہندوستانی شیطانی ہیں تو تمام اراکین نے چاہے ان کا تعلق پرانے یا نئے سندھی طبقے سے تھا ان کے اس لچر ریمارکس پر پرزور احتجاج کیا اور ان کو یہ غیر پارلیمانی الفاظ واپس لینے پر مجبور کیا۔

راشد ربانی
(پی پی پی)

سندھ میں رہنے والے لوگ جو ہندوستان سے ہجرت کر کے آئے اور یہاں مستقل آباد ہیں ان کے آباؤ اجداد نے پاکستان کے بنانے میں ہراول دستہ کا کردار ادا کیا بحالی جمہوریت کے لئے اردو بولنے والوں کا سر فخر سے اونچا ہے۔ پیپلز پارٹی میں رہ کر ہم نے سندھیوں سے میل جول بڑھایا ہے لیکن کراچی میں ہمیں صرف اس بات کی سزا دی گئی کہ ہمارا تعلق پی پی سے ہے ہم بلا تفریق و امتیاز بات کرتے ہیں لیکن پی پی کے کارکنوں کو مارا گیا زخمی کیا گیا عقوبت خانہ میں ان پر تشدد کیا گیا ان کی لاشوں کو جلایا

گی ہم تشدد کو ناپسند کرتے ہیں اور نہ تشدد کرنے والوں کا ساتھ دیتے ہیں۔

اس کے علاوہ دوسرے تمام شرکاء نے اجلاس سے خطاب کیا جس میں ڈاکٹر اقبال، تحریک جعفریہ کے علاوہ جام ساقی، عبدالواحد اریسر، ملک قاسم گروپ کے اشرف صاحب اور قومی مسلم لیگ کے میجر ایس اے قیوم نے خطاب کیا پیپلز پارٹی کی جانب سے سید قائم علی شاہ نے تقریر کی۔ انہوں نے کہا کہ حکومت سندھ نے کسی بھی وقت جانبدارانہ رویہ کا مظاہرہ نہیں کیا۔ اور اعداد و شمار کے ذریعہ انہوں نے کانفرنس کے شرکاء کو یہ یقین دلانے کی کوشش کی کہ ان کے دور حکومت میں انصاف سب کو یکساں فراہم ہوتا رہا دہشت گردی کے سلسلہ میں انہوں نے کہا کہ یہاں کو وراثت میں ملی تھی انہوں نے پوری کوشش کی کہ دہشت گردی پر قابو پایا جائے اور بے گناہ انسان کا خون نہ بہے کہ دہشت گردوں کے پاس جدید اسلحہ تھے اور پولیس کے پاس روایتی اسلحہ دہشت گردوں پر قابو پانے کے لئے انہوں نے پولیس کی نفری بھی بڑھائی اور انہیں امید ہے کہ حکومت آئندہ چند دنوں میں دہشت گردوں پر قابو پالے گی۔

آفتاب شعبان میرانی

(وزیر اعلیٰ سندھ)

رات پوری بیگھ چکی تھی پاکستان کی تاریخ کا طویل ترا جلاس اختتام کو پہنچ رہا تھا۔ تقریباً ۱۲ بجے سندھ کے وزیر اعلیٰ آفتاب شعبان میرانی نے اجلاس میں شرکت کرنے والوں کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں سب کا نہایت شکر گذار ہوں کہ کانفرنس میں سب نے قوت برداشت سے کام لیا اور ایک دوسرے کو اچھی طرح سے سنا اور خاص طور سے حکومت نے بھی بڑے حوصلے سے سنا۔ ہم تمام تجاویز پر غور کریں گے اور ان پر عمل کریں گے مجھ سے پوچھا گیا کہ کیا میں ان تجاویز پر عمل کر سکوں گا تو میں یقین دلاتا ہوں کہ میں ان پر دیانت داری سے عمل کروں گا۔ میں نے تین ماہ کے دور میں نہ ہی جانبداری سے کام لیا اور نہ ہی تخریب دیکھا اگر کوئی چیلنج کر دے کہ میں نے کوئی غلط کیا ہے تو میں جواب طلبی کے لئے حاضر ہوں دہشت گردوں کو پکڑنے کی کوشش کی جا رہی ہے اگر کوئی بھاگ گیا تو اس کے عزیز یا رشتہ دار کو پکڑ لیا گیا تاکہ وہ دہشت گرد کا پتہ بتا سکے۔ بلا امتیاز کارروائی ہو رہی ہے پی پی کے بہت سے افراد گرفتار ہیں۔ راشد ربانی کے بھائی بھی گرفتار ہیں ایم کیو ایم سے پوری کوشش کی جا رہی ہے

کو ورکنگ ریلیشن شپ قائم ہو ۵ مئی کو ابتدائی میٹنگ ہوئی مفاہمت کافی آگے بڑھی اگلی میٹنگ کے لئے وقت مقرر کیا گیا لیکن حیدرآباد کے واقعہ کے بعد انہوں نے تعاون نہ کیا امن کے سلسلے میں ہم اپنے مخالفین سے ہاتھ ملانے کو تیار ہیں امن کے قیام کو جاری رکھنے کے لئے ہم سیاسی اختلافات کو بالائے طاق رکھ دیں گے مجھے خوشی ہے کہ یہ پہلی میٹنگ ہوئی ہے اور سب کی تمنا ہے کہ سندھ میں امن قائم ہو ہم اگلی میٹنگ کریں گے امن کمیٹی کا اجلاس ہر ماہ ہو گا۔ ہم اس کے دائرہ کار کو وسیع تر بنائیں گے ڈسٹرکٹ پیس کمیٹی بھی بنائیں گے تاکہ امن کے لئے راہ ہموار ہو۔ کوئی بھی حکومت یہ نہیں چاہتی کہ اس کے زمانے میں امن درہم برہم ہو۔ اعجاز جتوئی نے کہا ہے کہ ڈیفنس کونسل وزیر اعظم سے ملی ہے پتہ نہیں کیا

فیصلہ ہونے والا ہے کہ ہر دو ہفتہ میں ڈیفنس کمیٹی وزیر اعظم سے ملتی ہے بارڈر اور اندرونی ملک کا جائزہ پیش کرتی ہے۔

۱۹۸۶ء سے جتنے بھی لوگ جرم میں ملوث رہے ہم سب پر ایکشن لیں گے یہ الزام لگایا گیا ہے کہ پی پی کے لڑکوں کو لائسنس دیئے جا رہے ہیں۔ کسی کو کوئی لائسنس نہیں دیا گیا عدالتی کارروائی تیز تر کی جائے گی۔ اگر ضرورت ہوئی تو جوڈیشل کمیشن کو وسیع کر دیا جائے گا۔

جب ریزولیشن پیش کیا گیا تو ڈاکٹر اطہر قریشی نے کہا کہ جتنے لائسنس دیئے گئے ہیں وہ منسوخ کر دیئے جائیں اور جتنی ملازمتیں پی پی نے اپنے دور میں فراہم کی ہیں وہ بھی سب ختم کی جائیں۔ جس پر متعدد شرکاء نے ان کی اس لایعنی بات کو رد کر دیا اور ان کی تجویز منظور نہیں کی۔

امیدوار سے خطاب

محمد جمیل اجمل (آزاد کشمیر)

تو آ ہنستے ہنستے تو جا ہنستے ہنستے
ہمیں اپنی صورت دکھا ہنستے ہنستے

غریبوں کی غربت مٹانے کی خاطر
غریبوں کی میٹنگ بلا ہنستے ہنستے

جو رہتے ہیں جا کر کٹھن گھاٹیوں میں
تو اب ان کے بھی پاس جا ہنستے ہنستے

نہیں کوئی گاڑی تو پیدل ہی آ جا
قدم سے قدم اب ملا ہنستے ہنستے

بنا ہے جو کب سے تیرا جانی دشمن
اسے بھی تو آ کر منا ہنستے ہنستے

اٹھا جام، اب وقت ہے ساقی بن جا
جو پیاسے ہیں ان کو پلا ہنستے ہنستے

جو بھوکے ہیں ان کو پھنسانے کی خاطر
یہ چاول کی دیگیں پکا ہنستے ہنستے

فریق مخالف نے چائے پلائی
تو برفی پکوڑے کھلا ہنستے ہنستے

سنا ہے کہ بیروزگاری کے دن ہیں
غریبوں کو سروس دلا ہنستے ہنستے

نہیں ہے میسر جنہیں علم ان کو
سکولوں کا نقشہ دکھا ہنستے ہنستے

جو بیمار ہیں ان کو جا کے دوا دے
شفاخانے گھر گھر بنا ہنستے ہنستے

ہیں سب گاؤں ظلمت میں ڈوبے ہوئے
تو گھر گھر میں بجلی لگا ہنستے ہنستے

جو سڑکیں پڑی مدتوں سے ہیں کچی
وہ پل بھر میں پکی بنا ہنستے ہنستے

قریب آنے دیتی نہیں جس کو بیگم
اسے بھی گلے سے لگا ہنستے ہنستے

اگر ہو سکے تو حریفوں سے اپنے
کسی طور ہم سے لڑا ہنستے ہنستے

کبھی تیرے آباء تھے محسن ہمارے
پرانے وہ قصے سنا ہنستے ہنستے

بڑی مہربانی امیدوں کے بوٹے
ہمارے دلوں میں لگا ہنستے ہنستے

الیکشن میں اب کامران ہو گیا تو
چلا جا، ہمیں چھوڑ جا ہنستے ہنستے

کلاشگوف

ہر سو کلاشگوف ہے کہ ڈر جائے
خوف سے آدمی نہ مر جائے
صبح کے خواب دیکھنے والو!
[illegible] کے شب گزر جائے
حیدرآباد میں اس قدر بم ہیں
جیسے کمرہ دھوئیں سے بھر جائے
اک مکاں ہے سو جل [illegible] جائے
دہشت گردی میں [illegible] ہوگا
اس کو بھی [illegible] جائے
جانے پکڑی [illegible]
جانیں لے لیں [illegible] گزر جائے
علاج [illegible]
رونا اس [illegible] شہر جائے
وعدے سے جب کوئی مکر جائے
بگڑے حالات بھی سنور جائیں
گلی والے کی جو نظر ہو جائے
کر قبول افضال کی دعا مولا
عصبیت خود اپنی موت مر جائے



افضال نورانی

(گزشتہ سے پیوستہ)

صلائے عام ہے......

عورت کی حکمرانی ۔ ایک اسلامی نقطۂ نظر

پروفیسر مشیر الحق، وائس چانسلر سری نگر یونیورسٹی کشمیر کی ایک معرکتہ الآرا تحریر

یہاں بعض لوگ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ واقعہ اسلام سے پہلے کا ہے اس لیے ہمارے لئے حجت نہیں بن سکتا لیکن ایسا سوچنا صحیح نہیں ہے کیونکہ گزشتہ انبیاء کی شریعتوں کو مسلمانوں کے لیے مستند ہونے یا نہ ہونے کے سلسلے میں یہ بات بہت پہلے طے ہو چکی ہے کہ گزشتہ انبیاء کے طریقے ہمارے لیے بھی حجت ہیں بشرطیکہ ان طریقوں کو قرآن یا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بغیر کسی نکیر کے نقل کیا ہو یہاں ان دو ذرائع کے علاوہ اگر کچھ اور ہم تک پہنچتا ہے تو وہ قابل قبول نہیں ہے اس اصول کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ قرآن یہ نہیں کہتا کہ ملکہ سبا مسلمان ہو جانے کے بعد تخت حکومت سے معزول کر دی گئی اس لیے یہ کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے کہ عورتوں کو ریاست کی سربراہی سے محروم قرار دینا منشائے خداوندی نہیں ہے۔

اس مضمون کے شروع میں ہم نے مشہور حدیث لن یفلح قوم ...... کے سلسلے میں ایک عالم کی یہ رائے نقل کی تھی کہ بخاری میں جگہ پا جانے کے باوجود یہ حدیث بخاری کی دوسری حدیثوں کے ہم پلہ نہیں ہے مگر بعض لوگ اسے صرف ایک عالم کی تنہا رائے کہہ کر اجماعی رائے کے مقابلہ میں نظر انداز کر دیں اس لیے اب ہم برصغیر کے ایک دوسرے مشہور عالم کا ایک فتویٰ نقل کر رہے ہیں جنہوں نے اس حدیث کی صحت پر کوئی شبہ ظاہر کیے بغیر عورتوں کو سربراہی کا حق ادا کیا ہے

مولانا اشرف علی تھانوی سے کسی شخص نے پوچھا کہ بخاری کی مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کا والی، حاکم ہونا موجب عدم فلاح ہے تو کیا جن ریاستوں پر عورتیں حکمراں ہیں وہ بھی اس میں داخل ہیں؟

مولانا کے جواب کو نقل کرنے سے پہلے یہ عرض کرنے کو جی چاہتا ہے کہ اگرچہ استفتا یا فتوے میں کسی خاص ریاست کا نام نہیں لیا گیا ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ اس زمانے میں ہندوستان کی ایک دیسی ریاست کی حکمراں ایک بیگم صاحبہ تھیں اور اس ریاست میں شریعت اسلامی کی بجا آوری کے لیے کئی ایک ادارے بھی سرکاری طور پر قائم تھے اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ سوال و جواب علمی سطح پر ذہنی تشفی سے کہیں زیادہ ایک حقیقت کے پیش نظر تھا۔ بہر حال مولانا نے اپنے فتوے میں خاصی تفصیل سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے جس کی تلخیص ہم نیچے دے رہے ہیں لیکن مولانا کا جواب پڑھنے سے پہلے دو اصطلاحات تام اور عام کا مطلب مولانا ہی کی تشریح کے مطابق سمجھ لیجئے۔

۱- تام سے مراد یہ ہے کہ حاکم بذات خود مختار ہو یعنی اس کی حکومت شخصی ہو اور اس کے حکم کی تعمیل میں کسی دوسرے حاکم اعلیٰ کی منظوری کی ضرورت نہ ہو۔

۲- عام سے مراد یہ ہے کہ حکومت کا دائرہ بہت وسیع ہو۔ اس تشریح کے بعد مولانا کا فتویٰ ملاحظہ ہو وہ لکھتے ہیں کہ حکومت تین قسم کی ہوتی ہے۔

۳- وہ حکومت جو تام بھی ہو اور عام بھی ہو وسیع علاقہ اور کثیر جماعت کا خود مختار حاکم)

۴- وہ حکومت جو تام تو ہو مگر عام نہ ہو (ایک مختصر سی جماعت کا خود مختار حاکم)

۵- وہ حکومت جو تام تو نہ ہو مگر عام ہو (کثیر جماعت کا غیر مختار حاکم)

پہلی قسم کی مثال یہ ہے کہ کسی عورت کی سلطنت یا ریاست بطرز مذکور شخصی ہو۔

دوسری قسم کی مثال یہ ہے کہ عورت کی سلطنت جمہوری ہو۔

تیسری قسم کی مثال یہ ہے کہ عورت کی سلطنت جمہوری ہو جس میں عورت حاکم ہوتے ہوئے بھی حقیقتاً حاکم نہیں بلکہ ایک رکن مشیر ہوتی ہے اور حقیقی والی مجموعہ مشیروں کا ہوتا ہے۔ حدیث مذکورہ بالا کے الفاظ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مراد حدیث میں پہلی قسم ہے ...... اب دوسرے دلائل شرعیہ میں جو نظر کی جاتی ہے تو اس تفصیل کی تائید ہوتی ہے مثلاً حضرت بلقیس کی سلطنت کا واقعہ قرآن مجید میں مذکور ہے جو اپنے وزراء سے کہتی ہے کہ تم لوگوں کی رائے کے بغیر میں کوئی فیصلہ نہیں کرتی

> **عورتوں کو ریاست کی سربراہی سے محروم قرار دینا منشائے خداوندی نہیں!**

قرآن مجید میں مذکور تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سلطنت کا طرز عمل خواہ ضابطے، خواہ بلقیس کی عادت مستمرہ سے جمہوری سلطنت کہنا تھا اور بلقیس کے ایمان لے آنے کے بعد کسی دلیل سے ثابت نہیں کہ انہیں سلطنت سے محروم کیا گیا ہو۔ ...... اور قاعدہ اصولیہ ہے کہ اگر شرائع اللہ اور اس کا رسول کوئی واقعہ بغیر کسی نکیر کے بیان

کے تو یہ دو واقعہ ہمارے لیے بھی حجت اور دلیل کی حیثیت رکھتا ہے) بس قرآن سے ظاہراً ثابت ہو گیا کہ سلطنت جمہوری عورت کی ہو سکتی ہے۔

اس طرح مولانا مرحوم نے اس حدیث کے باوجود اسلام میں اس بات کی گنجائش پائی کہ کسی جمہوری ریاست کی سربراہ ایک عورت ہو سکتی ہے لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ وہ شخصی (یا خاندانی) حکومتوں میں عورتوں کو یہ حق دینے کے خلاف تھے کیونکہ اس فتوے کے آخر میں وہ لکھتے ہیں کہ "اگر سلطنت شخصی بھی ہو مگر ملک التزاماً اپنی انفرادی رائے سے کام نہ کرتی ہو تو وہ بھی اس حدیث میں داخل نہیں...... بہر حال جب دلائل بالا سے ثابت ہو گیا کہ حدیث میں مذکور قسم اول ہے تو معلوم ہو گیا کہ ایسی ریاستیں جو آج کل زیر فرمان عورتوں کے ہیں اس حدیث میں داخل نہیں۔"

گویا مولانا کی تشریح کے مطابق عورتیں نہ صرف یہ کہ جمہوری ریاستوں کی سربراہ منتخب کی جا سکتی ہیں بلکہ اگر کسی ریاست میں خاندانی یا شخصی حکمرانی کا رواج ہو تو وہاں بھی عورت حکمراں ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ وہ اتنی مطلق العنان نہ ہو کہ کاروبار حکومت میں کبھی کسی سے مشورہ ہی نہ کرتی ہو۔ ویسے مولانا مرحوم نے ایسی کوئی بات نہیں کہی ہے لیکن کیا ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اگر کہیں کوئی ایسا مطلق العنان مرد حکمراں ہو جو کسی سے مشورہ نہ کرتا ہو تو اس کی حکومت کو بھی اسلامی نقطۂ نظر سے درست کہنا مشکل ہی ہو گا۔

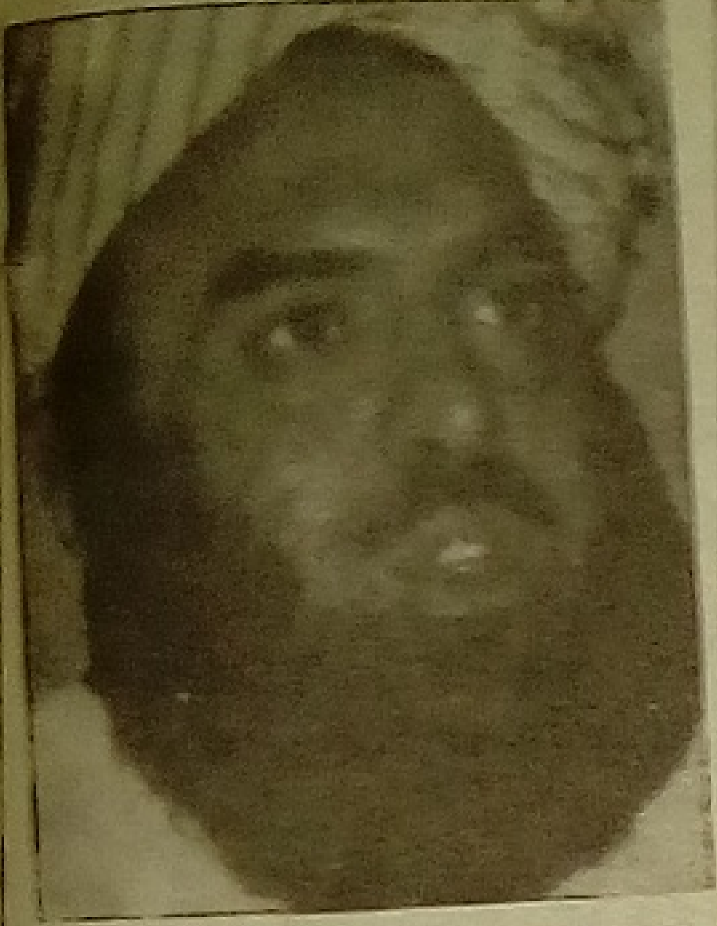
اب آیئے ذرا تاریخ کی روشنی میں بھی دیکھیں کہ ماضی میں عورتوں نے حکمرانی کے فرائض انجام دیئے ہیں یا نہیں۔ سب سے پہلے خلافتِ راشدہ کے دور میں خلیفۂ سوم حضرت عثمانؓ کے قصاص کے لیے حضرت عائشہؓ میدانِ جنگ میں فوجی سربراہ کی حیثیت سے سامنے آئی تھیں۔ اگرچہ اسے ہم اصطلاحی معنوں میں حکمرانی نہیں کہہ سکتے۔ لیکن اگر عورتوں کے لیے سیاسی سربراہی ممنوع ہوتی تو کیا یہ یقین میں آنے والی بات ہے کہ صحابۂ کرام ان کے جھنڈے کے نیچے حضرت علیؓ سے جنگ کرنے کے لیے جمع ہو جاتے۔

یہ صحیح ہے کہ تاریخ میں صاحب اقتدار عورتوں کے نام آٹے میں نمک کے برابر ہے لیکن ایسا نہیں ہے کہ وہ نام بھی نہ ملتے ہوں۔ ایسی کتنی عورتیں گزری ہیں جو اگرچہ باقاعدہ تخت نشین نہیں ہوئیں لیکن ان کے اثرات تخت شاہی کے سامنے محسوس کیے جاتے تھے۔ مثلاً عباسی خلیفہ ہارون رشید کی بیوی زبیدہ کے بارے میں ایسا ہی خیال کیا جاتا ہے۔ اس سے تقریباً سو سال بعد کمزور اور نحیف الجثہ خلیفہ مقتدر کی ماں کا ذکر تاریخوں میں ملتا ہے جس کا حکم پورے دارالاسلام پر جو اس وقت تک خاصا سکڑ گیا تھا، چلتا تھا۔ وہی دربار میں بیٹھ کر ناانصافیوں کا مداوا کیا کرتی تھی۔ لوگوں کی درخواستیں قبول کیا کرتی تھی۔ قاضیوں اور گورنروں کے کاموں کا جائزہ لیا کرتی تھی اور شاہی فرمان پر اپنے دستخط بھی کرتی تھی۔ لیکن چونکہ ایسی عورتوں کو بھی اصطلاحاً "حکمراں" نہیں کہا جا سکتا اس لیے شاید اس قسم کی مثالوں سے ہم کسی خاص نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتے۔ مگر ہندوستانی تاریخ کا ہر طالب علم رضیہ سلطانہ کے نام سے تو بخوبی واقف ہے۔ وہ اپنے باپ کے انتقال کے بعد باقاعدہ تخت نشین ہوئی تھی اور علماء

> رضیہ سلطان باقاعدہ تخت نشین ہوئی تھی
> لیکن اس زمانہ کے علماء کا کوئی ایسا
> فتویٰ نہیں ملتا جس میں انہوں نے
> رضیہ کی حکومت کو غیر شرعی قرار دیا ہو

وزراء اور امراء نے اس کے ہاتھ پر بیعت اطاعت کی تھی۔ اس کے باوجود ہمیں اس زمانے کے علماء کا کوئی ایسا فتویٰ نہیں ملتا جس میں انہوں نے عورت ہونے کی وجہ سے رضیہ کی حکومت کو غیر شرعی قرار دیا ہو۔ یہ دوسری بات ہے کہ رضیہ کا دورِ حکومت بہت ہی مختصر رہا اور وہ سازشوں اور بغاوت کا شکار ہو گئی لیکن یہ اس دور کی خصوصیت تھی، نہ جانے کتنے مرد حکمرانوں کو بھی یہی دن دیکھنا پڑا تھا۔

اب یہاں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ اگر اسلام عورتوں کی حکمرانی کے خلاف نہیں ہے تو پھر یہ بات اصول کے طور پر کیوں طے کر لی گئی کہ خلیفہ یا حکمران کے لیے ضروری ہے کہ وہ مرد ہو۔ اس سوال کا جواب ہمیں قرونِ وسطیٰ کی سماجیات میں تلاش کرنا چاہیئے آج جب ہم سربراہ ریاست کی بات کرتے ہیں تو سربراہ کے لئے دوسری تمام ضروری شرائط کے ساتھ ساتھ صرف مرد ہونے کی شرط لگاتے ہیں اس کی ذات قوم نسل وغیرہ کی بحث میں نہیں پڑتے لیکن کیا یہی نقطۂ نظر ماضی میں بھی تھا؟ دورِ اول میں اس بات پر بہت زور دیا گیا کہ خاندانی اعتبار سے خلیفہ کو قریشی ہونا چاہیئے۔ اور اس دعوے کے ثبوت میں آنحضرت کی طرف منسوب حدیث الائمۃ من القریش کا سہارا لیا گیا۔ جس وقت یہ دعویٰ کیا گیا اور جن لوگوں نے اس شرط کی پابندی پر زور دیا، حالات کو دیکھتے ہوئے ہم اسے قابلِ اعتراض نہیں کہہ سکتے۔ وہ دور تھا خاندانی حکومتوں کا۔ اور ابتدائے اسلام میں قریشیوں کو جو اہمیت حاصل تھی وہ کوئی راز کی بات نہیں ہے لیکن جوں جوں وقت گزرتا گیا اور غیر قریشی اپنی صلاحیتوں کو منواتے گئے، اس شرط کی طرف سے توجہ ہٹتی گئی۔ اور اب آج شاید ہی کوئی ایسا شخص ہو جو یہ کہے کہ ریاست کی سربراہی کا حق صرف قریشیوں کو ہے۔ اسی واقعہ کے تناظر میں عورت کی سربراہی کے مسئلہ کو لیجئے۔ ہم زندگی کی اس ٹھوس حقیقت کو بھلا کس طرح نظر انداز کر سکتے ہیں کہ قرونِ وسطیٰ کا مسلم سماج ہر حیثیت سے مردانہ سماج تھا۔ اسلام نے عورتوں کو اگرچہ بہت سارے حقوق دیئے تھے لیکن خود عورت ابھی اس درجہ تک نہیں پہنچی تھی کہ اسے اپنے حقوق کا احساس ہوتا۔ وہ ہر میدان میں مردوں سے بہت پیچھے تھی اس پس ماندگی کا سبب اس کے معاصر مردوں کا ظلم نہیں بلکہ تاریخ کے جبر کا نتیجہ تھا۔ اسی فضا میں یہ کہنا نہ خلافِ عقل معلوم ہوتا رہا ہو گا اور نہ خلافِ شرع کہ ریاست کی سربراہی صرف مردوں کے لیے مخصوص ہے یہ دراصل ایک اجتہادی مسئلہ تھا۔ اس وقت کے علماء اور فقہا، حالات و زمانہ کی رعایت کرتے ہوئے اس نتیجہ پر پہنچے تھے لیکن ہم نے اسے ایک دائمی حکم سمجھ لیا۔ اب صورتحال بدل چکی ہے اب ہمیں اس مسئلے پر نئے سرے سے اور ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے۔ جس طرح استحقاق کے باوجود ہر مرد صدر ریاست بننے کا اہل نہیں ہو سکتا اسی طرح ہر عورت بھی سربراہ ریاست نہیں بنائی جا سکتی۔ لیکن اوپر جو کچھ ہم نے عرض کیا اس کی روشنی میں بھلا یہ کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ اسلام نے اصولی طور پر عورت کو سربراہ ریاست بننے کے استحقاق سے ہمیشہ کے لیے محروم کر دیا ہے۔ ●●

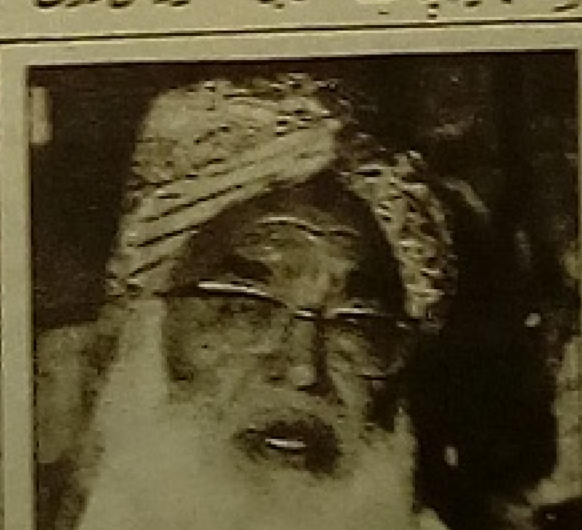


سیاسی شہسوار مات کھا گئے

۱۹۷۰ء میں پاکستان میں عام انتخابات منعقد ہوئے اور آزادانہ ہوئے جن میں اس وقت کی تمام سیاسی جماعتوں نے طبع آزمائی کی۔ اسلام پسند جماعتوں میں یعنی مذہبی پارٹیوں میں سب سے زیادہ ووٹ جمعیت علماء پاکستان نے حاصل کیے اور دو بڑے صوبوں پنجاب اور سندھ میں خاصے اثر و رسوخ کا مظاہرہ کیا اور صوبہ سندھ کی پی پی پی یعنی برسر اقتدار پارٹی کے بعد دوسری مضبوط پوزیشن حاصل کی اور حزب اختلاف کی حیثیت سے زبردست کردار ادا کیا۔ پیپلز پارٹی کی خواہش کے باوجود اس کی نوازش کے باعث شریک اقتدار ہونے سے قطعی انکار کردیا۔ جبکہ دوسری بڑی مذہبی سیاسی پارٹی جمعیت علماء اسلام مولانا مفتی محمود کی قیادت میں صوبہ سرحد اور بلوچستان میں کچھ قومی اور کچھ صوبائی اسمبلیوں میں نشستیں حاصل کرلیں اور پاکستان نیشنل عوامی پارٹی کی دعوت پر اس کی روسی دوستی نوازی اور سوشلزم و سیکولرازم نوازی سے قطع نظر شریک اقتدار ہوگئی۔ جمعیت علماء پاکستان مولانا شاہ احمد نورانی کی قیادت میں اس کے ممبران قومی اسمبلی نے ۱۹۷۳ء کے آئین کو اسلامی بنانے میں خاصی جدوجہد کی۔ مرزائیت کو اقلیت قرار دلانے میں مولانا نورانی نے بے مثال کردار ادا کیا۔ پیپلز پارٹی کی آمرانہ پالیسیوں کے خلاف متحدہ جمہوری محاذ کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا اسی طرح ۱۹۷۷ء کے عام انتخابات میں تمام پارٹیوں کو پیپلز پارٹی کے خلاف ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کے لیے پاکستان قومی اتحاد کے نام سے انتخابی اتحاد قائم کرانے میں ایک بڑی پارٹی کے طور پر حصہ لیا باوجود کم از کم نشستوں پر اکتفا کیا تاکہ نظام مصطفےٰ کی منزل قریب سے قریب ہو جائے

جام غلام قاسم اویسی ایڈووکیٹ

لیکن حکومت نے بڑے پیمانے پر دھاندلی کرائی۔ جس کے خلاف جمعیت علماء پاکستان تحریک نظام مصطفےٰ کا نعرہ لگا چکی۔ تمام متاثرین جماعتیں بھی ہمراہ تھیں۔ لیکن جے یو پی کا کردار تحریک نظام مصطفےٰ کے عنوان سے واضح ہے کیونکہ یہ اصطلاح صرف جے یو پی کے انتخابی منشور میں درج تھی



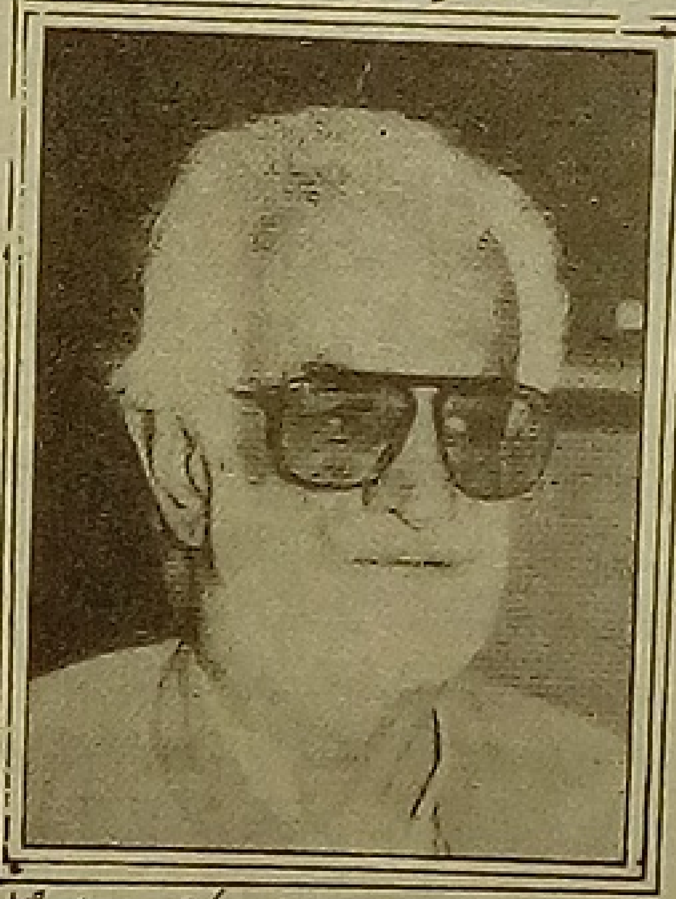
اور دوسری دلیل تحریک نظام مصطفےٰ میں کراچی، حیدرآباد اور ملتان نے تاریخی کردار ادا کیا جو اس وقت جے یو پی کے گڑھ سمجھے جاتے تھے بہرحال تحریک نظام مصطفےٰ نے انقلاب برپا کر دیا جنرل ضیاء نے ملک و قوم کو تباہی سے بچانے کا بہانہ بنا کر ملک میں مارشل لاء نافذ کر دیا اور تحریک نظام مصطفےٰ کی حامی جماعتوں کو اقتدار میں شمولیت کی دعوت دی۔ جس میں دیگر سیاسی جماعتوں کے علاوہ جمعیت علماء اسلام اور جماعت اسلامی شریک اقتدار ہوگئیں۔ مذہبی جماعتوں میں سے صرف جمعیت علماء پاکستان نے یہ کہہ کر اس دعوت کو مسترد کر دیا کہ شہداء تحریک نظام مصطفےٰ کے خون کا سودا نہیں کیا جاسکتا۔ اسلام، انتخابات اور نظام مصطفےٰ کے نفاذ سے کم کسی قیمت پر اقتدار کی طرف رجوع نہیں کیا جائے گا۔ جن پارٹیوں کو مفت میں اقتدار مل گیا تھا ان اسلام اور جمہوریت کے دلدادوں نے اسلام آباد مارشل لاء کی چھتری میں چلے جانے سے باہر کی دنیا یعنی شہداء تحریک کے متاثرین تحریک کے مقصد کو بآسانی فراموش کر دیا لیکن مولانا نورانی بدستور اپنے ساتھیوں کے ہمراہ نفاذ نظام مصطفےٰ و بحالی جمہوریت کے لیے نام نہاد اسلامی و جمہوری مارشل لاء کے خلاف نبرد آزما رہے۔ پھر اچانک یوں ہوا کہ مارشل لاء والوں کو ان اسلام اور جمہوریت پسندوں کی ضرورت نہ رہی اور ان صاحبان کی خالی تنخواہیں جھنڈے والی کاریں اور مقابلے میں عوامی ردعمل معیوب اسلامی جمہوری مارشل لاء اور ان صاحبان بے اختیار حکمرانوں میں جدائی کا سبب بن گیا یہ بیچارے سیاسی شہسوار غیر سیاسی مارشل لاء والوں سے مات کھا گئے اور یہ کہتے ہوئے ایوان اقتدار سے اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے کہ

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

مرزائیت کو اقلیت قرار دلانے میں مولانا نورانی نے بے مثال کردار ادا کیا!

پھر کافی عرصہ یہ صاحبان بھٹکتے پھرے کچھ تو ایم آر ڈی میں پی پی پی سے جا ملے اور کچھ مارشل لائی کابینہ میں بنے رہنے میں عافیت سمجھتے رہے آخرکار ۱۹۸۸ء کے عام انتخابات میں اکثریت کو پنجاب کی حکومت نے نوکری پر بلا لیا اور ایک بار پھر ان صاحبان کو اسلام اور جمہوریت نوازی کا موقع مل گیا۔ اور جھنڈے والی کاروں میں بیٹھ کر تیز رفتاری سے اسلام کے نفاذ کے لیے دوڑ پڑے اس مرتبہ کچھ فرق رہا وہ یہ کہ تین تین وزارتوں کی بجائے ایک ایک وزارت ملی اور اسلام آباد کی بجائے اسلام نافذ کرنے کے لیے لاہور ملا۔ یہ خدا بہتر جانتا ہے کہ ان کا صرف ایک ایک نمائندہ کامیاب ہوا یا نوکری دینے والوں کو ان کی ذرائع ابلاغ عامہ والی اور اصل حالت کا پتہ چل گیا۔ بہرحال کسی حد تک زیادتی ضرور ہے اسلام کے متوالوں کو تین تین مرکزی وزارتوں سے ایک ایک صوبائی وزارت پر لے آنا ان کے مقام اور مرتبہ کے قطعی خلاف ہے اور اس بات کو بھی مدنظر رکھا جائے کہ کہیں آپس میں حسب سابق جدائی کا سبب پیدا نہ ہو جائے۔

ادھر مولانا فضل الرحمٰن نے بلوچستان کے قدرے قوم پرست لیڈر نواب محمد اکبر بگٹی اور ان کی صوبائی مقاصد کی حامل پارٹی سے اقتدار کے حصول کا سمجھوتہ کر لیا جس میں سوائے جے یو پی کے اسلام کے سب ہمدرد دوڑ کر اقتدار میں شامل ہو گئے، ۱۹۷۰ء کے انتخابات کے بعد صوبہ سرحد اور بلوچستان میں اسلام پسندوں کو اسلام نافذ کرنے کا موقع ملا تھا اور اب پنجاب اور بلوچستان کی سرزمین پھر راس آئی ہے۔ جے یو پی والے تو بیچارے ہمیشہ متوکل ہی رہے ہیں اور کسی صاحبِ اقتدار کے پاس کام لیکر نہیں جاتے اور اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کئے بیٹھے رہتے ہیں۔ اب ان کے پاس جانے والوں کو ہی پتہ ہو گا کہ ابھی تک کرسی اقتدار کو ہی مضبوط بنا رہے ہیں یا مختلف شعبہ جات والیوانوں میں اسلامی نظام نافذ کر رہے ہیں ویسے ہم جیسے عوام بیچارے بھولے بھالے ہیں ہمیں کیا پڑی ہے کہ یہ کھوج لگاتے پھریں۔ خدا نے انہیں اقتدار سونپا ہے اور ہمیں محکومی! جب نئے الیکشن ہوں گے سوچیں گے اور دیکھیں گے اسلام کے نفاذ کی فکر جنہیں رات دن ستائے جا رہی ہے کیا کیا ہے آخر انہوں نے اس بات کی ذمہ داری لے رکھی ہے اور صرف یہی کام ہی کر رہے ہوں گے ایسے درد مند تو نہیں جو کشمیر اور افغانستان کے لیے اپنا آرام چھوڑ کر چندہ اکٹھا کر رہے ہیں اور نوجوان سب وہاں لڑنے کے لیے انہوں نے بھیج رکھے ہیں اور بوڑھے بیچارے صرف اقتدار اور نفاذ اسلام اور ہدایات کے لیے پاکستان کے مختلف صوبوں میں ٹھہر گئے ہیں آخر حکومتوں کو تو چلانا ہے اور کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اسلام اور تعلیم کو نمایاں کرنے کے لیے طاقت کا استعمال بھی کرنا ہے اور آخر انہی جیالوں نے تو ان اداروں میں اے ٹی آئی جیسے دنیاداروں کو دین کی خاطر سزا



دیتی ہے اور طاقت کے استعمال کی تربیت بھی حاصل کرنی ہے آخر آگے چل کر انہوں نے کشمیر اور افغانستان جیسے محاذوں پر لڑنا ہے بعد میں ایسا ہو نہ ہو لڑیں نہ لڑیں۔ دنیا تو جانتی ہے کہ ہم نوجوانوں کو تعلیمی اداروں میں لڑا رہے ہیں۔ پھر ہم انہیں اسی تعداد میں اسلام کی جنگ کے لیے بھیج دیتے ہیں تاکہ جملہ حقوق محفوظ رہیں، امریکہ، سعودی عرب اور یہاں کے مسلمان بھی مطمئن رہیں اور بغیر سوچے سمجھے امانت فرماتے رہیں۔ اور ایک طرف مولانا نورانی اور ان کی جماعت ہے کہ نفاذ نظام مصطفےٰ اور تحفظ مقام مصطفےٰ کے بغیر کوئی بات نہیں کرتے مارشل لاء کی دعوت پر نہ اسلام آباد کے ایوانوں میں گئے اور نہ اسلام پسندوں کے ہمراہ اب نہ لاہور گئے اور نہ کوئٹہ گئے

یہ بیچارے کیا جانیں اقتدار کے مزے یہ بیچارے کہتے ہیں کہ پیپلز پارٹی اور آئی جے آئی دونوں کھوٹے سکے ہیں دوزخ میں انہیں یا نکھوٹے سکے ہیں یا دولت کی کان اور اقتدار کے ایسے جھولے میں بیٹھ کر تمام انتخابی نعرے اور منشور بھی بھول جاتے ہیں۔ کہاں ایئر کنڈیشنڈ دفاتر جھنڈی والی ایئر کنڈیشنڈ کاریں، بیچارے جیسے لوگ آنکھیں چار چار کر دیکھیں۔ اور کہاں یہ سادہ دل علماء جو قیام پاکستان سے پیدل چل چل کر استحکام پاکستان کے لیے کوشاں رہے ہمراہی جماعت میں مسٹر بھٹو سے لڑتے رہے اور پھر مارشل لاء والوں سے لڑتے رہے اور اب بھی سب حکومتوں سے نفاذ نظام مصطفےٰ پر اختلاف ہے ان کے مقدر میں ذکر بے سروسامانی اور لڑنا ہو تو کیا کیا جائے۔ دوسری طرف ہم ہیں اور ہمارے ہر دلعزیز بل مقتدر بے نظیر صاحبہ ہیں جن کے باپ نے سوشلزم کا نعرہ لگانے کا جرم کیا تھا اب یہ نعرہ لگائیں نہ لگائیں ان کے کھاتے میں سوشلزم کی بدنامی لکھی جا چکی ہے ہمارے ہاتھ ایک جواز آ گیا ہے کہ وہ سوشلزم والے ہیں اور ہم اسلام والے، ہمارے اس پروپیگنڈے نے وہ اثر دکھایا ہے کہ اسلام بھی ہے اقتدار بھی اسی سے عوام مطمئن ہو جائیں تو نفاذ کی کیا ضرورت ہے۔ پی پی پی کے خاتمے کے لیے سوشلزم کی بدنامی بھی کافی ہے۔ مولانا نورانی اور ان کی جماعت کو ہمارا پروپیگنڈہ پی پی پی نوازی ہی لے ڈوبے گا خواہ وہ سفید جھوٹ کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔ اور اب تو ان کی جماعت کے مولویوں کو بھی کچھ لے دے کے اپنے ساتھ ملا رہے ہیں اور اس دن کا انتظار ہے کہ ان کی جے یو پی مرے سے ہی ختم ہو جائے اور ان کے مسلک کا نام لیوا ہی کوئی نہ رہے اور اب تو ہمارے بارے میں لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ

نیرنگیٔ سیاستِ دوراں تو دیکھئے
منزل انہیں ملی جو شریکِ سفر نہ تھے

اور ذرائع ابلاغ ہیں کہ وہ صرف ہماری بات کو حرفِ آخر سمجھتے ہیں۔ خدا سمجھے مولانا نورانی کو اور ان کی جماعت کو خود تھک ہار کے بیٹھ جائیں گے۔ اقتدار سے لڑتے لڑتے عوام کو کیا پڑی ہے انہیں اقتدار کے ذریعے مراعات دے دیں گے۔ انہیں مولانا نورانی اور ان کے نظام مصطفےٰ کے نعرے سے کیا لینا ہے۔

پاکستان میں امریکی مفادات

سیاسی اور معاشی بدحالی کے اسباب

دوستی کا آغاز

پاکستان اور امریکہ کی دوستی کی کہانی آزادی کے فوراً بعد شروع ہو جاتی ہے۔ ۱۰ دسمبر ۱۹۴۹ء میں امریکی صدر ٹرومین نے پاکستان کے وزیراعظم نوابزادہ لیاقت علی خاں کو امریکہ کا دورہ کرنے کی دعوت دی۔ مئی ۱۹۵۰ء میں لیاقت علی خان امریکہ کے دورے پر گئے۔ اس موقع پر واشنگٹن کے نیشنل پریس کلب میں تقریر کرتے ہوئے انہوں نے پاکستان اور پوری دنیا کے لیے امریکی نظام کی وکالت کی اور امریکہ اور دوسرے سرمایہ دار ممالک کو پاکستان میں سرمایہ کاری کرنے کی دعوت دی۔ انہوں نے مزید کہا کہ جس طرح امریکہ جارحیت کے خلاف کام کر رہا ہے۔ وہ اپنے مقصد میں ہمیں اپنا دوست پائے گا۔ اس دورے کے دوران انہوں نے امریکی حکومت سے پاکستان کے لئے معاشی اور فوجی امداد حاصل کرنے کی کوشش کی۔

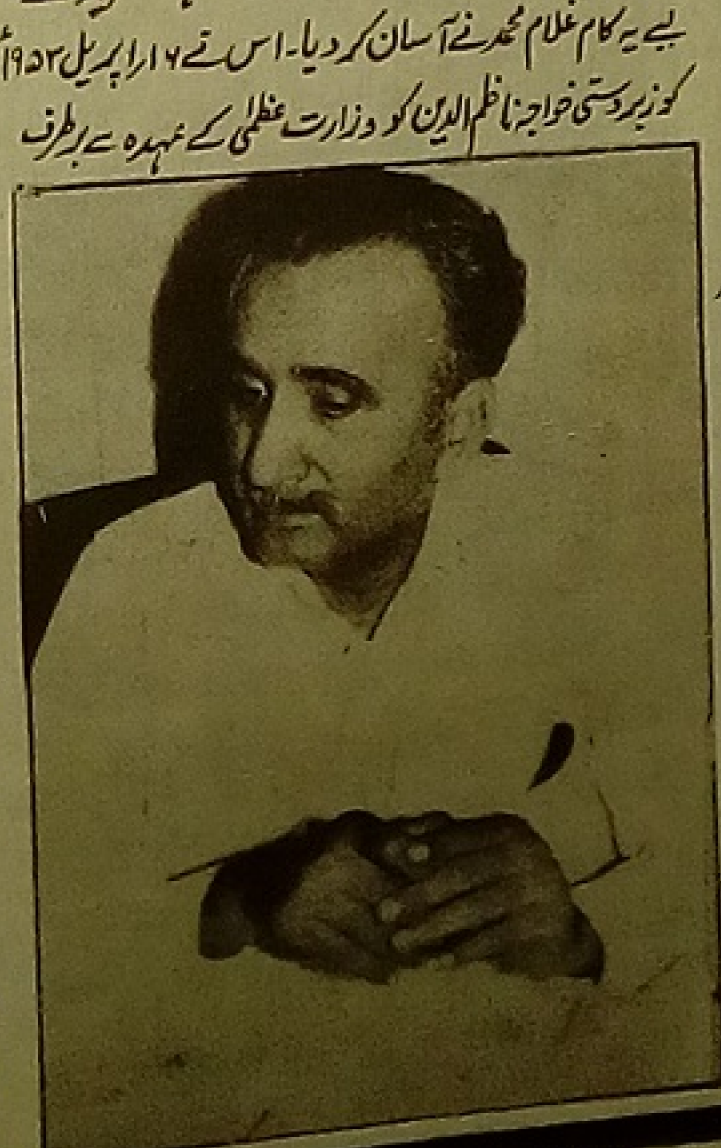
پاکستان میں انتظامی تبدیلی

اکتوبر ۱۹۵۱ء میں لیاقت علی خان کے قتل کے بعد ملک میں اہم انتظامی تبدیلیاں ہوئیں خواجہ ناظم الدین کی جگہ غلام محمد کو گورنر جنرل بنا دیا گیا جو اس وقت ملک کے وزیر خزانہ تھے میجر جنرل اسکندر مرزا کو دفاع کا سیکرٹری اور جنرل ایوب خان کو مسلح افواج کا کمانڈر انچیف بنایا گیا غلام محمد برٹش انڈیا میں انگریزوں کی اکاؤنٹ اینڈ آڈٹ سروس کے افسر تھے۔ گورنر جنرل بننے کے بعد ملک کے سارے اختیارات اس کے ہاتھ میں مرتکز ہو گئے۔ اسکندر مرزا اور ایوب خان ہندوستان کے سینڈھرسٹ ملٹری کالج کے گریجویٹ اور برٹش انڈیا میں انگریزوں کی ملٹری سروس کے افسر تھے۔ اس طرح ملک کے سیاہ و سفید کے مالک یہ تینوں انگریزوں کے تربیت یافتہ حضرات بن گئے آگے چل کر یہ امریکہ کے حامی اور دوست ثابت ہوئے۔

ڈاکٹر ظفر قادری

آمریت کی پشت پناہی

تیسری دنیا کے پسماندہ ممالک کے لئے امریکہ کی پالیسی شروع ہی سے یہ رہی ہے کہ وہاں کسی طور پر جمہوریت کو پنپنے نہ دیا جائے۔ جب پاکستان میں ریاستی اقتدار پر غلام محمد، اسکندر مرزا اور ایوب خان کا قبضہ ہو گیا تو ملک میں امریکی مداخلت کے لئے دروازے کھل گئے۔ امریکہ کے لیے اب یہ آسان ہو گیا کہ وہ پاکستان کو ایک آزاد خود مختار اور جمہوری ملک دیکھنے کی بجائے اسے غلامی اور آمریت کے راستے پر دھکیل دے تاکہ وہ اس ملک کو اپنے سیاسی، معاشی اور فوجی مفادات کے لیے استعمال کرتا رہے۔ امریکہ کے لیے یہ کام غلام محمد نے آسان کر دیا۔ اس نے ۱۷ اپریل ۱۹۵۳ء کو زبردستی خواجہ ناظم الدین کو وزارت عظمیٰ کے عہدہ سے برطرف



کر دیا اور ان کی کابینہ کو توڑ دیا۔ امریکہ میں متعین پاکستانی سفیر محمد علی بوگرہ کو ملک میں بلوا کر وزارت عظمیٰ کی کرسی پر فائز کر دیا گیا۔ اکتوبر ۱۹۵۴ء میں غلام محمد نے آئین ساز اسمبلی توڑ دی، آئین کو ختم کر دیا اور ملک میں ہنگامی حالات کا اعلان کر دیا۔ یوں ملک مکمل طور پر انارکی کی گرفت میں آ گیا۔ اگست ۱۹۵۵ء میں غلام محمد کو ریٹائر کر دیا گیا۔ ستمبر ۱۹۵۵ء میں اسکندر مرزا نے گورنر جنرل اور ۱۹۵۶ء میں صدر مملکت کی ذمہ داریاں سنبھالیں۔ ان کی پشت پر اصل طاقت جنرل ایوب خان کی تھی۔ اسکندر مرزا اور جنرل ایوب خان نے مل کر ۱۹۵۶ء کے آئین کو ختم کر دیا۔ اسمبلی توڑ دی اور ۷ اکتوبر ۱۹۵۸ء کو ملک میں مارشل لاء نافذ کر دیا، ۲۷ اکتوبر ۱۹۵۸ء کو ایوب خان نے اسکندر مرزا کو اقتدار سے علیحدہ کر دیا اور ملک کی باگ ڈور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کی حیثیت سے سنبھال لی۔ غلام محمد، اسکندر مرزا اور ایوب خان نے ملک کے اندر آمریت کا جو بیج بویا، آگے چل کر اس کے خطرناک نتائج نکلے۔ امن، آزادی اور جمہوریت کا علمبردار ہونے کا دعویٰ کرنے والا امریکہ کھلم کھلا ان آمروں کی حمایت کر رہا تھا۔ پاکستان میں مارشل لاء اور آمریت کے عہد میں امریکی ذرائع ابلاغ یہ پروپیگنڈہ کرتے رہے ہیں کہ پاکستان میں جمہوریت پھل پھول رہی ہے، ۱۹۵۸ء کے مارشل لاء کے متعلق امریکی اخبار نیویارک ٹائمز نے ۱۲ اکتوبر ۱۹۵۸ء کو اپنے اداریے میں لکھا کہ "پاکستان کے صدر اسکندر مرزا اور فوج کے کمانڈر انچیف جنرل ایوب خان نے واضح طور پر کہہ دیا ہے کہ وہ ملک میں ایک منصفانہ اور جمہوری حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں ان کے خلوص میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔" اسی طرح

جب جولائی ۱۹۷۷ء میں سول حکومت کے خاتمہ کے بعد ملک میں مارشل لاء نافذ ہوا۔ دسمبر ۱۹۸۴ء میں جنرل محمد ضیاء الحق نے اپنی صدارت کے لئے ملک میں ریفرنڈم کرایا اور فروری ۱۹۸۵ء میں غیر جماعتی انتخابات ہوئے تو امریکہ نے حکومت کو مبارکباد دی اور کہا کہ ان انتخابات سے پاکستان میں جمہوریت پروان چڑھے گی۔

فوجی معاہدے

دوسری عالمی جنگ کے بعد امریکہ نے کمیونزم کا ہوا دکھا کر تیسری دنیا کے نوآزاد اور پسماندہ ممالک کو اپنے فوجی معاہدوں کے شکنجے میں جکڑنا شروع کیا۔ اس سے امریکہ کو کئی فوائد ہوئے۔ ایک تو امریکہ نے ان ممالک کو کروڑوں ڈالر کا اسلحہ بیچنا شروع کیا۔ بعض ممالک میں فوجی اڈے قائم کر کے انہیں سوشلسٹ ممالک کے خلاف استعمال کیا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ امریکہ ان ممالک کی سیاسی، معاشی اور فوجی پالیسیوں پر براہ راست اثر انداز ہونے لگا۔ دسمبر ۱۹۵۰ء میں پاکستان کا امریکہ سے بڑی مقدار میں فوجی ساز و سامان خریدنے کا پہلا معاہدہ ہوا۔ جون ۱۹۵۲ء میں پاکستان نے امریکہ کے ایماء پر ویت نام میں امریکی پٹھو بادشاہ باؤ دائی کی حکومت کی حمایت کی۔ امریکی صدر آئزن ہاور کے دور میں امریکی سیکریٹری خارجہ جان فاسٹر ڈلس نے کمیونزم کے خلاف عالمی سطح پر کارروائی کرنے کے لیے اپنا نظریہ ایجاد کیا، جو آگے چل کر "نظریہ ڈلس" کے نام سے مشہور ہوا۔ مئی ۱۹۵۳ء میں جان فاسٹر ڈلس نے پاکستان کا دورہ کیا۔ اس کے بعد اکتوبر ۱۹۵۳ء میں سات ممبروں پر مشتمل ایک امریکی فوجی وفد پاکستان کے دورے پر آیا۔ بعد ازاں اسکندر مرزا اور جنرل ایوب خان پہلے ترکی اور بعد میں امریکہ کے دورے پر گئے۔ ترکی اسی زمانے سے امریکہ کا فوجی اتحادی چلا آ رہا ہے۔ ۱۹۵۳ء میں امریکی سینیٹ کے ترجمان سینیٹر نولینڈ نے جنوبی اور جنوب مشرقی ایشیا کے ملکوں کے دورے کے دوران کہا کہ "پاکستان یقیناً امریکہ کا اتحادی بنے گا۔" اس وقت امریکی حکومت کا موقف تھا کہ کمیونزم کے مقابلے کے لئے پاکستان ایک بہت موزوں ملک ہے۔ ترکی سے لیکر جنوب مشرقی ایشیا تک کمیونزم کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک دفاعی حصار کی ضرورت ہے۔ پاکستان اس حصار کا ایک اہم اور طاقتور رکن ہو گا۔ نومبر ۱۹۵۳ء میں گورنر جنرل غلام محمد نے امریکہ کا دورہ کیا۔ وہاں ان کی امریکی حکام کے ساتھ پاکستان کو فوجی ساز و سامان کی ترسیل کے متعلق گفت و شنید ہوئی۔ نومبر ۱۹۵۳ء ہی میں امریکی حکومت نے اعلان کیا کہ امریکہ پاکستان کی افواج کو جدید طرز پر مسلح کرے گا، اور اس مقصد کے لئے امریکہ پاکستان کو ۵۰ ملین ڈالر کی امداد دے گا۔ ان باتوں کو مزید تقویت تب ملی جب امریکی نائب صدر نکسن دسمبر ۱۹۵۳ء میں پاکستان کے دورے پر آئے۔ ۲ اپریل ۱۹۵۴ء میں پاکستان اور ترکی کے درمیان ایک معاہدے پر دستخط ہوئے جس میں دوسری باتوں کے علاوہ دفاعی اور فوجی شقیں شامل کی گئیں۔ ۱۹ مئی ۱۹۵۴ء میں امریکہ اور پاکستان کے درمیان باہمی دفاعی معاہدہ ہوا جس پر کراچی میں دستخط ہوئے۔ اس معاہدے میں پاکستان کو فوجی ساز و سامان کی فراہمی، پاکستانی افواج کو جدید طرز پر مسلح کرنے کے علاوہ پاکستانی افواج کے اعلیٰ افسروں کو ٹریننگ کے لئے امریکہ بھیجنا بھی شامل تھا۔ اس معاہدے کے بعد ایک طرف پاکستانی فوجی افسر تربیت کے لیے امریکہ جانے لگے تو دوسری طرف پاکستان میں امریکی فوجی مشیروں کی آمد شروع ہو گئی۔ ۱۹۵۵ء تک پاکستان میں امریکی فوجی مشیروں کی تعداد ۲۵۰ تک جا پہنچی جن میں امریکی نیوی، ایئر فورس اور آرمی کے اعلیٰ افسران شامل تھے۔ ۸ ستمبر ۱۹۵۴ء میں پاکستان امریکی دفاعی معاہدے سیٹو کا ممبر بنا۔ اکتوبر ۱۹۵۴ء میں جنرل ایوب خان اور محمد علی بوگرہ امریکہ کے دورے پر گئے اور وہاں سے ۱۱۰ ملین ڈالر کی امریکی امداد کا وعدہ لے کر آئے۔ ۲۳ ستمبر ۱۹۵۵ء میں پاکستان معاہدہ بغداد (جسے بعد میں سینٹو کہا جانے لگا) میں شامل ہوا۔ ۵ مارچ ۱۹۵۹ء میں انقرہ میں امریکہ اور پاکستان، ایران اور ترکی کے درمیان دو طرفہ دفاعی معاہدے ہوئے۔ ۴ جولائی ۱۹۶۴ء میں ایران، ترکی اور پاکستان کے درمیان معاہدہ آر۔ سی۔ ڈی۔ طے ہوا۔ ان معاہدوں کی وجہ سے پاکستان کے فوجی اخراجات میں زبردست اضافہ ہو گیا۔ پاکستان نے ۱۹۵۴-۵۵ء میں ۴۳۰ ملین روپے، ۱۹۵۵-۵۶ء میں ۸۱۹ ملین روپے اور ۱۹۵۶-۵۷ء میں ۸۹۹.۵ ملین روپے (یعنی سالانہ بجٹ کا ۷۰ فیصد) دفاع پر خرچ کیا۔

> جان فاسٹر ڈلس نے کمیونزم کا
> مقابلہ کرنے کے لئے ایک نظریہ
> ایجاد کیا جو آگے چل کر
> "نظریہ ڈلس" کے نام سے مشہور ہوا۔

امریکہ کی نئی حکمت عملی

۱۹۷۵ء میں امریکہ نے ویت نام میں شکست کھائی اور اسے جنوب مشرقی ایشیا سے بوریا بستر گول کرنا پڑا۔ ابھی اس شکست کے زخم مندمل بھی نہ ہوئے تھے کہ ایران اور افغانستان میں انقلاب برپا ہو گئے۔ ان انقلابات کی وجہ سے جنوبی ایشیا میں امریکی مفادات کو شدید دھچکا لگا لیکن اس خطے میں اپنے مفادات کی حفاظت کی خاطر امریکہ نے نئی حکمت عملی بنائی۔ ۱۹۷۹ء میں امریکہ نے ریپڈ ڈپلائمنٹ فورس (R.D.F) کا منصوبہ بنایا۔ اس منصوبے کے تحت امریکہ نے لاکھوں کی تعداد میں ایسی برق رفتار افواج منظم کی ہیں جو ہر قسم کے جدید اسلحہ سے لیس ہیں اور انہیں مختصر سے نوٹس پر ایشیا اور افریقہ کے ۱۹ ممالک میں کسی بھی وقت حرکت میں لایا جا سکتا ہے۔ اب اس منصوبے کا نام سینٹرل کمانڈ (CENTCOM) رکھ دیا گیا ہے جس کا ہیڈ کوارٹر فلوریڈا میں ہے۔ فروری ۱۹۷۹ء میں صدر جنرل ضیاء الحق نے ایک غیر ملکی ٹی وی کمپنی سی۔ بی۔ ایس کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا تھا "امریکہ ایک سپر پاور ہے اور اسے اپنے آپ کو ایسا ہی تسلیم کرنا چاہیئے۔ اسے اس خطے میں اپنا اثر رکھنا چاہیئے۔" مارچ ۱۹۸۷ء میں جب امریکی کانگریس میں پاکستان کے لیے ۴ بلین ڈالر کی امداد پر بحث جاری تھی۔ تو اس وقت اس امداد کے زبردست حامی سینیٹر گورڈن ہمفرے نے امریکہ میں مقیم ایک پاکستانی صحافی کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا تھا: "پاکستان امریکہ کے لیے انتہائی اہمیت کا حامل ملک ہے خواہ روس نے افغانستان پر قبضہ کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ اس کی پہلی اور بنیادی وجہ پاکستان کے جغرافیائی حالات ہیں۔ اس کے علاوہ پاکستان کی تاریخی، ثقافتی اور مذہبی اہمیت ہے جس کی وجہ سے پاکستان بڑے مؤثر طور پر کمیونزم کا مقابلہ کرنے کی پوزیشن میں ہے۔" اسی نظریے کی تائید میں جنرل ضیاء الحق نے جولائی ۱۹۸۷ء میں اپنے اقتدار کی دسویں سالگرہ کے موقع پر امریکی ٹیلیویژن کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ "پاکستان کے امریکہ کے ساتھ تعلقات کی وجہ صرف مسئلہ افغانستان نہیں، بلکہ مسئلہ افغانستان حل ہونے کے بعد بھی پاکستان اس خطے میں امریکی مفادات کی حفاظت کرتا رہے گا۔" ان باتوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ نئی صورت حال میں امریکہ پاکستان کو کس قدر اہمیت دیتا ہے۔

پاکستان کے سابق صدر

پاکستان میں سرمایہ کاری کی آڑ میں
امریکی کمپنیاں ہمارا استحصال کر رہی ہیں

جنرل ضیاء الحق نے فرانسیسی جریدے لوفیگارو کو دیئے گئے اپنے ایک انٹرویو میں امریکی فوجی [illegible] کو حق بجانب قرار دیا۔ اس بات کی بھی [illegible] ہی کہ اس خطے میں امریکہ اپنے مفادات کی نگرانی کے لئے کسی ایک منصوبہ پر عمل کر رہا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ سنٹرل کمانڈ کے کمانڈر جنرل کرسٹ دو بار پاکستان کا خفیہ دورہ کر چکے ہیں۔ جنرل کرسٹ کا [illegible] اس بات سے واضح ہے کہ پاکستان کو ملنے والی امداد کے کاغذات امریکی کانگریس اور سینیٹ کی منظوری کے بعد ان کی ٹیبل سے ہو کر آتے ہیں۔ ان کی حتمی منظوری کے لیے جنرل کرسٹ کے دستخط ضروری ہوتے ہیں۔ ۱۹۸۷ء کے آغاز میں جنرل کرسٹ سترہ اعلیٰ فوجی افسروں کا ایک وفد لے کر پاکستان کے دورے پر آئے تھے۔ اس کے بعد ۳۰ جون ۱۹۸۷ء کو دوبارہ ایک فوجی وفد کے ہمراہ پاکستان آئے۔ اس دوران امریکی فضائیہ اور بحریہ کے افسروں کے وفود نے پاکستان کے دورے کئے۔ اپریل ۱۹۸۷ء میں امریکی بحریہ کے ۳ طیارہ بردار بحری بیڑے کراچی کے ساحل پر لنگر انداز ہوئے اور کئی دنوں تک ٹھہرے رہے۔ ان جہازوں کے عملے کے لوگ بڑی آزادی کے ساتھ کراچی شہر میں گھومتے رہے تھے۔ ان میں سے ایک بحری جہاز کی [illegible] کا معائنہ خود صدر مملکت نے کیا۔ جولائی ۱۹۸۷ء میں جب وزیراعظم محمد خان جونیجو امریکہ کے دورے پر گئے تو وہ خصوصی طور پر ریاست فلوریڈا میں سنٹرل کمانڈ کے کمانڈر جنرل کرسٹ سے ملنے گئے۔ ان کی ملاقات سنٹرل کمانڈ کے ہیڈ کوارٹر سے تھوڑا ہی دور واقع [illegible] میں ہوئی۔ اس ملاقات کے بارے میں جنگ ۹ اپریل (?) میں ارشاد احمد حقانی نے سابق سیکرٹری [illegible] بخش سے سوال کئے تھے۔

معاشی شکنجہ

پاکستان پر اپنی بالادستی قائم رکھنے کے لیے امریکہ کے لئے ضروری تھا کہ وہ پاکستان کو معاشی طور پر اپنا دست نگر رکھے۔ لیکن اس کی ابتداء خود ہمارے حکمرانوں نے کی۔ انہوں نے شروع ہی سے ملک کے بے پناہ وسائل کو بروئے کار لانے، ملک کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے، خود کفیل بننے اور تیسری دنیا کے اپنے ہمسایہ (?) ممالک کے ساتھ تجارتی، فنی اور ثقافتی روابط بڑھانے کے بجائے اپنی حیثیت کا سارا دار و مدار امریکہ اور مغربی ممالک پر رکھا۔ ۱۹۴۹ء میں امریکی صنعت کاری کے ماہرین اور امریکی بینکوں کے وفود نے پاکستان کا دورہ کیا۔ فروری ۱۹۵۰ء میں عالمی ترقیاتی بینک کا ایک وفد پاکستان آیا۔ اگست ۱۹۵۰ء میں حکومت پاکستان نے عالمی بینک سے ۷۵ ملین روپے کا قرضہ حاصل کیا۔ بعد ازاں امریکہ اور پاکستان کے درمیان تکنیکی امداد کے ایک معاہدے پر دستخط ہوئے۔ مارچ ۱۹۵۲ء میں عالمی بینک (جو کہ امریکی امداد کا ایک عالمی ادارہ ہے) نے پاکستان کے لئے ۲۷.۲ ملین ڈالر کی امداد منظور کی۔ امریکہ کے ایماء پر پاکستان میں ایک ادارہ پاکستان انسٹیٹیوٹ آف ڈویلپمنٹ اکنامکس (PIDE) قائم کیا گیا جس میں پاکستانی افسر شاہی کو معاشی میدان میں تربیت دی جانے لگی۔ جو امریکی اقتصادی ماہرین پاکستان میں خدمات انجام دیتے ان کی تنخواہیں لاکھوں میں ہوتی تھیں۔ ۱۹۵۰ء سے ۱۹۶۰ء تک پاکستان میں کئی امریکی معاشی ماہر آئے جن میں مشہور ماہرین ایڈورڈ میسن، گستاو پاپانک اور اسٹیفن لیوس بھی شامل تھے۔ ۱۹۵۶ء کے اختتام تک پاکستان کو دی جانے والی امریکی امداد میں [illegible] امداد کا ۵۷ فیصد تھی۔ ۱۹۵۷ء میں پاکستان کے بجٹ کا ۴۰ فیصد امریکی امداد پر منحصر تھا۔ ۱۹۵۷ء میں پاکستان کے وزیر خزانہ امجد علی نے اس بات کا اعتراف کیا کہ پاکستان کا امریکہ پر معاشی انحصار حد سے تجاوز کر گیا ہے۔ افغانستان اور ایران میں تبدیلی کی وجہ سے پیدا شدہ نئی صورتحال سے نمٹنے کے لیے امریکہ نے پاکستان کو زیادہ امداد دینے کا فیصلہ کیا۔ ۱۹۸۱ء میں امریکہ نے پاکستان کو آئندہ برسوں کے لئے ۳ ارب ۲ کروڑ ڈالر کی امداد منظور کی۔ ۲۳ اپریل ۱۹۸۷ء کو امریکی سینیٹ میں بحث کے بعد سینیٹ کی خارجہ تعلقات کی کمیٹی نے پاکستان کے لئے آئندہ ۶ برسوں کے لئے ۴ ارب ۲ کروڑ ڈالر کی امداد کی منظوری دی۔ لیکن "ایٹم بم" بنانے کے خلاف ۳۰ جولائی ۱۹۸۷ء کو امریکی کانگریس نے پاکستان کی امداد [illegible] تیسری دنیا کے پسماندہ اور غریب ممالک [illegible] نام نہاد امداد اصل میں قرضے ہوتے ہیں [illegible] ممالک کے ذمے ۸۱۵ ارب ڈالر [illegible] ان قرضوں کے عوض جو ممالک [illegible] یہ ممالک معاشی طور پر اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے بجائے امریکہ کے آگے دست سوال دراز کر رہے ہیں۔ اب یہ ممالک اتنے بے بس ہو گئے ہیں کہ امریکی امداد کے بغیر چل نہیں سکتے۔ اب ان قرضوں کی ادائیگی کے لئے بھی مزید قرضے لینے پڑتے ہیں۔ امریکہ نے ان ممالک پر کوئی احسان نہیں کیا [illegible] میں امریکہ ان ملکوں کو اچھی طرح نچوڑتا ہے۔ اور ان کی حالت دن بدن دگرگوں ہوتی جاتی ہے۔ قرضوں کے علاوہ امریکہ ہمارے ملک میں سرمایہ کاری کرتا ہے اس سے وہ اربوں ڈالر منافع کماتا ہے۔ [illegible] سالوں میں پاکستان نے گندم خریدنے [illegible] کی قیمتوں کے [illegible] پالیسی کی وجہ سے [illegible] امریکہ پر انحصار کیا۔ ۱۹۸۰ء میں پاکستان میں غیر ملکی سرمایہ کاری میں مجموعی غیر ملکی سرمایہ کا [illegible] حصہ تھا۔ پاکستان میں سرمایہ کاری کی آڑ میں ملٹی نیشنل کمپنیاں اور امریکی انشورنس کمپنیاں ہمارا استحصال کر رہی ہیں۔ ان کمپنیوں کا پاکستان میں کاروبار آزادی کے پہلے عشرے میں شروع ہوا۔ یہ کمپنیاں پاکستان میں کھاد، کیمیکلز، ادویات، گیس، تیل [illegible] اور انشورنس وغیرہ کا کاروبار کرتی ہیں۔ یہ کمپنیاں پاکستان میں لاکھوں روپے کی سرمایہ کاری کرتی ہیں اور ملک کے غریب عوام سے اربوں روپے منافع کماتی ہیں۔ اس منافع سے پاکستان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ یہ اربوں ڈالر ملک سے باہر بھیجے جاتے ہیں۔ [illegible] صورتحال [illegible] ایک بڑا المیہ ہے کہ جہاں وہ بڑی آسانی کے ساتھ اپنی پسند کی سیاسی و معاشی پالیسیاں نافذ نہیں کر سکے گا۔ اس خطرہ سے بچاؤ کے لئے ضروری ہے کہ پاکستان امریکہ کے ساتھ اپنے خارجی، سیاسی، معاشی اور فوجی تعلقات پر نظرثانی کرے۔

تیسری دنیا کو دی جانے والی امداد
اصل میں قرضہ ہوتا ہے جسے سامراجی ملکوں نے ایڈ کا نام دے رکھا ہے



مسنون اذان و اقامت کے منکرین کے لئے لمحۂ فکریہ

حضورؐ اس وقت حجرہ شریفہ سے باہر نکلتے جب بلال حبشیؓ حی علی الفلاح تک پہنچتے

اقامت کے وقت بیٹھنا اور حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا مسنون اور اس کے خلاف عمل مکروہ اور خلاف سنت ہے کچھ پڑھے لکھے جاہلوں کا یہ کہنا ہے کہ ایسا فعل بدعت اور نئی چیز ہے اس قول کی دو صورتیں ہیں۔ کہنے والے عداوت رسولؐ کی آتش میں جل کر کہہ رہے ہیں یا اندھی تقلید اور جہالت کی تاریکی میں کہہ رہے ہیں مزید طرہ یہ کہ مرکز اسلام عرب میں نہیں اسی لئے ہم نہیں مانتے ایک قاعدہ کلیہ یاد رکھئے کہ کسی اسلامی قانون کا مسلمانوں کے عمل یا مرکز اسلام میں نہ ہونا حق ہونے کی دلیل نہیں اور ہے تو یہ بھی صحیح مانئے کہ عربی نجدی شراب پینے داڑھی منڈانے ناچ گانا سنتے اور دیکھتے ہیں اور فیشن بازی میں امریکی بندروں کے کان کاٹتے ہیں۔ غضب ہائے یہ کہ نجدی حکومت نے جنت البقیع قبرستان اور اصحاب رسولؐ کے مزارات مبارکہ کو سٹرکوں میں تبدیل کر دیا۔ اس لئے جائز ہو جائے گا کہ مرکز اسلام عرب میں ہو رہا ہے ہرگز نہیں حرام اور قطعی حرام ہے بلکہ ذلت اور رسوائی کے جتنے بادل عرب میں برس رہے ہیں اور مٹھی بھر یہودیوں کے ہاتھوں اسیر بنے ہوئے ہیں۔ اسی بدعقیدگی اور بدتمیزی کا نتیجہ ہے۔ بعض احمق کہتے ہیں کہ کبھی ہمارے دیوبندی علماء اقامت کے وقت نہیں بیٹھتے۔ میں کہتا ہوں تمہارے نام نہاد علماء کی عقلیں چھین لی گئی ہیں کیونکہ ان کے نزدیک مشرک لیڈروں کی سمادھیوں پر برہنہ سر جانا قرآن پڑھنا۔ پھول کی چادر ڈالنا مصلحت و سیاست ہے مگر محبوبان خدا کے مزارات طیبہ پر حاضری دینا شرک و بدعت کہتے ہیں کچھ بھولے بھالے کہتے ہیں تبلیغی جماعت کے مولوی اچھے ہیں اگر اقامت کے لئے بیٹھتے نہیں۔ فرض یہ کہ تبلیغی جماعت کو اچھا کہنا بڑا ہے اس لئے کہ کلمہ و نماز کی آڑ میں سامراجیت اور وہابیت کی تبلیغ کرتے ہیں کیا کوئی ثبوت دے سکتا ہے کہ انبیاء کرام اور صحابۂ عظام نے مسلمانوں میں تبلیغ کی ہے۔ ہرگز نہیں تبلیغ ضروری ہوتی ہے۔ مگر بت خانوں میں شراب خانوں میں سینما خانوں میں طوائف خانوں میں چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نمرود اور فرعونی کفار میں تبلیغ فرمائی۔ سورۂ بقرہ تیسرا پارہ دوسرا رکوع اور سورۂ اعراف کا ساتواں رکوع اور سورۃ انبیاء سترھواں پارہ چوتھا رکوع دیکھا جائے۔ کیسے تبلیغ ہو رہی ہے اور کہاں تبلیغ ہو رہی ہے۔ حضور نبی آخر صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار عرب مشرکین مکہ اور خیبر کے یہودیوں میں تبلیغ فرمائی اور حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے آپ ہی کے حکم پر پرتھوی راج کے سر پر آ کر ہندوستان کے کٹر کافروں میں تبلیغ فرما کر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی یاد تازہ فرمائی اور ثابت فرما دیا کہ کافروں مشرکوں کو چھوڑ کر مسلمانوں اور مسجدوں میں تبلیغ کرنا اللہ والوں کا کام نہیں بلکہ سامراجی ایجنٹوں کا کام ہے تو کوئی تبلیغ جلیلہ ہے جو اللہ والوں کی صفت زندہ کر کے شیطنت اور نفسانیت کو مردہ کرے بہرکیف مسجد کے باہر اذان کہنے والی سنت و اقامت کے ٹائم بیٹھنے والی سنت کو لوگوں نے مردہ کر دیا ہے سرکار عربی کا ارشاد ہے جو مردہ اور متروک سنتوں کو زندہ کرے اسے سو شہیدوں کا اجر و ثواب ملتا ہے (مشکوٰۃ شریف جلد اول) لہٰذا آئیے اقامت و اذان کی سنتوں کو زندہ کر کے سو شہیدوں کے اجر و ثواب سے مالا مال ہو کر قلب و نظر بلکہ اپنی قبر و حشر کو زندہ و تابندہ کیجئے اذان و اقامت کے دلائل حقیر کی نگاہ میں تقریباً ایک سو کتب حدیث و فقہ کے روشن صفحات

باقی صفحہ ۳۲ پر

حضرت خواجہ غریب نوازؒ نے کٹر کافروں میں تبلیغ فرما کر یہ ثابت کیا کہ مشرکوں کو چھوڑ کر مسلمانوں میں تبلیغ کرنا اللہ والوں کا کام نہیں

میرواعظ مولوی فاروق کا قاتل کون؟

ان کے قتل کے بعد سری نگر میں جو کچھ ہوا اس نے پوری دنیا میں ہندوستان کا منہ کالا کر دیا

میرواعظ مولانا فاروق کا قتل اور اس کے بعد ان کے سوگواروں کے جلوس پر جس وحشیانہ انداز میں گولی چلائی گئی اس نے پوری دنیا کے ضمیر کو جھنجوڑ کر رکھ دیا، وحشی سے وحشی سماج میں ایسا نہیں ہوتا کہ شہید ہونے والے کی لاش کی بے حرمتی کی جائے اس پر گولیاں چلائی جائیں، امریکی حکومت چین حکومت اسلامی ممالک کی حکومتیں اور یہاں تک کہ جنتادل کے بیباک اور سیکولر لیڈر چندر شیکھر بھی چیخ اٹھے چندر شیکھر نے کہا کہ "میں شروع ہی سے جگ موہن کو گورنر بنانے کیخلاف تھا میری سمجھ میں نہیں آتا کہ سوگواروں کے جلوس پر کس طرح فائرنگ کی جا سکتی ہے۔ حکومت میرواعظ کے کفن پر فائرنگ کی حمایت کس طرح کر سکتی ہے۔" چندر شیکھر نے پارلیمنٹ میں کہا کہ "مولوی فاروق کے جنازہ کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے اس پر پورے ملک کو شرمندہ ہونا چاہیے، سابق وزیر اعظم راجیو گاندھی نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ گورنر جگموہن وادی کشمیر میں وہی سب کچھ کر رہا ہے جو ٹکا خان نے بنگلہ دیش میں کیا تھا۔

ذمہ دار کون؟

میرواعظ مولانا محمد فاروق کا قاتل چاہے جو بھی ہو، ان کے قتل کی ذمہ داری سے حکومت اور انتظامیہ بری الذمہ نہیں ہو سکتے، تین افراد جنہوں نے نگین جھیل پر واقع انکی رہائش گاہ میں گھس کر انہیں بے دردی سے قتل کیا انکا تعلق کس تنظیم یا گروہ سے ہے شاید اس کا پتہ تو کبھی نہ چل سکے کیونکہ

ماضی میں بھی اس طرح کے بڑے بڑے لیڈروں کے اصلی قاتل کبھی پکڑے نہیں گئے مولانا کی جماعت اسلامی سے مخالفت کافی پرانی تھی، مولانا فاروق ایک مذہبی رہنما ہونے کے ناطے مذہب میں کٹرپن کے سخت مخالف تھے ادھر حزب المجاہدین نامی تنظیم بھی جو جماعت اسلامی سے قربت رکھتی ہے، مولانا فاروق سے ناراض تھی، تین ماہ پہلے بھی ان پر قاتلانہ حملہ ہو چکا تھا، دوسری طرف مولانا فاروق سے گورنر جگموہن بھی خوش نہیں تھے، کیونکہ میرواعظ کو جب کبھی موقع ملتا تھا وہ کشمیری مسلمانوں پر جگموہن کے مظالم کے خلاف بہت سختی سے آواز بلند کرتے تھے، گورنر جگموہن نے میرواعظ پر غیر ممالک

> سوگواروں کے جلوس پر
> گولی چلانا، مشین گنوں سے
> ہجوم پر فائرنگ کرنا
> آخر کہاں تک جائز تھا

سے امداد حاصل کرنے کے الزام میں مقدمہ چلانے کی بھی دھمکی دی تھی بہر حال میرواعظ جیسے بیباک اور حق گو انسان کے دشمن ہزاروں ہوتے ہیں حکومت بھی ایسے لوگوں کو ناپسند کرتی ہے اور انتہا پسند بھی کیونکہ وہ دونوں کی خامیوں اور غلطیوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔

میرواعظ پر گولی جس نے بھی چلوائی ہو، حکومت اور گورنر اس سے بری الذمہ نہیں ہو سکتے، میرواعظ کی حفاظت کی ذمہ داری حکومت پر اور خصوصاً گورنر جگموہن پر تھی، جگموہن یہ کہہ کر اپنا دامن بچا رہا ہے کہ میرواعظ نے سیکورٹی لینے سے انکار کر دیا تھا حکومت کا فرض تھا کہ میرواعظ کے مکان کے باہر سادہ کپڑوں میں سیکورٹی رکھی جاتی، نیشنل کانفرنس کے ایم پی شفیع بٹ نے الزام لگایا ہے کہ وادی میں ان کے بار بار درخواست کرنے کے باوجود انہیں کوئی سیکورٹی نہیں دی گئی دراصل وہاں کی حکومت کا رویہ مجرمانہ ہے اور کشمیری عوام و قائدین کیطرف نفرت اور حقارت کا ہے جس کی عکاسی جگموہن کے ان بیانات سے ہوتی ہے جو ہفت روزہ کرنٹ میں شائع ہوئے ہیں ان بیانات سے واضح طور پر ہٹلر اور نازی نسل پرست ذہن سامنے آتا ہے۔

میرواعظ کا قتل تو ایک گناہ تھا ہی اسکے بعد جس بیدردی سے نہتے عورتوں، بچوں اور نوجوانوں پر گولی چلائی گئی جو اپنے مذہبی قائد کا غم منا رہے تھے ماتم کر رہے تھے اس کی مثال پوری دنیا میں نہیں مل سکتی، اس موقع پر جتنے بھی بے گناہ مارے گئے زخمی اور اپاہج ہوئے اس کے لیے پورے طور پر گورنر جگموہن ذمہ دار ہیں عوام کا غم و غصہ فطری تھا اگر وہ اپنے میرواعظ کے جسد خاکی کو اسپتال سے جلوس کی شکل میں میرواعظ منزل کی طرف لے جا رہے تھے تو کون سا گناہ کر رہے تھے عینی شاہدوں کے مطابق نیم فوجی دستوں نے میرواعظ کے تابوت کو چھین کر اپنے قبضہ میں لینے کی کوشش کی جب عوام نے اسے دینے سے انکار کر دیا تو اندھا دھند گولیاں چلائی گئیں، میر

واعظ کا جسد خاکی زمین پر گر گیا میر واعظ کی لاش
کو بھی گولیاں لگیں لیکن عوام نے اپنی جان پر کھیل کر جسد خاکی کو پولیس کے حوالے نہیں کیا۔ کیا گورنر جگموہن کو معلوم نہیں تھا کہ میر واعظ کے قتل کا عوام پر کیا رد عمل ہوگا؟ کیا جگموہن کو معلوم نہیں تھا کہ اس وقت عوام کے جذبات بھڑکے ہوئے ہیں انہیں بھڑکانا مناسب نہیں ہوگا؟ کیا گورنر پولیس اور انتظامیہ کو قابو میں رکھنے کی کوشش نہیں کر سکتے تھے؟ کیا پولیس کو یہ حکم نہیں دیا جا سکتا تھا کہ چاہے کتنی بھی اشتعال انگیزی ہو وہ جوابی کارروائی نہیں کریں؟ حکومت کا کہنا ہے کہ سوگواروں کے ہجوم نے ان پر گولی چلائی تھی اس لئے گولی کا جواب گولی سے دینا پڑا، اگر اسے سچ مان بھی لیا جائے تو بھی اندھا دھند گولیاں چلانا اور مشین گن سے ہجوم پر فائرنگ کرنا کہاں تک جائز تھا؟ اسوقت ہجوم کی فائرنگ سے آخر کتنے بی ایس ایف کے جوان یا افسر مارے گئے یا زخمی ہوئے کہ جس کے جواب میں انہیں درجنوں افراد کو موت کے گھاٹ اتارنا پڑا؟ اگر ہم ہندوستان کو ایک سیکولر جمہوری اور مہذب ملک کہتے ہیں تو ہمیں فوراً ان سوالوں کے جواب ڈھونڈنے ہوں گے، اگر ہم ہندوستان میں قانون کی حکمرانی کا یقین کرتے ہیں اور کشمیر کو ہندوستان کا ناقابل تقسیم حصہ مانتے ہیں تو ہمیں ان لوگوں کو سزا دینی ہوگی جنہوں نے اس بربریت کا ارتکاب کیا۔ ورنہ ہم دنیا کو منہ دکھانے کے لائق نہیں رہیں گے، ورنہ ہم ہندوستان کو مہاتما بدھ اور مہاتما گاندھی کا ہندوستان نہیں کہہ سکیں گے۔ اگر ہم فوری طور پر میر واعظ کے قاتلوں کو گرفتار نہیں کر سکتے تو ہم ان سوگواروں کے قاتلوں کو تو گرفتار کر سکتے ہیں جنہوں نے پوری دنیا میں بھارت ماتا کو شرمندہ کیا ہے جنہوں نے ہندوستان کے منہ پر کالک پوتی ہے اس جلوس پر کی گئی فائرنگ کی فوراً سپریم کورٹ میں جج سے انکوائری کرائی جائے اور یہ رپورٹ ایک ماہ کے اندر شائع کی جائے اس موقع پر مرنے والے تمام افراد کو اسی طرح ایک ایک لاکھ روپیہ معاوضہ دیا جائے جس طرح ملک کے دوسرے حصوں میں پولیس کی ناجائز فائرنگ سے مرنے والوں کو دیا جاتا ہے اگر ہم کشمیر کو ہندوستان کا حصہ سمجھتے ہیں تو ہمیں کشمیری عوام سے وہی سلوک کرنا ہوگا، انہیں وہی انصاف دینا ہوگا جو ہم ملک کے بقیہ حصوں کے لوگوں کو دیتے ہیں۔

گورنر جگموہن کو تو کشمیر ـــــ جانا ہی نہیں چاہیے تھا، اب اسے واپس بلا بھی لیا جائے تو بھی جو نقصان ملک کو اور کشمیر کو پہنچنا تھا پہنچ چکا، پھر بھی ہر وہ سیکنڈ جو جگموہن سری نگر میں گزار رہا ہے وادی کو ہندوستان سے دور کر رہا ہے۔ ہمیں اگر وادی کو اپنے ساتھ رکھنا ہے تو ہمیں جگموہن کو ہٹا کر وادی میں ان کے پورے دور کی انکوائری کرنی ہوگی اور اگر ان کا رویہ ویسا ہی قرار واقعی ہے جیسا کہ ان کے کرنٹ کے بیانات سے ظاہر ہوتا ہے تو پھر ملک کے قانون کے مطابق انہیں اسکی سزا ملنی چاہیئے۔

کشمیر ہندوستان کا حصہ ہے اور رہے گا۔ مگر ہمیں صرف پہاڑ اور پتھر نہیں چاہئیں ہمیں اگر کشمیری عوام کا دل چاہیئے جو ۱۹۴۷ء میں انہوں نے ہمیں دیا تھا تو ہمیں ان سے معافی مانگنی ہوگی، ان تمام غلطیوں کی اور گناہوں کی جو پچھلے ۴۲ برس میں اور خصوصاً پچھلے چار ماہ میں ہم نے کئے۔ ہمیں ان غلطیوں کا کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ تب ہی ہم کشمیر کو واقعی دل و جان سے ہندوستان کا حصہ بنا سکیں گے ہمیں دل سے کشمیر کو ہندوستان کے ماتھے کا تاج ماننا ہوگا۔ انہیں ان کی جائز حیثیت دینی ہوگی، ورنہ تاریخ ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گی (بشکریہ "ہفت روزہ نئی دنیا" دہلی)

بقیہ: اداریہ

مستقل رہائش اختیار کرے جو پیشہ اختیار کرنا چاہے کرے اب اگر سندھ میں بھارت سے آئے ہوئے لوگوں کو شہریت مل چکی ہے اور انہوں نے کسی بھی جگہ مستقل رہائش اختیار کر لی ہے تو وہ مہمان نہیں رہے بلکہ اور میزبانوں کی طرح وہ بھی میزبان ہو گئے پھر یہ کہ زمین یا جائداد لوگ قیمتاً خرید کر حاصل کر کے اس کے مالک بن جاتے ہیں اور جسطرح چاہتے ہیں اس پر تصرف کرتے ہیں یہ منطق سمجھ میں نہیں آتی کہ بیالیس سال بعد بھی مہمان، مہمان ہی رہتا ہے تو پھر پلیجو صاحب کو وقت کا تعین بھی کرنا پڑے گا اسلئے کہ سندھ کی زمین جب سے سندھ کہلانے لگی اسوقت کے لوگ اور ان کے خاندان تو غالباً اب موجود ہی نہیں ہوں گے۔ اکثریت سندھ میں باہر سے آئے ہوئے لوگوں کی ہے جو یہیں رچ بس گئے ہیں، محمد بن قاسم کے وقت جو مسلمان یہاں آئے ان کے متعلق پلیجو صاحب کا کیا خیال ہے۔ اس سے پہلے تو سارا سندھ راجہ داہر کی ملکیت نہیں تھا؟ پھر دوسرے لوگ کیسے اس زمین کے مالک بن گئے، تھوڑا بہت اگر ہم وسعت نظری سے کام لیں تو بہت سے مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے اس قسم کے خیالات تفرقہ اور دوری تو پیدا کر سکتے ہیں، محبت اور یگانگت کو جنم نہیں دے سکتے قومی اور بین الاقوامی قانون کے مطابق بھی پلیجو صاحب کی مالک اور غیر ملک کی تعریف غیر منطقی ہے اور اسلامی نقطۂ نظر کے مطابق تو جاہلانہ ہے مسلمان کے لئے ہر وہ جگہ جہاں خدا کی عملداری ہے اسکی جگہ ہے اور کوئی جگہ خدا کی عملداری سے خالی نہیں سو

ہر ملک ملکِ ماست کہ ملکِ خدائے است

پھر یہ کہ سندھ میں جو زمین یا مکان ہندوستان سے آئے ہوئے لوگوں کو ملا ہے ان کے مالکان ہندو تھے جو تقسیم کے بعد بھارت چلے گئے ظاہر بات ہے جو مسلمان اپنا مکان اور اپنی جائداد بھارت میں چھوڑ کر آئے ہیں انہی کو ہندوؤں کی چھوڑی ہوئی جائداد ملی تھی اس پر پلیجو صاحب کا واویلا کچھ عجب سا معلوم ہوتا ہے، کیا سندھ کے مسلمانوں نے پاکستان کا ساتھ اسلئے دیا تھا کہ وہ ہندوؤں کی جائداد پر قبضہ کر لیں گے بھارت سے آئے ہوئے مسلمان تو یہ بدگمانی پہلے سے بسے ہوئے سندھی مسلمانوں کیلئے کر نہیں سکتے، ہاں پلیجو صاحب کی اس نئی منطق سے ذہن میں ایسا ہی تصور ابھرتا ہے۔ کاش ہم سب کو عقل و ہوش کا ناخن لینے کی توفیق ہو، دراصل یہ سارا شاخسانہ نسلی، لسانی اور علاقائی گروہوں کی ریشہ دوانیوں کا ہے، ایم کیو ایم، جیے سندھ، پی پی آئی جیسی تنظیمیں اپنی کارکردگیوں پر غور کریں اور سوچیں کہ وہ کس کا کھیل کھیل رہے ہیں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

پیر طریقت قاری ممتاز رحمانیؒ کے انتقال پر ملال پر "احوال" بھی مغموم ہے۔ اس پر فتن اور پر آشوب دور میں قاری صاحب کا انتقال ملک و قوم کے لئے ایک عظیم سانحہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے متوسلین اور متعلقین کو اس بار گراں کو برداشت کرنے کی قوت عطا فرمائے اور ان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

قاری ممتاز رحمانیؒ کے درجات میں بلندی عطا فرمائے۔

(آمین ثم آمین)

اکرام الحق قریشی

وزیراعظم کے خلاف دوسری تحریک عدم اعتماد کی کوششیں

بھارت کی خفیہ ایجنسی "را" نے کراچی اور حیدرآباد میں لہو کی ندیاں بہانے کے بعد اسلام آباد کا رخ کر لیا ہے اور معتبر ذرائع کے مطابق راجستھان سیکٹر کے اس پار واقع "را" کے ہیڈ کوارٹر سے سندھ میں موجود تخریب کاروں کو ضروری معلومات فراہم کرنے کے بعد اسلام آباد روانہ کر دیا گیا تاکہ جون کے وسط میں ملک کے پرامن ترین شہر اسلام آباد کو بھی کراچی اور حیدرآباد کے ہم پلہ بنایا جائے۔ اس سلسلے میں "را" نے افغان ایجنسی "خاد" کا بھی تعاون حاصل کر لیا ہے۔ اب تک کی اطلاعات کے مطابق "را" اور "خاد" نے اسلام آباد میں اپنے رابطوں کو استوار کرنے کا کام شروع کر دیا ہے اور بیشتر تخریب کاروں کی سرگرمیوں کا مرکز اسلام آباد میں واقع سیکٹر 9-G کراچی کمپنی بتایا جاتا ہے جہاں پانچ ہزار سے زائد افغان مہاجرین رہائش پذیر ہیں بلکہ بعض آبادیوں کے سبھی مکین افغان مہاجر ہیں۔ جنہوں نے یہاں جائیدادیں خرید کر بہت سے دھندے شروع کر رکھے ہیں۔ ادھر ایک معتبر ذرائع نے اس بات کی بھی تصدیق کی ہے کہ سندھ سے آنے والے بااثر دہشت گردوں کے اہم ایم این اے ہوسٹل تک اپنا اثر و رسوخ رکھتے ہیں۔ اور ان کے یہاں کے بعض مکینوں کی مکمل سرپرستی و تعاون حاصل ہے غالباً یہی وجہ ہے کہ پاکستان کی تحقیقاتی ایجنسیوں نے "را" اور "خاد" کے مذموم آپریشن کو ناکام بنانے کے لیے جہاں دیگر بہت سے حفاظتی انتظامات کیے ہیں۔ وہاں انہوں نے ایم این اے ہوسٹل میں آنے جانے والے مہمانوں پر بھی کڑی نظر رکھنا شروع کر دی ہے اور متعلقہ افراد اراکین اسمبلی سے شب کے پچھلے پہر ملنے والوں پر نگاہ رکھے ہوئے ہیں۔ کیونکہ اس سے قبل راولپنڈی کے قریب واقع ایوب نیشنل پارک کا واقعہ آج بھی ریستورانوں میں موضوع بحث چل رہا ہے کہ پارک میں جب ایک پاکستانی تحقیقاتی ادارے نے چھاپہ مارا تو وہاں پر موجود افراد میں ایک کا تعلق بھارتی انٹیلی جنس سے تھا تو باقی دو میں سے ایک وفاقی وزیر کے عہدے پر بھی فائز تھے اور ان کا تعلق بھی سندھ سے بتایا گیا۔ علاوہ ازیں اسلام آباد میں خوبرو غیر ملکی دوشیزائیں بھی حرکت میں آچکی ہیں جبکہ دوسری جانب اسلامی مملکت پاکستان کے دو بڑے شہر کراچی اور حیدرآباد جل رہے ہیں۔ دونوں شہروں میں روزانہ مرنے والوں کی تعداد دو سو کے لگ بھگ بنتی چلی جا رہی ہے مگر ہمارے ہاں ارباب سیاست ایک دوسرے کو بولڈ کرنے میں مصروف ہیں۔ مرکز پنجاب کی بے اصولی جنگ

> نئے اور پرانے سندھیوں کا کیمپوں میں منتقل ہونا ایم۔کیو۔ایم کی عالمی غنڈہ گردی کی دلیل ہے؟

عرصہ ڈیڑھ برس سے جاری تھی کہ اب خود ساختہ مرد اول سردار عبدالقیوم خان بھی خم ٹھونک کر اسلام آباد کے مقابل میں نکل پڑے ہیں۔ انہیں مظفرآباد کا اقتدار ہاتھوں سے سرکتا دکھائی دے رہا ہے تبھی انہوں نے مرکز سے محاذ آرائی شروع کرتے ہوئے کچھ اس طرح سے اسلام آباد کو بلیک میل کرنے کی کوشش کی کہ "آزاد کشمیر کے موجودہ حالات میں آزاد خطے کو فوج کے سپرد کر دیا جانا چاہیے"! یہ تجویز کسی ریٹائرڈ فوجی کی نہیں بلکہ آمر مطلق جنرل ضیاء الحق مرحوم کے مرشد سردار عبدالقیوم خان کی ہے جنہوں نے ہمیشہ اسلام کے نام پر قوم کو بے وقوف بنانے کی کوشش کی مگر اس مرتبہ آزاد کشمیر کے لوگوں نے اسلام کے حوالے سے استعمالی ٹولے کو بدترین شکست سے دوچار کر دیا اور پورے آزاد کشمیر کی اٹھائیس میں سے صرف چھ نشستیں مرد اول کی جماعت کے حصے میں آئیں جبکہ بقیہ نشستیں انہیں نواز شریف نے روایتی ہتھکنڈے استعمال کر کے انہیں طشتری میں رکھ کر پیش کر دیں اسی طرح اپوزیشن نے بیگم سیدہ عابدہ حسین کے ذریعے پیپلز پارٹی کے خلاف ایک اور محاذ کھول رکھا ہے جس کے تحت محترمہ سیدہ عابدہ حسین، مخدوم خلیق الزمان اور اپوزیشن کے مابین رابطے کا فریضہ سرانجام دے رہی ہیں۔ اپوزیشن کی کوشش ہے کہ اگر مخدوم ان سے کومیٹڈ ہو جائیں تو وہ وزیراعظم کے خلاف دوسری عدم اعتماد کی تحریک میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

ملک کی دگرگوں بلکہ تشویشناک ترین سیاسی صورتحال کا اگر بغور جائزہ لیا جائے تو یہ بات کھل کے سامنے آجاتی ہے کہ ہمارے سیاسی اکابرین ملک کی بجائے اپنی ذات کو مقدم جانتے ہوئے ہیں اور قوم جس نے حسین سپنوں اور دلکش وعدوں میں آکر آئی جے آئی اور پیپلز پارٹی کو انتخابی میدان میں فتح سے ہمکنار کیا تھا۔ وہ آج ملک کے اندرونی عدم استحکام پر نوحہ کناں ہیں مگر کوئی درد دل ملک کی سالمیت کے لیے ذاتی اغراض و مقاصد سے کنارہ کش ہونے کو تیار نہیں۔ مقبوضہ کشمیر میں آگ کا سیلاب ہماری سرحدوں کو چھو رہا ہے۔ کراچی، اور حیدرآباد سمیت پورا سندھ بدترین دہشت گردی کی زد میں ہے مگر سیاسی قوتیں امن و امان کی بحالی کے لیے "فوجی آمد" کی خبر کے لیے بے تاب ہیں، حالانکہ سندھ میں امن کا قیام اب فوج کے ذریعوں سے ممکن نہیں رہا۔ گورنر راج یا عارضی مارشل لاء سندھ کے مسائل کا حل نہیں بلکہ سندھ کا مسئلہ خالصتاً سیاسی ہے

یہ سمجھا گیا ہو وہاں ایم کیو ایم دوسری انتقامات کرکے ہو کا ووٹ بنا سکتا ہے۔ حیدرآباد، کراچی کے نمائندے کو گزشتہ قومی اسمبلی کے رواں اجلاس میں جہاں سے انتخاب لڑا مگر خود حق پرست گروپ کے والے ایک بار بھی پیش کرنے میں ناکام رہے اور ملک کے عوام کو ان کراچی کے مسئلہ پر اپنے سوالات ہو۔ حمایت کراچی سے تعلق رکھنے والے رکن قومی اسمبلی عبدالرحیم جو حکومت سے الگ ہو چکے ہیں نے کو بتایا کہ جماعت اسلامی کے کارکنوں کے خلاف کارروائی ہو چکی ہیں۔ عبدالرحیم جو حکومت کے کہا کہ مشرقی پنجاب سے آنے والے مہاجرین پنجاب میں آباد ہو کر پنجابی ہو گئے۔ مگر یوپی، سی پی سے کراچی آنے والے "مہاجر" بن بیٹھے حالانکہ مشرقی پنجاب سے آنے والے جو کہ سے ہی محروم تھے انہوں نے استفسار کیا کہ پنجاب میں آباد مہاجرین نے کبھی تنظیمیں قائم کیں جبکہ ایم کیو ایم کے لئے بھارت میں کوئی جگہ نہیں۔ البتہ سندر موجود ہے کہ ایوب خان کے زمانے میں کراچی میں ہنگامے ہوئے مگر اس وقت وہاں کی قیادت جمعیت علماء پاکستان اور جماعت اسلامی کے ہاتھوں میں تھی اور معاملات طے کر لئے گئے مگر اس مرتبہ کراچی کی قیادت ڈنڈا گنڈہ والے مداری کے ہاتھ میں ہے جنہوں نے ہنگامہ اور بچاؤ کا نعرہ لگا کر پیچھے چھوڑ دیے انہوں نے کہا کہ ریڈیو، ٹی وی اور جھنڈیاں فروخت کر کے اسلحہ کی خریداری کی گئی۔ مگر ایم کیو ایم نے اسلحہ کے زور پر بھتہ خوری، پنجابیوں پر چڑھائی کی اور اب اس کا شکار سندھیوں کا قتل عام ہے۔ سندھ میں پرانے اور نئے سندھیوں کا جھگڑوں میں مشتعل ہونا ایم کیو ایم کی عالمی غنڈہ گردی کی ایک واضح دلیل ہے۔

سرحد کے رکن اسمبلی سید قربان علی شاہ نے کراچی کے تمام حالات کی ذمہ داری ایم کیو ایم پر عائد کرتے ہوئے اسے مسلم قاتل موومنٹ قرار دیا اور کہا کہ لاکھوں لوگ اس ٹولے میں تربیت یافتہ تخریب کار شامل ہیں۔ انہوں نے کہا کہ عبدالرحیم کی بے حرمتی کے الزام میں غلام سید کو گرفتار کر لیا گیا مگر مزار قائد پر قومی پرچم کو نذر آتش کرنے والے آج سندھ میں قتل و غارت گری کا سبب بن رہا ہے۔ انہوں نے الطاف حسین کو گرفتار کرنے پر زور دیا انہوں نے خبردار کیا کہ سندھی خود کو اقلیت نہیں بننے دیں گے۔ بلوچستان کے منظور گچکی نے کہا کہ آئی جے آئی اور پیپلز پارٹی مہاجر قوم کو اپنے مفاد میں استعمال کر رہی ہیں میاں نواز شریف جو دہشت گردوں کے سرغنہ ایم کیو ایم کے آگے پیچھے چلے جا رہے ہیں تو پیپلز پارٹی شہیدوں کے خوف سے مہاجروں کے خلاف برسر پیکار ہے۔

●●

پشاور

رشید یوسف زئی

قبائلی علاقہ میں فوجی افسروں کا اغوا

صوبہ سرحد کے حالات نے تمام محب وطن لوگوں کو پریشان کر رکھا ہے لیکن بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو ان حالات کا فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں اور معصوم انسانی جانوں کے قتل عام پر اپنی سیاست کی دکان چمکانا چاہتے ہیں اطلاعات ہیں بعض ایسے بیرونی سازشی گروپ ہیں جو ملک کے دوسرے حصوں میں بدامنی پیدا کر کے حکومت اور قوم کو بے یقینی میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں اس کی زندہ وجہ یہ ہے حکومت کا بھی انتظامی مشینری پر کنٹرول بہت کم ہے اور حکومتی افراد محض لوٹ مار کی وارداتوں میں مصروف ہیں۔ جبکہ حکومتی افراد کی کاروائیوں کی وجہ بھی اطلاع ہے ہیں صوبہ سرحد کے گورنر نے اپنے ایک دعوتی کی [illegible] بھی حجرہ جوان کے صاحبزادے بھی ہیں کی دعوت ولیمہ کے سلسلہ میں گورنر ہاؤس میں ایک تقریب منعقد کی جس میں لاکھوں روپے خرچ کر کے ہزاروں افراد کو بلایا گیا۔ صدر مملکت وزیر اعظم، بلوچستان اور سندھ کے وزرائے اعلیٰ، پنجاب اور سندھ کے گورنر، آزاد کشمیر کے وزیر اعظم، وفاقی وزراء ارکان پارلیمنٹ، وفاقی اور صوبائی کابینہ کے ارکان اس دعوت ولیمہ میں بلائے گئے گورنر ہاؤس میں پہنچ کر شاہ خرچی کی گئی اور لوگوں کو سادگی کی دعوت [illegible] جاتا ہے اور شادی بیاہ کے بارے میں آرڈیننس کی بھی یہ کھلم کھلا خلاف ورزی تھی قانون بنانے والے اور نافذ کرنے والے سب یہاں موجود تھے لیکن اس ملک میں غریبوں اور امیروں کے لئے قانون علیحدہ علیحدہ قوانین ہیں اس نے امیروں کو کوئی پوچھنے والا نہیں پھر شادی بیاہ کے اس قسم کے انتظام کے لئے گورنر ہاؤس کو استعمال کرنا بھی اختیارات کا ناجائز استعمال ہی کہا جا سکتا ہے لیکن ان تمام باتوں سے قطع نظر قبائلی علاقوں میں امن و امان کے حالات روز بروز خراب ہوتے جا رہے ہیں یہاں تک کہ گزشتہ دنوں ملاکنڈ قبائلی علاقہ میں دو فوجی افسر اغوا کئے گئے اور [illegible] پولیٹیکل انتظامیہ انہیں [illegible] نہ کر سکی جس کے بعد ملیشیا کو آپریشن کر کے انہیں برآمد کرانا پڑا۔

موجودہ گورنر کے دور میں درہ آدم خیل میں بچوں کو اغوا کرنے والے ایک بدمعاش کو پکڑنے کے لئے آپریشن کیا گیا لیکن پولیٹیکل حکام نے مطلوب بدمعاش رضوان کو پہلے اطلاع دے دی تھی لہٰذا وہ فرار ہو گیا اور بعد میں خیبر ایجنسی سے برآمد ہوا اور اب باجوڑ ایجنسی میں آپریشن کلین اپ شروع کیا گیا جہاں سالارزئی قبیلے کے افراد نے اپنے مطالبات کے حق میں سڑکوں کو بند کر دیا تھا سڑکیں بند کرنے کے بعد قبائلیوں کا ایک تین رکنی وفد پولیٹیکل حکام سے ملاقات کر کے انہیں اپنے مطالبات سے آگاہ کیا لیکن اسسٹنٹ پولیٹیکل ایجنٹ نے ان کے مطالبات سننے سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ بے شک سڑک بند رہے [illegible] ان مطالبات پر بات نہیں ہو سکتی اس کے بعد دیگر

قبائلی علاقوں کا ایک جرگہ باجوڑ پہنچا اور اس نے سالارزئی قبیلے کے افراد سے بات چیت شروع کی۔

مسجد میں ابھی یہ بات چیت جاری تھی کہ ملیشیا نے اردگرد کے پہاڑوں پر پوزیشن سنبھال لیں جس پر دیگر قبائلی علاقوں سے آنے والے افراد کو دکھ پہنچا کہ بات چیت جاری ہے اور ملیشیا نے محاصرہ کیوں کیا ہے وہ بات چیت کے لئے پولیٹیکل حکام کے پاس گئے تو اس دوران پیچھے کسی قبائلی نے ملیشیا پر گولی چلا دی جس کے جواب میں ملیشیا نے پانچ قبائلیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور پانچ زخمی کر دیئے اور یوں باقاعدہ آپریشن شروع کرنے کا بہانہ بھی پولیٹیکل حکام کے ہاتھ آ گیا سالارزئی قبیلہ کے افراد مطالبہ کر رہے تھے کہ باجوڑ ایجنسی کو دوبارہ مالاکنڈ کے بجائے پشاور ڈویژن کے ساتھ منسلک کیا جائے لکڑی کے پرمٹ کی سہولت اور دیگر مراعات بحال کی جائیں۔

ایجنسی میں امن وامان کی حالت بہتر بنائی جائے کیونکہ موجودہ دور میں امن وامان کی حالت اتنی خراب ہو گئی ہے کہ ایجنسی کے لئے کوئی گاڑی والا کمائے پر آنے کو تیار نہیں ہوتا یہ ایسے مطالبات تھے جن پر بات ہو سکتی تھی لیکن چوروں کی طرف اپنے ہی عوام پر کارروائی کرنا غالباً پاکستانی حکمرانوں کا معمول بن گیا ہے انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے باجوڑ ایجنسی کے قبائلیوں کے ایک وفد نے بتایا کہ رات کو تین بجے ملیشیا کے افراد ایک گاؤں میں جاتے اور لوگوں کو گھروں سے باہر نکال کر راتوں رات مکان تباہ کر دیتے وہ لوگ عورتوں اور بچوں کو تنگ کرتے اور عورتیں اور بچے ان کی منت سماجت کرتے تو اس کی پرواہ نہ کرتے۔ کسی ایک شخص کی سزا اس کے بیوی بچوں اور پورے گاؤں کو دینے کی کیا ضرورت ہے اسلام میں یا دنیا کے کسی قانون میں اس کی اجازت نہیں ہے لیکن کوئی پوچھنے والا نہیں ہے اس کارروائی میں ۲۰۰ کے قریب مکان اور دکانیں گرائی گئیں ۱۸۰ افراد کو گرفتار کیا گیا اور اور لوگوں کو جو تنگ کیا گیا اس کا کوئی حساب کتاب نہیں۔ قومی انگریزی اخبار فرنٹیئر پوسٹ نے لکھا ہے کہ ماضی میں حکام درہ اور خیبر کے آپریشنوں میں ناکام رہے ہیں۔

اس صورت حال میں عوام حکومت سے پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ جب قبائلی علاقوں میں امن وامان کی صورت حال خراب ہے تو گورنر نتھیا گلی میں جو کہ صوبہ کا گرمائی دارالحکومت ہے قیام کر کے صوبہ کی کون سی خدمت کر رہے ہیں۔

گوجرانوالہ

ابو یاسر اظہر فاروقی

موت العالم موت العالم

علامہ مفتی مختار احمد نعیمی اشرفی قادری رحلت فرما گئے

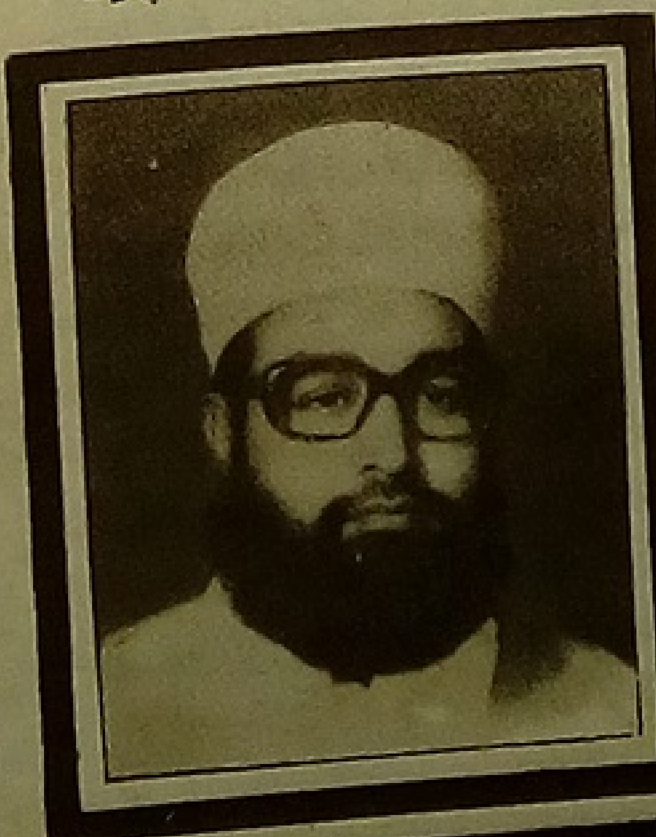
جمعیت علمائے پاکستان کے ممتاز راہنما مجاہد تحریک نظام مصطفےٰ، تحریک ختم نبوت کے ہیرو نامور عالم دین، بے مثل خطیب نڈر و بے باک لیڈر، ممتاز صحافی جماعت اہل سنت پاکستان کے سابق مرکزی صدر و سیکرٹری جنرل جانشین حکیم الامت حضرت علامہ مفتی محمد مختار احمد نعیمی اشرفی قادری ۱۲ مئی بروز پیر بوقت نماز مغرب میو اسپتال لاہور میں طویل علالت کے بعد انتقال فرما گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

حالات زندگی:

حضرت مفتی مختار احمد نعیمی رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۳۸ء کو یوپی کے علاقہ قصبہ اوجھانی میں ایک مذہبی گھرانے میں پیدا ہوئے آپ مفسر قرآن صاحب تفسیر نعیمی، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے فرزند ارجمند اور خلیفہ مجاز تھے آپ کے دادا کا نام محمد یار خان رحمۃ اللہ تھا جو کہ پٹھان قبیلے سے تعلق رکھتے تھے اور ایک درویش منش انسان تھے جنہوں نے اپنی ساری زندگی حضرت خواجہ فرید رح کے اس شعر کے مطابق گذار دی کہ

اٹھ جاگ فریدا سُتیا تے کوڑی جھاڑو دے مسیت
توں سُتا رب جاگدا تیری ڈاڈھے نال پریت



آپ نے تمام عمر ایک مسجد میں ہی گذار دی اور ہمیشہ مسجد کی خاکروبی کو ہی ذریعہ نجات سمجھا آپ ایک صوفی قسم کے انسان تھے آپ نے اولاد پر بھی خصوصی توجہ فرمائی۔ حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی اسم گرامی سے کون واقف نہیں ہے آپ کا شماران چند ہستیوں میں سے ہوتا ہے جنہوں نے تمام زندگی دین اسلام کے احیاء، ترویج واشاعت اور عشق رسول ﷺ کے موتی بکھیرتے ہوئے گذاری، تفسیر نعیمی مراۃ شرح مشکوٰۃ، جاءالحق اور اسلامی زندگی وغیرہ جیسی شہرہ آفاق کتب تصنیف فرما کر حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے دینی اور مذہبی حلقوں میں نمایاں اور منفرد مقام حاصل کیا۔

حضرت مفتی مختار احمد نعیمی کی خداداد صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے حکیم الامت رح نے انہیں اپنی حیات میں ہی اپنا جانشین مقرر فرما دیا تھا۔

مجاہد تحریک نظام مصطفےٰ مفتی مختار احمد نعیمی رح نے دینی و دنیاوی تمام علوم اپنے والد محترم مفسر قرآن حکیم الامت

[illegible]

کو خیر باد کہہ کر مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کی خاطر جمعیت علمائے پاکستان میں عملی طور پر شامل ہو گئے تھے اور جمعیت علمائے پاکستان کے کونسل میں آپ جمعیت کے مرکزی نائب صدر منتخب ہوئے۔

۱۹۷۷ء میں ... تحریک کا آغاز ہوا تو تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کی تاریخ میں ... کہ جب ... میں حضرت قبلہ مفتی مختار احمد نعیمی ... سے گولیاں برسائیں ... آپ شدید زخمی ہوئے بلکہ یہ کہا جائے تو بہتر ہوگا کہ آپ نے اپنے خون سے تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کی آبیاری کی۔

جنرل ضیاء الحق کے دور میں جب تحریک ختم نبوت چلی تو حضرت قبلہ مفتی صاحبؒ نے مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے مرکزی سیکرٹری جنرل کی حیثیت سے بریلوی مکتب فکر کی نمائندگی کرتے ہوئے حکومت پر اس تحریک کا دباؤ ڈالا کہ بالآخر حکومت نے گھٹنے ٹیک کر ... آرڈیننس نافذ

پر خوشی ہوتی ہے۔ اگرچہ مرحوم کے حضرت قبلہ مفتی صاحب سے دیرینہ قریبی تعلقات تھے مگر رمضان المبارک کے بعد میری جو گجرات میں حضرت مفتی مختار احمد نعیمی اشرفی قادری سے آخری ملاقات ہوئی اس میں مجھ سے فرمانے لگے کہ جمعیت کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جب میں نے اپنا نظریہ پیش کیا تو فرمانے لگے الحمدللہ جو آپ کے نظریات ہیں ہمارا کوئی بھی نہیں ... ہے فرمانے لگے ہم نے پہلے بھی حق کا ساتھ دیا ہے اور اب بھی ہم علامہ شاہ احمد نورانی ہی کو اپنا قائد اور رہنما مانتے ہیں۔ مجھے فرمانے لگے کہ اس مرتبہ علامہ نورانی میاں تشریف لائے تو آپ دیکھیں گے کہ گجرات میں ہم عظیم قائد کا کیسا عظیم الشان استقبال کرتے ہیں۔ مجھے کہنے لگے کہ میں آپ کے مضامین اور خبریں اکثر پڑھتا رہتا ہوں اور مجھے پڑھ کر خوشی ہوتی ہے کہ آپ کا قلم جمعیت علمائے پاکستان کے پروگرام کو آگے بڑھانے کے لئے متحرک



مفتی مختار احمد نعیمی کی نماز جنازہ اور رسم سوئم کے مناظر۔

[illegible] کی تعمیر و ترقی میں بھی آپ کی خدمات نمایاں ہیں ... [illegible] ... کی رہنمائی فرماتے تھے۔ [illegible]

اسی دوران آپ جماعت اہل سنت پاکستان کے مرکزی سیکرٹری جنرل منتخب ہوئے پھر آپ مرکزی سینئر نائب صدر چنے گئے اور غزالی دوراں رازی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی امام اہلسنت قدس سرہٗ کی وفات حسرت آیات کے بعد حضرت قبلہ مفتی محمد مختار احمد نعیمی جماعت اہل سنت پاکستان کے مرکزی قائم مقام صدر ہو گئے آپ نے جماعت اہل سنت پاکستان کو نامساعد حالات سے جس طرح جمود سے نکالا یہ حضرت قبلہ مفتی صاحب کا ہی خاصہ ہے کہ غزالی دوراں امام اہلسنت علامہ کاظمی رح کی بیماری کے دوران آپ نے صدر اور جنرل سیکرٹری دونوں عہدوں پر نہایت جواں مردی، ہمت، محنت اور لگن سے کام کیا۔

سیاسی طور پر جیسا کہ میں قبل ازیں ذکر کر چکا ہوں آپ جمعیت علمائے پاکستان سے وابستہ تھے اور آخری وقت تک قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی کی قیادت

میں رہے۔ گفتگو کے دوران ہی میرے قریبی دوست مولانا نصیر احمد اویسی نے حضرت قبلہ مفتی صاحب کو گوجرانوالہ آنے کے لئے عرض کیا تو میری طرف اشارہ کر کے فرمانے لگے کہ ان کے لئے تو میری جان بھی حاضر ہے۔ حضرت قبلہ مفتی صاحب کے وہ الفاظ آج بھی مجھے سنائی دیتے ہیں مگر افسوس کہ مجھے کیا معلوم تھا کہ حضرت سے میری یہ آخری ملاقات ہے۔ سه

لحد میں رخ شاہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سونی تھی چراغ لے کے چلے

حضرت قبلہ مفتی مختار احمد نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ اور رسم سوئم میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ اور تعزیتی پیغامات بھیجنے والوں میں علامہ شاہ احمد نورانی، جنرل کے ایم اظہر، پیر نصیر شاہ فرید الحق، صاحبزادہ سید محمد محفوظ مشہدی، پیر روح الحسین آف دیول شریف

باقی صفحہ ۵۰ پر

جاوید نورانی

دیہی آبادیوں میں ڈاکوؤں کی دہشت گردی

مختلف شواہد اس وقت دہشت گردی کا ذمہ دار "جئے سندھ" کو ٹھہراتے ہیں

سندھ میں حکومت کی سب سے بڑی شاہ خرچی محکمۂ پولیس ہے

لسانی بنیادوں پر منقسم صوبہ سندھ جہاں برسرِاقتدار آنے والوں کی سب ٹھیک ہے کی گردان غلط حکمت عملیوں اور بھارتی خفیہ تنظیم "را" کی ریشہ دوانیوں کے نتیجے میں لمحہ لمحہ لہو کی بارش، گولیوں کی تڑتڑاہٹ اور چیخ و پکار کی لرزہ بر اندام موسیقی کا انتظار رہتا ہے اور ہر شخص "زندگی نام ہے مر مر کے جیے جانے کا" کی عملی تصویر بنا بیٹھا ہے جہاں بدلتے ہوئے موسم بے معنی ہو کر صرف اور صرف خوف و دہشت کے موسم کا روپ اختیار کر چکے ہیں۔

ایسے میں ضلع حیدرآباد کے مشرق میں واقع بین الاقوامی شہرت کے حامل خوبصورت شہر ٹنڈوجام جہاں کے شہریوں نے پورے صوبے میں لسانیت علاقائیت اور دہشت گردی کی طغیانی لہروں کے باوجود فقید المثال لسانی ہم آہنگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے باہم شیر و شکر ہو کر ایک دوسرے کے دکھ درد سمیٹے ہیں اور ہمیشہ امن و آشتی کا پرچم بلند رکھا ہے لیکن بعض عناصر کو یہاں کی پُرامن فضا قطعاً ناپسند ہے اور انہوں نے بارہا اسے تاراج کرنے کی بھرپور کوششیں کی ہیں ایسی ہی ایک کوشش ماڈرن ٹیکسٹائل مل سے ملحقہ ہوٹلوں پر بیٹھے ہوئے غریب مزدوروں پر جدید ہتھیاروں سے اندھادھند فائرنگ تھی۔ اس مل میں پورے صوبے بلکہ پورے ملک سے لوگ روزگار کمانے کے لیے آتے ہیں اور غریب مزدور جب سارا دن محنت مزدوری کر کے تھک جاتے ہیں تو مل سے ملحقہ ہوٹلوں پر بیٹھ کر گپیں ہانکنا اور چائے نوش کرنا ان کی واحد تفریح ہے ایسی ہی ایک پُررونق شب میں نو بجکر دس منٹ پر جدید ہتھیاروں سے مسلح افراد نے جو کہ بعض لوگوں کے بیان کے مطابق زرعی یونیورسٹی کالونی کی سمت سے آئے تھے ہوائی فائرنگ شروع کردی جب لوگ بدحواس ہو کر گرتے پڑتے مل کالونی کے گیٹ کی جانب بڑھے تو مسلح دہشت گردوں نے کلاشنکوف کے کئی برسٹ مارے جس کے نتیجے میں ایک شخص عبدالباسط سومرو موقع پر ہی جاں بحق ہو گیا جبکہ امان پٹھان نامی مزدور نے اسپتال میں جا کر دم توڑ دیا۔ اس کے علاوہ درجنوں افراد زخمی ہو گئے جن میں سے بیشتر تادم تحریر بھٹائی اسپتال حیدرآباد میں زیر علاج ہیں۔ اس دہشت گردی کے مرتکب افراد ماضی کی روایات کے مطابق موقع سے فرار ہو گئے عینی شاہدین کے مطابق دہشت گردوں کی تعداد چھ بتائی جاتی ہے اور فائرنگ کے وقت وہ خود بدحواس نظر آرہے تھے ورنہ جس نوع کی فائرنگ ہوئی ہے اس سے درجنوں افراد کی ہلاکت کا خدشہ لاحق ہو چلا تھا۔ فائرنگ کے فوراً بعد پولیس، علاقے کے کونسلر و مزدور رہنما محمد ادریس راجپوت اور ایدھی سینٹر کے رضاکاروں نے موقع پر پہنچ کر امدادی کارروائیاں کیں۔ مختلف شواہد و واقعات اس دہشت گردی کا ذمہ دار علیحدگی پسند تنظیم "جئے سندھ" کو ٹھہراتے ہیں۔ کیونکہ اس روز نو بجے صبح ریلوے پھاٹک کے نزدیک جئے سندھ کے کارکنان "پولیس کی حفاظت" میں اردو بولنے والوں کو لعنت ملامت اور خطرناک نتائج کی کھلی دھمکی دے کر گئے تھے جنہیں پولیس نے اسی روز رہا کر دیا تھا۔ یاد رہے کہ اس دہشت گردی کے وقت پولیس کے علاوہ شہر میں فرنٹیئر کانسٹیبلری بھی موجود تھی جسے مذکورہ واقعے کے بعد نامعلوم وجوہ کی بناء پر واپس بھیج دیا گیا۔ فرنٹیئر کانسٹیبلری کے ذرائع اس نامعلوم وجہ کو پولیس کی ایک لسانی طبقے کے لیے جانبداری بتاتے ہیں۔

مذکورہ واقعے کے دوسرے روز سادہ لباس میں ملبوس جدید ہتھیاروں سے مسلح پندرہ سو افراد شہر میں آدھمکے پولیس ذرائع کے مطابق یہ فورس جسے پولیس نے "المدد فورس" کا نام دیا آئی جی سندھ کی ہدایت پر ٹنڈوجام بھیجی گئی جو ڈی آئی جی کی کمان میں ڈاکوؤں کے خلاف آپریشن کرے گی۔ لیکن وضع قطع سے یہ فورس خود ڈاکوؤں کی "پیرا ملٹری فورس" نظر آتی تھی اور اس نے یہاں اشتعال انگیزی کی بھی کئی کوششیں کیں۔ انتہائی کشیدہ حالات میں نوجوانوں کو دیکھ کر استہزائیہ انداز میں مسکرانا اور "جئے سندھ" کے نعرے لگانا شہریوں کے لیے باعثِ تشویش رہا۔

معززینِ شہر کی کوششوں سے اس فورس کو شہر کے باہر منتقل کر دیا گیا لیکن ان کی جانب سے تشویش برقرار رہی۔ کیونکہ انہوں نے مقامی تھانے کے احکامات بھی ماننے سے انکار کر دیا تھا اور بعض ذرائع کے مطابق حیدرآباد میں قلعے کے نہتے عوام کے خلاف انتہائی ظالمانہ آپریشن میں بھی اس فورس نے کلیدی کردار ادا کیا تھا۔ شہر میں لوگوں نے انتظامیہ پر انحصار کے بجائے اپنی مدد آپ کے تحت چوکیداری نظام قائم کیا ہوا ہے لیکن اس کے باوجود راتوں کو شدید فائرنگ کی وجہ سے لوگوں میں خوف و ہراس پھیلا ہوا ہے مذکورہ بالا فورس نے بھی فائرنگ کے ذریعے لوگوں کو ہراساں کیا جب علاقے کے معززین کی کوششوں کے نتیجے میں اس فورس

کو یہاں سے کسی اور جگہ منتقل کیا جا رہا تھا تو نماز فجر کے وقت اس فورس نے خودکار ہتھیاروں سے پولیس تھانے اور گھروں پر اندھا دھند فائرنگ کی تاہم کوئی جانی و مالی نقصان نہیں ہوا۔ تھانے پر ان کی فائرنگ اتنی شدید تھی کہ پولیس کو شہر میں فون کے ذریعے مدد مانگنی پڑی ٹنڈو جام کا ایک اور بڑا واقعہ ٹاؤن کمیٹی کے چیئرمین میر غلام اکبر تالپور کا ڈاکوؤں کے ہاتھوں اغواء تھا جنہیں ایک کروڑ روپے تاوان کے بوض رہائی کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ میر غلام اکبر تالپور کو کھیانہ موری کے نزدیک واقع ان کی زرعی اراضی سے واپسی کے وقت پندرہ ڈاکوؤں پر مشتمل تین گروہوں نے اغواء کیا جو اس وقت کسی اور مشترکہ واردات کے لیے وہاں گئے تھے۔ ان میں ڈاکو ابراہیم پنہور کا گروپ (دادو) ڈاکو محب شیدی گروپ (مٹیاری) اور ڈاکو کاندر کلی گروپ (دادو) بتائے جاتے ہیں۔ ان میں سے ڈاکو ابراہیم پنہور نے میر غلام اکبر کو چھوڑنے کے لیے کہا لیکن ڈاکو محب شیدی میری صاحب کو لے جانے پر بضد رہا۔ انہوں نے آپس میں کافی دیر صلاح مشورے کے بعد میر غلام اکبر کو اغواء کیا۔

اور انکی رہائی کے لیے ایک کروڑ روپے تاوان کا مطالبہ کیا، میر غلام اکبر تالپور کے اغواء پر شہریوں نے شدید ردعمل کا مظاہرہ کیا، دو روز تک شہر کا کاروبار مکمل طور پر بند رہا۔ اور احتجاجی مظاہرے کئے گئے، شاہراہوں پر رکاوٹیں کھڑی کر کے ٹریفک کا نظام معطل کیا گیا، اغواء کی خبر سن کر سابق صوبائی وزیر میر اعجاز تالپور، سابق ایم این اے میر عنایت علی تالپور، میر رفیق احمد تالپور بعض صوبائی اسمبلی کے اراکین، ضلع کونسل کے ممبران اور دیگر تنظیموں کے رہنماؤں نے میر غلام اکبر تالپور کے والد سابق ایم این اے و رکن مجلس شوریٰ میر رسول بخش تالپور اور مغوی چیئرمین کے بڑے بھائی سینیٹر میر غلام حیدر تالپور سے ملاقات کی اور اپنی تشویش کا اظہار کیا، ٹاؤن کمیٹی ٹنڈو جام کے کونسلروں نے انتظامیہ کی جانب سے لاپرواہی اور ملاقات کے وقت طے کرنے کے باوجود نہ ملنے پر شدید احتجاج کیا، ایک ماہ بعد میر غلام اکبر کو رہا کر دیا گیا تاہم ان کے قریبی حلقے تاوان کی ادائیگی کے سلسلے میں کوئی بات بتانے سے گریزاں ہیں۔

ضلع حیدرآباد کی دیہی آبادیوں میں ڈاکو حسین پنہور، ابراہیم پنہور، محب شیدی اور کاندر کلی کے گروہوں نے خوف و دہشت پھیلا رکھی ہے، یہ ڈاکو لوگوں کو دھمکی آمیز خطوط بھیجتے ہیں اور عدم ادائیگی پر اغواء اور املاک پر حملہ کرنے سے دریغ نہیں کرتے جس کی خوفناک مثال ٹنڈو جام کے نزدیک گوٹھ حاجی سادن خان گوپانگ پر پچاس کے لگ بھگ ڈاکوؤں کا راکٹ لانچرز اور خودکار ہتھیاروں سے حملہ تھا، اطلاعات کے مطابق حملے سے آٹھ روز قبل ڈاکو حسین پنہور نے رئیس علی نواز گوپانگ کو پیغام بھیجا تھا کہ دس لاکھ روپے تاوان ادا کرو ورنہ خطرناک نتائج بھگتنے کیلئے تیار ہو جاؤ، لیکن رئیس علی نواز نے تاوان ادا نہیں کیا جس پر ڈاکو حسین پنہور نے پچاس ڈاکوؤں کے ہمراہ گاؤں پر حملہ کر دیا اس حملہ میں ڈاکوؤں نے گاؤں کو گھیرے میں لے کر ہزاروں راؤنڈ چلانے کے علاوہ راکٹ لانچرز بھی برسائے جن کے خوفناک دھماکے میلوں پرے تک سنائی دیئے، لیکن گاؤں کے لوگوں نے قبل از وقت باخبر ہو جانے کی بناء پر کئی گھنٹے تک مقابلہ کیا اور انکی گاؤں میں داخل ہونے کی کوشش کو ناکام بنا کر انہیں پسپائی پر مجبور کر دیا، البتہ فرار ہوتے وقت انہوں نے دو راہگیروں امداد کھوسو اور بشیر لاکھو کو اغواء کر لیا جنہیں بعد ازاں مختلف اوقات میں رہا کر دیا گیا۔ اسی گروہ نے فرار ہوتے وقت قریب گوٹھ جام ستوں پر بھی حملہ کر دیا اور وہاں حفاظتی باڑھ کو آگ لگا کر فرار ہو گئے، مذکورہ حملوں میں ایک بھینس کی ٹانگ ٹوٹنے کے علاوہ کوئی جانی نقصان نہیں ہوا، حملے کی خبر سن کر پولیس، رینجرز اور فرنٹیئر کانسٹیبلری کے ہمراہ "حسب روایت" موقع واردات پر پہنچی تو ڈاکوؤں نے ان لوگوں پر بھی فائرنگ کی، بعض ذرائع نے یہ بھی اطلاع دی ہے کہ پولیس نے جان بوجھ کر رینجرز اور فرنٹیئر کانسٹیبلری کی غلط رہنمائی کی جس کی بناء پر ڈاکو فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے پولیس کا ڈاکوؤں کے لیے یہ رویہ نیا نہیں ہے اسکی متعدد مثالیں موجود ہیں کہا جاتا ہے کہ کچھ عرصہ پہلے ٹنڈو جام پولیس کے ایک ایس ایچ او سمیت اعلیٰ عہدیداروں نے قریبی گاؤں میں ایک ضیافت کے موقع پر ڈاکوؤں کے ہاتھ دھلوائے تھے جس کی تصدیق اسی حلقہ سے تعلق رکھنے والے حکمران جماعت کے ممبر قومی اسمبلی مخدوم خلیق الزماں نے اخبارات کے ذریعے بھی کی تھی، بہرکیف سندھ پولیس جرائم کی روک تھام کے بجائے اس میں ملوث ہونے اور عوام پر ظلم و ستم کا جو مظاہرہ کر رہی ہے اسے دیکھتے ہوئے اس محکمہ کی افادیت بالکل ختم ہوتی نظر آتی ہے اور مجبوراً یہ کہنا پڑتا ہے کہ سندھ میں حکومت کی سب سے بڑی شاہ خرچی محکمہ پولیس ہے ارباب اقتدار کو اس ضمن میں سنجیدگی سے توجہ دینی چاہیئے۔



دہشت گردی کے سبب سندھ کے اسکول ویران اور بچے و بچیاں سخت سراسیمگی کے عالم میں ہیں

علم و عمل کا مینارۂ نور

رپورٹ: حافظ محمد احمد سعیدی

حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی کی یاد میں کل پاکستان کانفرنس

گذشتہ دنوں بزم سعید (خانپور کٹورہ) کے زیر اہتمام اسلامی دنیا کے نامور مفسر و محدث، غزالی زماں، رازی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رح کی یاد میں چوتھی عظیم الشان سالانہ کل پاکستان امام اہلسنت کانفرنس ریلوے گراؤنڈ خانپور میں منعقد ہوئی، جسکی صدارت جانشین امام اہلسنت حضرت علامہ پروفیسر سید مظہر سعید شاہ صاحب کاظمی نے کی جبکہ مہمان خصوصی قائد اہلسنت امام انقلاب علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی صدر جمعیت علماء پاکستان تھے۔ اس کانفرنس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا جس کے فرائض قاری محمد عمر سعیدی نے سرانجام دیئے اس کے بعد بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں قاری منظور احمد نقشبندی نے ہدیۂ نعت پیش کیا۔ مقررین میں علامہ صاحبزادہ سید حامد سعید شاہ کاظمی صاحب، مرکزی ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنت پاکستان و ممبر اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان، علامہ صاحبزادہ سید ارشد سعید شاہ صاحب کاظمی، علامہ مفتی محمد مختار احمد دُرانی، علامہ حافظ محمد فاروق خان سعیدی اور مفتی عبدالمجید سعیدی تھے۔ علامہ کاظمی رح کی سیرت و کردار پر روشنی ڈالتے ہوئے علامہ نورانی نے کہا کہ وہ ایک ایسے عظیم انسان تھے جو بیک وقت محدث، مقرر، مفسر، مدرس، مناظر اور مبلغ کی اعلیٰ صلاحیتوں کے حامل تھے، علامہ نورانی نے کہا کہ وہ علم و عمل کا مینارۂ نور اور عجز و انکساری کے چمکتے ہوئے سورج تھے اور وہ مجدد مائۃ حاضرہ علامہ شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رح کے حقیقتاً جانشین تھے۔ علامہ کاظمی نے اپنی تمام تر زندگی اسلام کی ترویج و اشاعت اور تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے لیے وقف کر رکھی تھی انہوں نے مشکل سے مشکل وقت میں بھی درس قرآن و حدیث کے ذریعے راہ راست سے بھٹکے ہوئے عوام کو شاہراہ اسلام پر لا کھڑا کیا، وہ زندگی کے تمام معاملات پر خواہ وہ سیاسی ہوں یا مذہبی، معاشی ہوں یا معاشرتی، تہذیبی ہوں یا ثقافتی مکمل دسترس رکھتے تھے۔ تحریک پاکستان ہو یا تحریک نظام مصطفےٰ ﷺ علامہ کاظمی رح نے ہر ایک تحریک میں مجاہدانہ کردار ادا کیا۔ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے لئے علامہ کاظمی رح ہی نے پہلے قرارداد پیش کی تھی غزالی زماں علامہ کاظمی رح ملک کے بیشمار مذہبی اداروں کے بانی و سرپرست تھے ملتان میں بین الاقوامی اہمیت کا حامل ادارہ "انوار العلوم"، شجاع آباد میں "جامعہ اظہر العلوم"، "ظاہر پیر میں "جامعہ سعیدیہ کاظمیہ"، خانپور میں "جامعہ حنفیہ کاظمیہ" خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اسی طرح علامہ کاظمی رح کئی تنظیموں کے بھی بانی و سرپرست تھے، جن میں مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان، مرکزی جمعیت علماء پاکستان، انجمن طلباء اسلام پاکستان، "بزم سعید پاکستان" ان تمام تنظیموں سے پاکستان اور دوسرے ممالک سے لاکھوں افراد وابستہ ہیں علامہ نورانی نے اپنی تقریر کو ان الفاظ پر ختم کیا کہ ایک عظیم انسان کے رخصت ہونے سے اس کے پرستار اور اس سے کسب فیض کرنے والے یتیم ہو جاتے ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ علامہ کاظمی رح کے پردہ فرمانے سے خود علم یتیم ہو گیا ہے علامہ صاحبزادہ سید حامد سعید شاہ صاحب کاظمی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے ابا جی قبلہ رح کو قریب سے دیکھا ہے، آپکو سفر و حضر میں دیکھا، رات اور دن کو دیکھا تھا کہ آپکی زندگی کا لفظ لفظ اور لمحہ لمحہ دیکھا مگر آخری سانس تک ہم نے آپکو درس قرآن و حدیث، کتابت، تفسیر اور ذکر الٰہی سے غافل نہیں پایا، علامہ سید ارشد سعید شاہ صاحب کاظمی نے کہا کہ حضور والد گرامی رح بڑے بڑے ادق مسائل کو نہایت اچھے اور آسان انداز میں بیان فرما دیتے، مفتی عبدالمجید سعیدی نے کہا کہ درس حدیث (بخاری شریف) آپکی روحانی غذا تھی آپ جتنا بھی علیل ہوتے تھے ڈاکٹروں کے منع کرنے پر فرماتے تھے کہ بخاری شریف پڑھائے بغیر مجھے چین نہیں آتا، یہی جذبہ حق انکی دین اسلام سے محبت اور خلوص کی عکاسی کرتا ہے۔

یاد رہے کہ مرکزی تنظیم بزم سعید جو کہ علامہ کاظمی رح کے نام سے ہی موسوم ہے، علامہ کاظمی رح کے مریدین، شاگردوں اور عقیدت مندوں کی اپنے مرشد کامل سے والہانہ محبت کی یہ واضح دلیل ہے کہ پاکستان کے ہر چھوٹے بڑے شہر میں علامہ کاظمی رح کے نام سے بزم سعید قائم ہے جو کہ علامہ کاظمی رح کے افکار کو عوام تک پھیلا رہی ہے یہ تنظیم باقاعدہ منظم طریقے سے تمام امور سر انجام دے رہی ہے اس تنظیم کے باقاعدہ نمائندے منتخب کئے جاتے ہیں اس تنظیم کے مرکزی صدر حضرت علامہ صاحبزادہ سید سجاد سعید کاظمی ہیں، خانپور میں اس تنظیم کے صدر رانا شبیر احمد سعیدی، نائب صدر سید مدد علی شاہ سعیدی، جنرل سیکرٹری حافظ عبداللطیف سعیدی، جائنٹ سیکرٹری زبیر احمد سعیدی، سیکرٹری نشر و اشاعت حافظ محمد احمد سعیدی (راقم الحروف) اور خزانچی حافظ محمد جمال سعیدی ہیں، بزم سعید خانپور کی طرف سے ہر سال حضرت علامہ کاظمی رح کی یاد میں امام اہلسنت کانفرنس کا انعقاد کیا جاتا ہے مگر اس مرتبہ امام اہلسنت کانفرنس کے انتظامات وسیع پیمانے پر کیے گئے — اور اس موقع پر قائد انقلاب امام شاہ احمد نورانی صدیقی صدر جمعیت علماء پاکستان کی خدمت میں دعوت نامہ پیش کیا گیا جسے امام انقلاب نے شفقت فرماتے ہوئے قبول ہی نہیں کیا بلکہ حضرت علامہ کاظمی رح کی یاد میں پروگرام منعقد کرنے پر دلی خوشی کا اظہار بھی کیا اور پروگرام کے مطابق ۳ مئی کو صبح دس بجے بذریعہ ٹرین خیبر میل خانپور پہنچے تو خانپور ریلوے اسٹیشن پر بزم کے موجودہ اور سابقہ عہدیداروں، کارکنوں، جمعیت و جماعت اہلسنت کے سینکڑوں خادمین نے مولانا شاہ احمد نورانی کا شایان شان استقبال کیا اور جلوس کی شکل میں جے یو پی کے مخلص کارکن ڈاکٹر کیپٹن مختار احمد سعیدی کی رہائش گاہ ماڈل

جماعت اسلامی نے ہمیشہ مارشل لاء کے سائے میں پرورش پائی ہے۔ آج وہ اپنے آپ کو اسلام اور پاکستان کی ٹھیکیدار ثابت کر رہی ہے۔

ملتان لے جایا گیا، ڈاکٹر مختار سعیدی کی رہائش گاہ پر انجمن طلباء اسلام خانپور کے طلباء سے ملاقات کی طلباء گروپ کے لیڈر محمد وسیم چوہدری اور جے یو پی خانپور سٹی کے صدر جاوید ندیم نے انجمن طلباء اسلام کے طلباء پر پنجاب حکومت کے مظالم کا تفصیل سے ذکر کیا پنجاب حکومت کی پالتو منہ زور طلباء تنظیم ایم ایس ایف جس نے پنجاب کے تعلیمی اداروں میں غنڈہ گردی قائم کر رکھی ہے ان مظالم کا ذکر کرتے ہوئے وسیم چوہدری فرط جذبات سے رو پڑے جس کے جواب میں قائد اہلسنت نے کہا کہ ہم صبر کے سوا اور کر بھی کیا سکتے ہیں آخر یہ مظالم جو کہ ہمیں یا رسول اللہ کہنے کے جرم کے بدلے میں ڈھائے جا رہے ہیں یہ سب کچھ جماعت اسلامی کی شہ پر ہو رہے ہیں آخر اس ظلم کا خاتمہ عنقریب ہوگا اس سیاہ رات کا روشن اجالا جلد ہوگا، طلباء پر ظلم کرنے والے آخر اپنے انجام کو پہنچیں گے، ۳ رمئی کی شام کو امام اہلسنت کانفرنس کی تقریب کا آغاز ہوا ضلع رحیم یار خان کی چاروں تحصیلوں سے ہزاروں لوگوں نے امام اہلسنت کانفرنس میں جوق در جوق شرکت کی اور قائد انقلاب علامہ شاہ احمد نورانی کا خانپور میں بارہ سال کے بعد خطاب سننے کے لیے بے تاب تھے جب قائد انقلاب نے خطاب شروع کیا تو لوگوں نے استقبالیہ پر جوش نعرے "جیوے جیوے شاہ نورانی" کے نعرے لگائے اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے امام انقلاب نے کہا کہ ہماری جماعت نظام مصطفےٰ ﷺ کے نفاذ کیلئے وجود میں آئی ہے، میں اس جماعت کا ادنیٰ خادم اور سپاہی ہوں اور اسی حیثیت سے ہمیشہ کام کرتا رہوں گا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے سنی بھائی کتنے بھولے بھالے ہیں ووٹ دوسروں کو دیتے ہیں اور پوچھتے ہم سے ہیں کہ عورت کی حکومت جائز ہے یا ناجائز انہوں نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ پیپلز پارٹی اور آئی جے آئی کو ووٹ دینے والے اس وقت کہاں تھے جب ہم ان کے پاس نظام مصطفےٰ ﷺ کی دعوت لیکر گئے تھے تو نظام مصطفےٰ کو ووٹ نہ دیا اور اب مجھ سے پوچھتے ہیں کہ عورت کی سربراہی جائز ہے یا ناجائز؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے الیکشن سے پہلے بھی کہہ دیا تھا اور اب بھی کہتے ہیں کہ پیپلز پارٹی اور آئی جے آئی کھوٹے سکے کے دو رخ ہیں عورت کی سربراہی ناجائز ہی نہیں حرام بلکہ مسلمانوں کے لئے بدقسمتی ہے انہوں نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ مولانا نورانی نے عورت کی سربراہی کو جائز قرار دیا ہے یہ پروپیگنڈہ نام نہاد جماعت، جماعت اسلامی کر رہی ہے جس نے ہمیشہ مارشل لاء کے سائے میں پرورش پائی ہے اور مفادات حاصل کرنے کے لئے جرنیلوں کے بوٹ پالش کئے ہیں آج اپنے آپ کو پاکستان اور اسلام کا ٹھیکیدار ثابت کر رہی ہے مگر عوام اہلسنت اس کے مکروہ چہرے کو پہچان چکے ہیں انہوں نے عوام اہلسنت سے کہا کہ ملک میں نظام مصطفےٰ ﷺ کے لیے جمعیت علماء پاکستان کا ساتھ دیں جن کی منزل گنبد خضرا ہے۔ جس کا مقصد رسول عربی ﷺ کی غلامی ہے، عوام اہلسنت نے امام انقلاب کی تقریر کو بڑے غور اور صبر و تحمل کے ساتھ سنا، آخر میں بحضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم درود و سلام کا نذرانہ پیش کیا گیا اور ۴ رمئی جمعۃ المبارک صبح نو بجے قائد اہلسنت نے ڈاکٹر مختار چوہدری سعیدی کی رہائش گاہ پر پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔

بقیہ: مسنون اذان واقامت

پر چھپے ہوئے ہیں۔ ان میں سے چند کتابوں کے الفاظ و کلمات ملاحظہ فرمائیں اور ایمان تازہ کریں۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۸۲ پر ملاحظہ ہو۔ عن ابی قتادۃ عن ابی قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا تقوموا حتی ترونی

(ترجمہ) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جب اقامت کہی جائے تو تم لوگ اس وقت تک کھڑے نہ ہو جب تک مجھے دیکھ نہ لو اور سرکار عربی حجرہ شریفہ سے اس وقت نکلتے جب بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حی علی الفلاح تک پہونچتے۔

مشکوٰۃ شریف: جلد اول صفحہ ۶۷ پر دیکھئے اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا تقوموا حتی ترونی قد خرجت متفق علیہ۔ یعنی جب اقامت کہی جائے تو تم لوگ اس وقت تک نہ کھڑے ہو جب تک مجھے نکلتا ہوا نہ دیکھ لو اس حدیث پاک کو امام محی السنہ بغوی نے متفق علیہ کہا ہے یعنی اس حدیث پر محدثین کرام کے سرتاج حضرت امام مسلم اور حضرت امام بخاری کا اتفاق ہے کہ حدیث صحیح ہے

مشکوٰۃ شریف: اسی ۶۷ کے حاشیہ کے الفاظ پڑھئے لا تقوموا حتی ترونی قد خرجت من الحجرۃ الشریفۃ ترجمہ مذکورہ بالا ہے۔

ابو داؤد شریف جلد اول ص۷۹ اور موطا امام محمد ۷۹ پر مزید تشریح دیکھی جا سکتی ہے قانون اسلامی کی مشہور زمانہ کتاب جو عالم کے کورس میں داخل ہے۔ اس کو "شرح وقایہ" کہتے ہیں اس کی جلد اول ص۱۲۸ کے کلمات سماعت کیجئے یقوم الامام والقوم عند حی علی الفلاح یعنی امام و مقتدی اس وقت کھڑے ہوں جب تکبیر کہنے والا حی علی الفلاح پر پہونچے شرح وقایہ کے اسی صفحہ پر حاشیہ کے الفاظ غور سے پڑھئے فیہ اشارۃ الی انہ اذا دخل المسجد یکرہ لہ انتظار الصلوٰۃ قائما بل مجلس فی موضع ثم یقوم عند حی الفلاح وبہ صرح فی جامع المضمرات یعنی اس میں اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ جب مسجد میں داخل ہو تو نماز کے لئے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے۔ بلکہ کسی جگہ بیٹھ جائے پھر حی علی الفلاح پر کھڑا ہو، اس کی وضاحت جامع المضمرات اور فتح القدیر وغیرہ نے کی ہے۔

بہار شریعت اردو میں مشہور و معروف کتاب جس کی ثقاہت ایسی مانا ہے کہ دشمنان رسول بھی رکھتے ہیں اسکے حصہ سوم ص۳۵ پر بحوالہ عالمگیری اقامت کے وقت بیٹھنا اور حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا اور اس کے خلاف کو مکروہ اور خلاف سنت بتایا ہے۔

چند دلائل اذان کو مسجد کے باہر کہنے کے لئے ملاحظہ ہوں، فتاویٰ قاضی خاں خلاصہ خزانۃ المفتین فتح القدیر بحر الرائق۔ برجندی اور عالمگیری وغیرہ میں ہے۔

لا یوذن فی المسجد یعنی مسجد کے اندرونی حصے میں کوئی اذان نہ دی جائے فانی دنیا کے اجلاسوں میں بھی چپراسی اجلاس کے باہر ہی نکل کر حاضری کا اعلان کرتا ہے۔

تو کیا وجہ ہے کہ رب العالمین کے اجلاس کے اندرونی حصہ میں چیخ کر بے ادبی کی جائے ان کتابوں کے علاوہ مراقی الفلاح، نظم مذویسی طحطاوی العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ جلد سوم بہار شریعت حصہ سوم وغیرہ کتب معتمدہ مشہورہ میں صاف صراحت و وضاحت موجود ہے کہ مسجد کے اندر اذان پکارنا مکروہ خلاف ادب اور خلاف سنت ہے۔

طول کے خوف سے اسی پر اکتفا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنے محبوبوں کے طفیل سرکار عربی کے نقش پا پر مٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجرمتہٖ طٰہٰ ویٰس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

جانور بھی بحران سے دوچار ہیں

محمد قیوم اعتصامی

پہلی عالمی جنگ سے پہلے سلطنت زنجبار کے جرمنی سے ایک ملک وابستہ تھا اس کا ایک حصہ جو اب تنزانیہ کہلاتا ہے۔ ۱۹۲۰ء کی لیگ میں برطانوی حضرات الارض اور جنگلی جانوروں کی ... جنگ کے خاتمے کے بعد زنجبار کے ... ایک ملک اور ... جس کا نام ٹانگانیکا رکھا گیا ... کی علیحدگی کے بعد دونوں ملک تنزانیہ اور ... ایک ملک قرار پائے۔

کینیا جس کے دارالحکومت کا نام نیروبی ہے میں سیاحوں کا مرکز ہے سیرن گیٹی بظاہر تو جنگلی جانوروں کے لئے پناہ گاہ کے معنی رکھتی ہے مگر در اصل یہ وہ جگہ ہے یہاں کا ہر جانور شکاری ہے وہ ایک دوسرے کا شکار کرتے رہتے ہیں البتہ انسان بھی ان کا شکار کرتا ہے مگر ایک جانور جب دوسرے جانور کو شکار کرتا ہے تو وہ بھوک کی وجہ سے اس پر آمادہ ہوتا ہے مگر جب انسان ان کا شکار کرتا ہے تو اس میں اس کی بے پناہ اغراض چھپی ہوتی ہیں۔ رہنو سارس کو اس لئے مارا جاتا ہے کہ اس کے سینگوں سے جو پر اسرار اور طلسماتی باتیں وابستہ ہیں وہ اپنے گھر میں ان سینگوں کی موجودگی میں حصول معاش بازیابی کو منعکس پاتا ہے حالانکہ یہ ہوتا ہے کہ رہنو سارس تو اپنی جان سے گیا سینگوں کو حویلی میں لٹکانے والا بھی تہی دست ہی رہتا ہے مگر اہل افریقہ ایسا ہرگز نہیں سمجھتے وہ شیر کو شکار کرتے ہیں تو اس کی کھال اور چربی کے حصول میں افادیت محسوس کرتے ہیں ہرن کو مارتے ہیں تو اس سے کھال اور کستوری حاصل کرتے ہیں ہاتھی کو بھی ہلاک کرتے ہیں اس کے بعد چشم بعض کو عام پاتے ہیں کہ دانت ہڈیوں اور کھال کے سو طرح کے مصرف نکال لیتے ہیں۔

کینیا گیم کنٹرول آفیسر جے اے ہنڑ کا کہنا ہے کہ انسان نام نہاد ضرورتوں کے تحت درندوں کے پیچھے پڑا ہوا ہے اس سے ان کی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں یا نہیں البتہ اکثر جانوروں اور پرندوں کی نسلیں ختم ہوتی جا رہی ہیں۔

مہم جو سیاح رہنو سارس کا شکار، قتل عام کر رہے ہیں اور ان کی تعداد روز بروز کم ہوتی جا رہی ہے۔ جب کسی کو ڈس ہو جائے تو افریقہ بھر میں اس کا کوئی نوٹس نہیں لیتا مگر باقی دنیا میں اسے ملی جلی حیرت اور دلچسپی سے پڑھا سنا جاتا ہے۔

افریقی لوگ اپنی غربت اور قوت لایموت کی فراہمی میں صدیوں سے نامراد چلے آ رہے ہیں جس طرح افریقی جانوروں کو بچانے کی عالمی تدبیر کی جا رہی ہے۔ لازم ہے افریقی انسان کی بھوک بیماری غربت اور وہم کا بھی مداوا کیا جائے

تنزانیہ میں سیرن گیٹی نیشنل پارک ۱۹۴۰ء میں قائم کیا گیا تھا تاکہ اس خطہ زمین کے باسی جانوروں کی زندگی کو محفوظ بنایا جا سکے مگر نہ تو جانور انسان کے ہاتھ سے محفوظ ہے اور نہ جانور، جانور کی دستبرد سے بچتا نظر آتا ہے۔ کیونکہ سیرن گیٹی کے وسائل ناپید ہوتے جا رہے ہیں اس وقت اڑھائی تین لاکھ کے لگ بھگ پرندے چرندے درندے اور رینگنے والے جانور یہاں موجود ہیں ان کے لئے "خوراک" کی فراہمی ایک مسئلہ ہے چنانچہ شیر کے بچے جو کوئی بھی جنگلی بھینس ہرن زیبرا یا اسی نوع کا کوئی جانور چرتا ہے وہ اسے ڈھیر کر دیتا ہے اس طرح صورت یہ ہے کہ جانور جانور کو کھا رہے ہیں۔

یہیں ہرن کی بے شمار اعلیٰ قسمیں یہاں موجود ہیں۔ ان کے خاتمے کی دو وجوہ کی بناء پر خطرہ ہے ہرن کی ایک خاص قسم کے نافہ سے کستوری نکلتی ہے۔ جو دوائی فائدے کے علاوہ خوشبو بنانے کے کام آتی ہے اور خاصی گراں قیمت پر بکتی ہے یہی حال اس کے سینگوں کا ہے جو آرائشی اشیاء بنانے کے کام آتے ہیں۔ نن لینڈ اور ناروے کے ساحلی علاقوں میں ایک گائے "مسک اوکس" کے نام سے پائی جاتی ہے۔ نافہ چیرنے پر اس سے ایک منجمد مادہ نکلتا ہے جسے عنبر کا نام دیا جاتا ہے وہ دوائی کے علاوہ خوشبو بنانے کے کام آتا ہے مگر کستوری کے نشان اس عنبر پر واضح نہیں ہوتے۔

غالباً گزیٹڈ کی رپورٹ کے مطابق سیرن گیٹی میں اس وقت اڑھائی لاکھ انواع و اقسام کے جاندار رینگنے اور اڑنے والے کیڑے مکوڑوں سمیت موجود ہیں یہاں ہاتھی زرافہ اور جنگلی بھینسے کی جسامت رکھنے والے دیگر جانداروں کے علاوہ ذرا سا حجم رکھنے والی چیونٹی بھی پائی جاتی ہے کچھ ایسا ہی حال ان درختوں پودوں اور گھاس کا ہے اپنی نوعیت میں منفرد پھول یہاں کے سوا دنیا کے کسی اور خطہ میں شاید ہی ہوتے ہیں۔

یہاں جو ہوا چلتی ہے ایک امریکی صحافی جان ایل ایلیٹ نے اس کے بارے میں بڑی فکر انگیز بات کہی ہے۔ جانوروں یا انسانوں کے لئے یہاں کچھ ہو یا نہ ہو مگر ہوا ہمیشہ ہوتی ہے جو میدانی علاقے میں ایک طرف سے دوسری طرف کو چلتی ہے جو کبھی نہایت سبک خرام ہوتی ہے اور کبھی نہیں ہوتی مگر سیرن گیٹی کے میدانوں میں ہمیشہ موجود ہوتی ہے۔

سیرن گیٹی نیشنل پارک کا قیام ۱۹۴۰ء میں روبہ عمل لایا گیا تھا تاکہ نایاب جانوروں، پودوں اور پرندوں کو تحفظ دیا جا سکے مگر اس پر گزشتہ نصف صدی سے افریقہ کے ایک غالب قبیلہ مسائی کو بڑا اعتراض ہے اس پارک میں ان کی زرعی زمینوں کو بھی شامل کر لیا گیا ہے جو ان کے مویشیوں کی چراگاہ تھیں سیرن گیٹی پارک کے قیام کی غرض و غایت جیسا کہ اس مضمون کے شروع میں عرض کیا جا چکا ہے جنگلی جانوروں اور پودوں کو تحفظ مہیا کرنا تھا اس پارک میں جانوروں کے لئے جنگلی ماحول کو قائم و دائم رکھنے کے لئے سخت محنت کی ضرورت تھی چنانچہ اب تک نصف رقبے کو ویسے ہی ماحول کا حامل بنا دیا گیا ہے قبیلہ مسائی سے تعلق رکھنے والے اسی وقت سے پارک کے قیام پر معترض چلے آ رہے ہیں تاہم ۱۹۵۹ء میں کچھ قطعات زمین مسائی قبیلے کے مویشیوں کے لئے وقف کر دیئے گئے تھے ایک علاقہ نگورونگورو کی زمینوں کو چراگاہ قرار دیا گیا مگر مسائی قبیلہ کے سردار اسے خاطر میں نہ لاتے ہوئے بدستور اپنے ریوڑ سیرن گیٹی کے میدانی علاقوں میں چرنے

اعلیٰ مستقر بنے ہیں جہاں کچھ اب جانوروں اور
مہیا کرنے کے علاوہ وائلڈ لائف فنڈ
کی زمین کو محفوظ بنانے کی تحریک
سیرن گیٹی میں نوع بہ نوع جانوروں
کی دنیا آباد ہے۔ ابابیلوں اور بیئے کی قسم
کی تعداد میں درختوں پر دھماکہ خیز گردش
نظر آتے ہیں۔ علاوہ ازیں یہاں بعض
کی استقلال مقام کی گردش بھی دیکھی جا سکتی
آنکھوں والے ہرنوں کے غول اور زیبرے
میں مشرق کی سمت آکر گھاس چرتے نظر آتے
دسمبر تک اسی حصہ میں رہتے ہیں اور مئی
مغرب کی سمت منتقل ہونا شروع کر دیتے ہیں
گھاس کے علاوہ بڑے بڑے درخت بھی
اور جب موسم خشک ہونے لگتا ہے تو وہ
علاقے کی طرف نکل آتے ہیں پھر سال کا بیشتر
رہتے ہیں۔ سیرن گیٹی نیشنل پارک میں جانوروں
کو کھانے کے لئے گوشت گھاس دانہ بطور
انتظامیہ پارک کی طرف سے مہیا کیا جاتا ہے کیونکہ
سائل کثرت جانوروں کی وجہ سے محدود
ہی پارک انتظامیہ جانوروں کو انسانی دستبرد
تدبیر و تحریک کی نگرانی بھی کرتی ہے۔ وائلڈ
کے علاوہ وائلڈ انیملز پری زرویشن جیسے ادارے بھی
کرتے ہیں۔

کا کہنا ہے کہ وہ اگرچہ
زندگی اور ... پر تین کتابیں لکھ چکی ہیں۔
جرمنی کے ماہر حیاتیات ڈاکٹر مارکس
ڈاکٹر ... بوٹز سے متعارف کرایا
ایک حصے میں واقع ہے اور وہ جرمنی
سوسائٹی کی طرف سے یہاں مقیم رہ کر
کی نگرانی کرتے ہیں۔ ڈاکٹر
تیس برس قبل یہاں ہاتھی کی نسل
اب یہاں دو ہزار کے قریب ہاتھی
تعلق رکھنے والے ... آوا گوچ شوقین
زیادہ مشکل فوٹوگرافی
کی آنکھ کے نیچے اتارنا امر
عام طور پر ... کان ہلاتا رہتا ہے
... وہ ان ہی

پنجاب کی حکومت اہلسنت کو کچل رہی ہے

درود و سلام پڑھنے والوں پر گولیوں کی بوچھاڑ

پنجاب آج کل بدامنی کی آگ میں جل رہا ہے چوریاں ڈکیتیاں عام ہو رہی ہیں۔ قتل و غارت گری کا بازار گرم ہے۔ کسی شخص کی جان و مال عزت و آبرو محفوظ نہیں کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جب پندرہ بیس وارداتیں اخبارات کے صفحۂ اول کی زینت نہ ہوں۔ قتل و غارت کا یہ سلسلہ بڑھتے بڑھتے اب مساجد اور مدارس تک بھی پہنچ گیا ہے۔ علماء دین تخریب کاروں کی فہرست میں صفحۂ اول پر ہیں۔ ضیاء الحق کے مارشل لاء دور سے اہل سنت کے خلاف سازشیں ہو رہی ہیں۔ نجدی اداروں کے پروردہ مولوی اس کوشش میں ہیں کہ پاکستان کو نجدی اسٹیٹ بنا دیا جائے اس کے لیے پٹرو ڈالر پانی کی طرح بہائے جا رہے ہیں زمینیں خرید کر وہابی مسلک کی مسجدیں مدرسے

تحریر عبدالستار غازی

بنائے جا رہے ہیں۔ اہل سنت کی مساجد اور مدارس پر قبضے کیے جا رہے ہیں اور اس طرح پاکستان کو فرقہ وارانہ فسادات کی نذر کیا جا رہا ہے۔

پنجاب حکومت علی الاعلان ضیاء الحق کے مشن پر گامزن ہے اور نجدیوں کی سرپرستی میں پیش پیش ہے پنجاب حکومت کو زیر کرنے کے لیے پی پی کی کوششیں بھی جاری و ساری ہیں جس کی وجہ سے جماعت اسلامی جو آئی جے آئی کو ہینڈل کر رہی ہے اپنے نجدیانہ عزائم پورے کرنے کے لیے پنجاب حکومت کو بلیک میل کرتی رہتی ہے اور وہ پنجاب حکومت دو تین "جماعتیے" ایم پی ایز کی وجہ سے ان کے سامنے بے بس نظر آتی ہے اہل سنت جنرل ضیاء الحق کے دور سے ہی جماعت اسلامی کے ظلم و ستم کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ جو بڑے تسلسل کے ساتھ ان کی نظریاتی مسلکی سرحدوں پر حملہ آور ہو رہی ہے گزشتہ چند ماہ میں کئی واقعات رونما ہو چکے ہیں جن میں رحیم یار خان کے عاشق رسول حضور بخش کی نعرہ "یا رسول اللہ" کی وجہ سے شہادت، گجرات میں اہل سنت پر دیوبندیوں کی اسٹنگر میزائلوں سے فائرنگ، شالامار کے قریب یا رسول اللہ کے جواب میں نازیبا کلمات، راولپنڈی میں مسجد کو نذر آتش کرنے کی کوشش، گوجرانوالہ میں حافظ افضل کی شہادت اور کئی ایک واقعات شامل ہیں۔

تازہ حادثات میں سے لاہور ایل ڈی اے کوارٹرز نزد ٹھوکر کی مسجد کا واقعہ حزب الاحناف پر فائرنگ اور پروفیسر طاہر القادری پر قاتلانہ حملہ انتہائی شرمناک اور حکومت کی نااہلی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ آخرالذکر دو واقعات کی تفصیلات تو اخبارات میں شائع ہو چکی ہیں لیکن پہلے واقعہ کو حکومت پنجاب کے ایماء پر دبا دیا گیا ہے۔ چند سال قبل ایل ڈی اے کوارٹرز میں اہل محلہ نے مل کر ایک مسجد تعمیر کی جس میں وہ بڑے امن و سکون سے نماز ادا کرتے رہے۔ میلاد النبی کے جلسے منعقد کرتے رہے اپنے آقا و مولیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں اذان سے پہلے اور بعد نماز جمعہ کے بعد اور خاص مواقع پر درود و سلام عرض کرتے رہے اہل سنت کے سرکردہ افراد نے ایک کمیٹی بنائی تاکہ مسجد کی تعمیر و ترقی اور تعلیم کا نظام بحسن و خوبی انجام پاتا رہے مسجد رجسٹرڈ بھی کروائی گئی لیکن کچھ دیر بعد محلے کے جماعتیوں اور دیوبندیوں نے مل کر مسجد کے امن و امان کو تہہ و بالا کرنے کی سازشیں شروع کر دیں۔ اہل سنت کو صلوٰۃ و سلام سے روکنا چاہا جس میں ناکامی کے بعد مسجد کی جعلی کمیٹی بنائی اور رشوت و سفارش کے ذریعے اس کی اور نام سے رجسٹریشن کروائی حالانکہ پہلی کمیٹی رجسٹرڈ تھی، جمعۃ المبارک کے موقع پر یونیورسٹی سے کچھ غنڈے منگوا کر ہنگامہ برپا کر دیا اور پولیس کو بلوا کر مسجد سیل کروا دی۔ بعد میں انتظامیہ کی ملی بھگت سے مسجد پر قبضہ کر لیا۔ اہل سنت

باقی صفحہ ۵۰ پر

بھکاریوں کے مسائل کون حل کرے گا؟

معاشرے میں انسان تنہا زندگی نہیں گزار سکتا یہی وجہ ہے کہ انہیں دیگر انسانوں کی رائے پر بھی انحصار کرنا پڑتا ہے۔ اگرچہ انسانوں کی اس بھیڑ میں رہنے کے ضابطے موجود ہیں لیکن دیکھنے میں آیا ہے کہ ہر کمزور انسان کسی طاقتور کا شکار بننے پر مجبور رہتا ہے یا ظالم کے ہاتھوں شکار بن جاتا ہے۔ ظالم اور مظلوم کی یہ داستان نئی ہرگز نہیں ہے بلکہ ہابیل اور قابیل کے دور سے یہ فسانہ چلا آرہا ہے۔ ہمارے معاشرے میں مظلوم اور ستم رسیدہ افراد کی کمی نہیں ہے انہی مظلوم افراد میں سے "بھکاری" بھی ہیں۔ جنہیں اکثر و بیشتر لوگ حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور انہیں ایسے فقرے کہے جاتے ہیں جنہیں عام حالات میں کوئی شخص گوارا نہیں کرسکتا۔ اس کے باوجود سوچنے کی بات یہ ہے کہ ایسے بھکاری افراد جو مختلف جسمانی امراض اور نقائص کا شکار ہوتے ہیں وہ بھی مختلف اہم مراکز کے گرد و نواح میں ڈیرا ڈال لیتے ہیں اور دن بھر آنے جانے والوں کو پریشان کرتے ہیں کہ وہ انہیں کچھ نہ کچھ ضرور دیکر جائیں۔

ایسے افراد سے سرراہ ملاقات ہوتی رہتی ہے ان میں سے ایک جس کا نام نصر خان تھا۔ اور وہ [illegible] کا رہنے والا تھا اس نے بتایا کہ اس کی کلائی بری طرح مڑ چکی تھی۔ ڈاکٹروں کے پاس علاج کے لئے جاتا رہا لیکن جب کچھ نہ بنا تو اس نے زندگی گزارنے کے لئے بھیک مانگنا شروع کردی کئی سال بعد اس نے علاج کروانے کی کوشش نہ کی تاکہ کلائی سیدھی ہوجاتی۔ اس نے خاموشی اختیار کرلی جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اس نے علاج خود ہی نہیں کروایا اور یہی ٹیڑھی کلائی کا بہانہ کرکے وہ دن بھر دو موریہ پل کے قریب بھیک مانگتا ہے۔ اسی طرح ریلوے اسٹیشن کے نزدیک ایسے افراد جن کے جسم کے اعضاء کسی بیماری کے باعث پچکے ہوئے ہیں وہ اپنے جسم کا وہ [illegible] پیسے، کپڑا اور روٹی کے مطالبے پر مشتمل ہوتے ہیں۔ ہمارے ہاں مجبوراً اور کاروباری نقطہ نگاہ سے بھیک مانگنے والوں کی کمی نہیں ہے کاروباری سطح پر بھیک مانگنے والے لوگ نہایت دلیری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ بسوں پر دھونس جما کر

چڑھتے ہیں اور پھر تمام بس کے مسافروں کو خدا کا نام لے کر۔۔۔ اللہ کے بچوں کی زندگی کا واسطہ دیکر عورتوں کو حج کرانے کی دعائیں دے کر وہ کسی نہ کسی سے پیسے ضرور حاصل کر لیتے ہیں۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ معاشرے میں بعض معذور افراد جو کوئی کام کرنے کے اہل نہیں ہوتے وہ بھی بھیک مانگنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ محکمہ معاشرتی بہبود پنجاب کے اے ایس او عبدالعلی کے مطابق چار سال پیشتر قائم ہونے والی "کونسل برائے بحالی معذوراں" معذور افراد کو روزگار دلانے میں کوشاں ہیں۔ ایمپلائمنٹ ایکسچینج میں معذور

تحریر: زبیدہ خانم

حصہ سامنے رکھ کر لوگوں کی منت سماجت کرتے ہیں کہ وہ انہیں اس قابل رحم حالت میں دیکھ کر کچھ دیتے جائیں اور حقیقت یہ ہے کہ لوگ ایسے بیمار لاچار افراد کو دیکھ کر انہیں حسب توفیق امداد دے جاتے ہیں۔ مردوں کے علاوہ سینکڑوں خواتین اور بچیاں مختلف روپ دھار کر بھیک مانگتی ہیں کچھ برقعہ اوڑھ کر ہاتھ باہر نکالے گاڑیوں کے قریب نظر آتی ہیں اور کچھ راہ چلتے لوگوں کو یہ کہہ کر روک لیتی ہیں کہ میرے پاس فیصل آباد جانے کا کرایہ نہیں ہے۔ بٹوا گم ہوگیا ہے خدا کے نام پر مدد کرتے جائیں۔ آج کل زیادہ با اعتماد قسم کی خواتین لوگوں کے گھروں کے دروازے کھٹکھٹا کر انہیں اپنی ضرورت بتاتی ہیں۔ جو

> **بچوں کو جسمانی طور پر معذور بنا کر ان سے بھیک منگوائی جاتی ہے**

افراد کے لئے خصوصی کالم رکھا گیا ہے۔ جس کے ذریعے ڈاکٹر، سوشل ویلفیئر آفیسر اور ماہر نفسیات کے بورڈ کے ذریعے معذور شخص کی معذوری کا جائزہ لیا جاتا ہے اور وہ جو کام کرسکتا ہے اس کی قابلیت کے مطابق متعلقہ ادارے کو معذور کو ملازمت دینے کی سفارش کی جاتی ہے انہوں نے بتایا کہ وہ ایک خصوصی کوٹہ معذوروں کے لئے مختلف اداروں میں مقرر کیا گیا ہے اس پر عملدرآمد کرانے کے لئے کوشش کی جارہی ہے جس کے نتیجے میں گذشتہ سال میں سینکڑوں معذور افراد میں سے متعلقہ [illegible] افراد کو ملازمت مل چکی ہے انہوں نے بتایا کہ لوگوں کو بھیک مانگنے سے روکنے اور ان کی اصلاح کرنے کے لئے بیگرز ہوم شاہدرہ میں قائم ہے۔ جہاں بھیک مانگنے والے افراد کو پکڑ کر لایا جاتا ہے۔ اگر مجسٹریٹ کے سامنے کوئی ان کی ضمانت دیدے تو انہیں اس ضمانت پر کہ وہ آئندہ بھیک نہیں مانگیں گے چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اے ایس او عبدالعلی نے بتایا کہ اس ادارے میں بھیک مانگنے والوں کو محنت مزدوری کرنے اور کوئی کام کرنے کی طرف راغب کیا جاتا ہے جبکہ بھیک مانگنے والی عورتوں کو ووکیشنل سینٹرز میں تربیت دینے کا اہتمام کیا جاتا ہے اس کے برعکس جو جسمانی طور پر معذور افراد ہوں انہیں ہسپتال میں داخل کروا دیا جاتا ہے۔

بہرحال جگہ جگہ معذوری کی حالت میں اور تندرستی کے ساتھ بھیک مانگنے والے مردوں اور عورتوں کو دیکھ کر یہ احساس ہوتا ہے کہ ہمارے ہاں محکمہ معاشرتی بہبود معاشرے کے ان ستم رسیدہ افراد کے لئے ناکافی کوششیں کر رہا ہے ورنہ سڑکوں اور گلیوں میں ایسے افراد پہلے کی نسبت کم نظر آنا چاہئیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ اس لئے محکمہ معاشرتی بہبود کے ذریعے ایسے معذور بھیک مانگنے والے اور بے سہارا افراد کے لئے پلاننگ کے ساتھ ساتھ عملدرآمد کرنے کی اشد ضرورت ہے اور یہ جائزہ لینے کی بھی کہ بھیک مانگنے والے [illegible] کیا ہیں اور وہ روٹی [illegible] کی محتاجی سے مجبور ہو کر بھیک مانگتے ہیں یا وہ بار بار بچوں کو اغواء کرکے ان کو معذور بنا کر ان سے بھیک منگوانے کا کام لیتے ہیں۔



تحریر
اشتیاق نورانی



ہمارے عظیم رہنما

برصغیر ہند میں علاؤالدین خلجی پہلا مسلم حکمران تھا جس نے ملکی امور میں شریعت سے ہٹ کر نظام قائم کیا۔ اکبر کے دور میں یہ فرق اور واضح ہو گیا۔ اب ہندو ہوشیار ہو گئے تھے اور وہ مسلم تہذیب اور تمدن کے خلاف تھے مسلمانوں میں تفرقہ بازی شروع ہو گئی تھی۔ اکبر کی ہندو نواز پالیسی اسلام کے لئے ایک خطرہ تھی اور اس وقت شیخ احمد سرہندی نے جو عرف عام میں مجدد الف ثانی کے نام سے مشہور ہیں اپنی اسلامی تحریک شروع کی۔ شاہ ولی اللہ اس کے دوسرے روح رواں تھے۔ ان دونوں بزرگوں نے اکبر کے دین الٰہی کے اثرات کو زائل کرنے کے لئے مسلمانوں میں اسلامی تعلیم کی روح تازہ کی۔ شاہ ولی اللہ نے سیاسی شعور بھی پیدا کیا۔ ۱۸۵۷ء کے بعد مسلمانوں کو اپنے فاتح انگریزوں سے نمٹنے کے لئے اور ہندو جو اکثریت میں تھے۔ ان سے اپنے مذہب اور تہذیب کو بچانے کے لئے بڑی جدوجہد کرنا پڑی۔ سیاسی میدان میں ہندو ان سے بہت آگے تھے۔

اس وقت سر سید احمد خان نے جو برطانوی حکومت کے وفادار تھے مسلمانوں کے حق میں ایک اہم کردار ادا کیا۔ ان کے خیال میں مسلمانوں کے لئے مغربی علوم اور جدید سائنس سے بہرہ ور ہونا اشد ضروری تھا۔ انہوں نے مسلمانوں کے لئے ایک راستہ بتا دیا جس پر چل کر مسلمان اپنی کھوئی ہوئی عزت اور وقار حاصل کر سکتے تھے۔ انہوں نے اس وقت کے مسلمانوں کو سیاست میں حصہ لینے سے منع کیا۔ سید امیر علی اس وقت مسلمانوں کے سیاست میں شرکت کے حق میں تھے۔ سر سید احمد خان نے اس کی بھی مخالفت کی سید امیر علی کی تحریک نے محمد علی جناح کو مسلم قومی نظریہ کی طرف راغب کیا اور اس طرح ایک علیحدہ قوم کے لئے الگ آزاد مملکت کا خیال وجود میں آیا۔

> ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں
> شکست کے بعد مسلمانوں کو
> اپنا کھویا ہوا مقام واپس
> لینے کی بہت فکر تھی

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں شکست کے بعد مسلمانوں کو اپنی کھوئی ہوئی عزت اور مقام واپس لینے کی بڑی فکر تھی ان کو اپنے سیاسی اور تمدنی وجود کو برقرار رکھنے اور اس کی حفاظت کی بھی ضرورت تھی۔ برخلاف اس کے ہندو زندگی کے ہر شعبے میں برابر آگے بڑھ رہے تھے۔ وہ ملکی سیاست میں برابر کے شریک تھے۔ سید امیر علی بھی یہ چاہتے تھے کہ مسلمان سیاست میں بھرپور شریک ہوں لیکن سر سید احمد خان نے مسلمانوں کو اس سے دور رکھا اور کچھ لوگ اس لئے کانگریس میں شریک ہو گئے کہ انہیں ملکی معاملات میں شرکت کا موقع ملے۔ شاید یہی وجہ ہو کہ ڈاکٹر محمد اقبال اور قائداعظم محمد علی جناح کچھ عرصہ تک ہندوستانی قومیت کے طرفدار رہے۔ اقبال کا ترانہ ہندی ہیں ہم وطن ہے

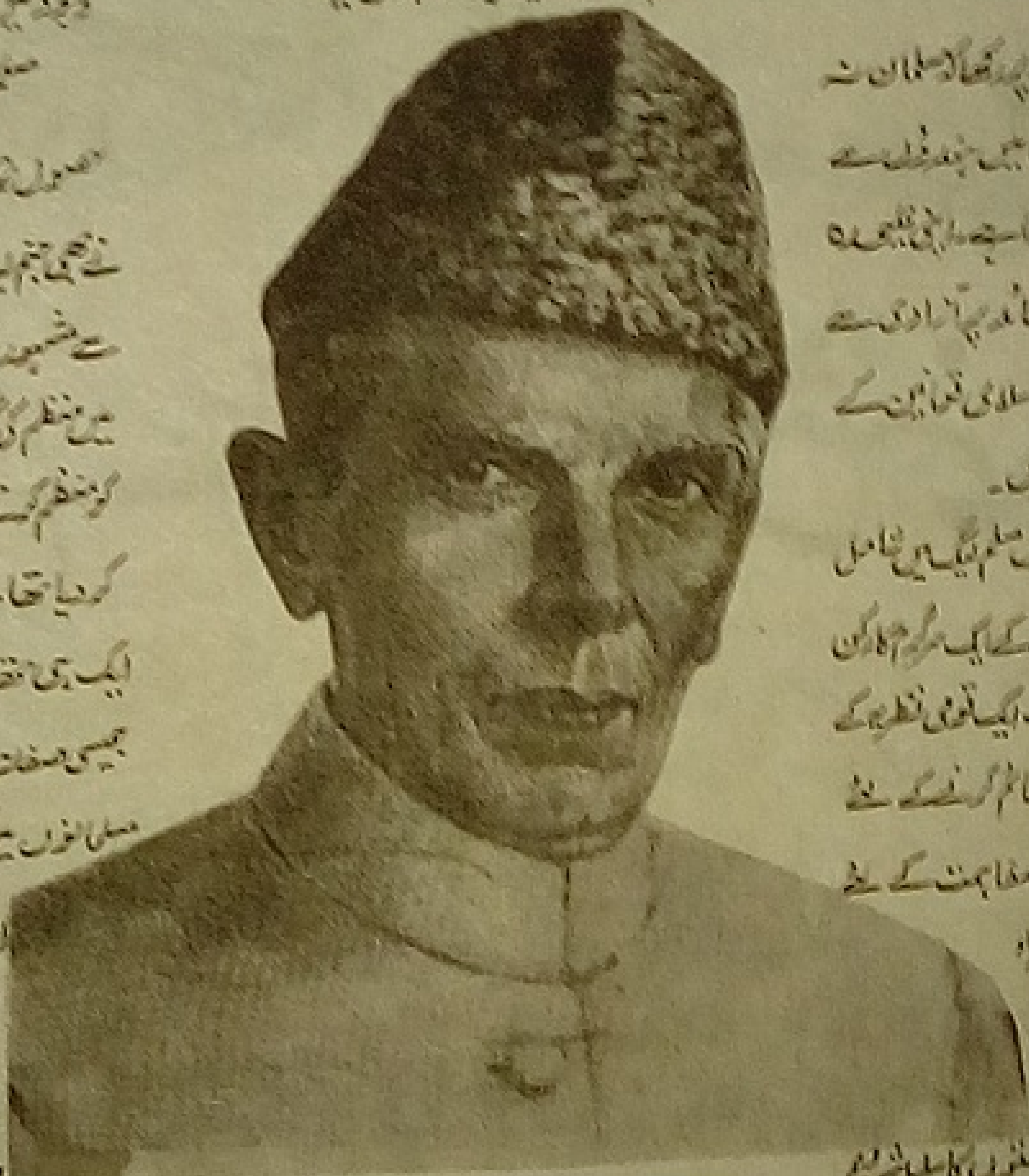
گزشتہ چار سو سال کی تاریخ مسلمانوں کے عروج و زوال کی داستان ہے

ہندوستان میں ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد جس مسلم رہنما نے سب سے پہلے ہندوستان میں دو قومی خیالات میں ہندو مسلمانوں کے علیحدہ ہونے کا نظریہ پیش کیا وہ سر سید احمد خان (۱۸۹۸ء-۱۸۱۷ء) کے دور میں آئی۔ انہوں نے ہندوستان کو ایک قوم نہیں سمجھا۔ علامہ اقبال متحدہ قومیت کے حامی ہو گئے اور ۱۹۳۰ء میں مسلمانوں کے لئے ایک علیحدہ آزاد مملکت کا نظریہ پیش کیا۔

انہوں نے اپنا یہ نظریہ اس بنیاد پر پیش کیا کہ مسلمان نہ صرف مذہب میں بلکہ تہذیب و تمدن میں بھی ہندوؤں سے مختلف ہیں۔ ان کا معاشرہ بالکل جدا ہے اور اپنی علیحدہ مملکت میں ہی وہ اپنے مذہبی عقائد پر آزادی سے عمل کر سکتے ہیں بلکہ بدلتے حالات میں اسلامی قوانین کے تحت اپنے معاشرہ کی تشکیل کر سکتے ہیں۔

قائداعظم محمد علی جناح ۱۹۱۰ء میں مسلم لیگ میں شامل ہوئے اور ۱۹۱۳ء میں وہ اس جماعت کے ایک سرگرم رکن ہو گئے۔ اس کے بعد بھی وہ عرصہ تک ایک قومی نظریہ کے حامی رہے اور ہندو مسلم اتحاد قائم کرنے کے لئے انڈین نیشنل کانگریس اور مسلم لیگ میں مفاہمت کے لئے کوشاں رہے اور اسی غرض سے ۱۹۱۶ء میں دونوں جماعتوں میں سیاسی سمجھوتہ بھی ہوا اور اس طرح جداگانہ انتخابات اور اسمبلیوں میں مخصوص نشستوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ جب مہاتما گاندھی نے سوراج حاصل کرنے کے لئے غیر آئینی طریقہ استعمال کرنا شروع کر دئے تو قائداعظم کانگریس کے اس رویہ سے بددل ہو گئے۔ پھر بھی انہوں نے ۱۹۲۰ء تک کانگریس کا ساتھ دیا۔

انہوں نے ہندو مسلم مفاہمت کے لئے تجویز پیش کی جو دلی کے منصوبے سے موسوم ہے۔ اس کے بعد ۱۹۲۸ء میں کانگریس نے نہرو رپورٹ میں مجوزہ ترمیمات کرنے سے انکار کر دیا۔ کانگریس کے اس رویہ سے وہ مایوس ہو کر مسلمانوں کو زیادہ منظم کر کے ان میں متحد کرنے کے لئے کوشاں ہو گئے۔ انہوں نے مسلمانوں کے لئے چودہ نکاتی پروگرام پیش کیا جس کا مقصد مسلم اکثریتی صوبوں میں ان کی اپنی حکومت قائم کرنا، ایک مضبوط وفاقی حکومت کا قیام تھا لیکن کانگریس جس پر چند طبقوں کا اجارہ تھا مسلمانوں کو کسی قسم کی مراعات دینے پر آمادہ نہ تھی اور ہندوستان کے چھ صوبوں میں کانگریسی حکومت کے رویے سے مجبور ہو کر ۱۹۴۰ء میں پاکستان ریزولوشن پیش کیا۔



قائداعظم محمد علی جناح ۱۹۱۰ء میں مسلم لیگ میں شامل ہوئے اور ۱۹۱۳ء میں وہ اس کے سرگرم رہنما بن گئے۔

قائداعظم اپنے نظریات کو عملی جامہ پہنانے میں سنجیدگی سے کوشاں ہو گئے۔ وہ اصول کے پابند تھے

کانگریس کے تحت بھی ہندو مسلم کے خلاف وہ چوکنا رہے اقلیتوں کے حقوق کے حق میں تھے وہ جمہوریت کے بڑے حامی تھے لیکن جو جمہوریت مغربی طرز کی جمہوریت برصغیر کے مسلمانوں کے لئے غیر موزوں تھی اس لئے انہوں نے مسلمانوں کے لئے ایک علیحدہ مملکت کا مطالبہ کیا اور اس طرح پاکستان ۱۹۴۷ء میں معرض وجود میں آیا۔

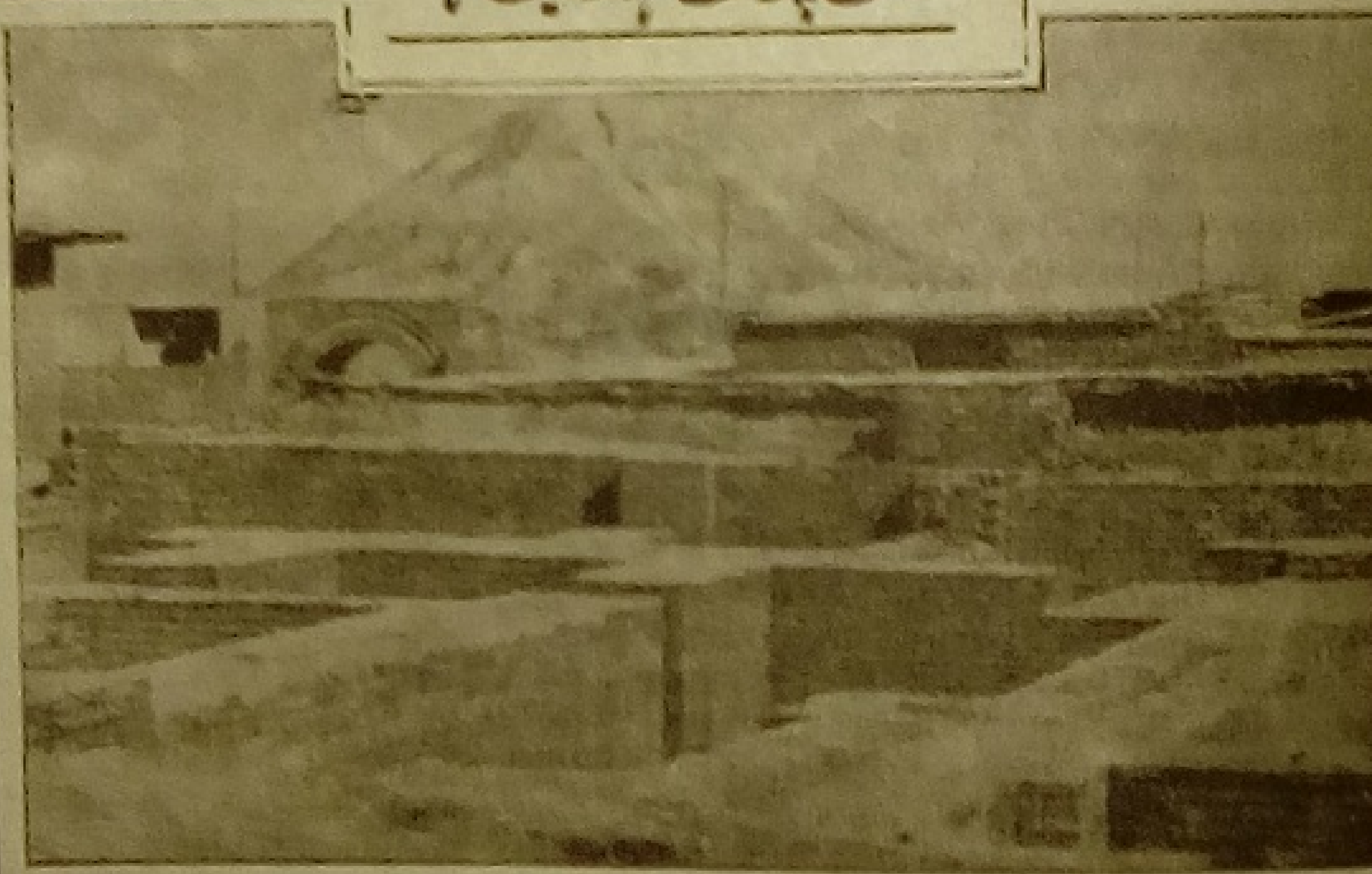
مسلم لیگ کی تحریک جس کا نصب العین پاکستان کا حصول تھا ۱۹۴۰ء سے اس کے ساتھ ہی ایک اور تحریک نے بھی جنم لیا، علامہ عنایت اللہ خان مشرقی جو علامہ مشرقی کے نام سے مشہور ہیں انہوں نے ایک خاکسار تحریک کی بنیاد ڈالی جو فوجی انداز میں منظم کی گئی تھی۔ وہ مشرقی علوم کے ماہر تھے اور اپنی تحریک کو منظم کرتے وقت انہوں نے مذہب اور سیاست کو مدغم کر دیا تھا۔ ان کے خیال میں تمام مذاہب کا اصل مقصد ایک ہی تھا۔ وہ مسلمانوں میں قرون اولیٰ کے مسلمانوں جیسی صفات پیدا کرنا چاہتے تھے۔ وہ ہندوستان کے مسلمانوں میں ۱۱۵۰ء میں اپنی کھوئی ہوئی عزت دوبارہ لانا چاہتے تھے۔ ان کو اپنے ان مقاصد میں معمولی کامیابی ہوئی کیونکہ اندرونی اور بیرونی دباؤ ان کے خلاف بہت زیادہ تھے اور اس وقت کے مسلمان مجموعی طور پر اس کے لئے تیار نہ تھے۔

برصغیر کی گزشتہ چار سو سال کی تاریخ مسلمانوں کی ایک دلچسپ داستان ہے۔ اس کے درخشاں باب مسلمانوں کے نظریات، کردار اور حصول مقصد کے لئے جدوجہد کے کارناموں سے بھرے ہیں۔ یہ مسلمانوں کے ارتقا اور عروج کی عکاسی کرتے ہیں۔ مندرجہ بالا سطور میں صرف ان چند ہستیوں کا مختصر ذکر کیا گیا ہے جنہوں نے اپنے نظریات کے تحت عزم اور مراعات کا مظاہرہ کیا اور پاکستان جیسی آزاد مسلم جمہوری مملکت کی تخلیق ممکن ہوئی۔

سندھ کی تاریخ اور آثارِ قدیمہ

موہنجو ڈارو کا "اسٹوپا"

سندھ کی پانچ ہزار سال پرانی تہذیب ہے



آثارِ قدیمہ کے بعد سندھ کی تاریخ پر تحقیق کے سلسلے میں سب سے زیادہ کام سندھی ادبی بورڈ نے اور آگے چل کر انسٹی ٹیوٹ آف سندھالوجی نے کیا ہے۔ سندھی ادبی بورڈ ۱۹۵۱ء میں قائم ہوا تھا اور اس وقت اس کا … سندھی ساہت … حکار جو ڑو … ادب کے لیے مرکزی … سنڈ) تھا۔ بورڈ … حیثیت ۱۹۵۵ء … ہوئی اور اس نے … ماضی سے متعلق … ہوئے مواد کو مرتب … کرایا اور طباعت … شروع کیا۔ اس … بورڈ نے … معیار کے … ایشیاٹک سوسائٹی … سوسائٹی … بین الاقوامی شہرت یافتہ اداروں … کے مطابق تھے۔ یعنی کتابوں کے متن … سے چھان بین، مصنفوں کی زندگی … دوسری کتابوں پر بحث حاشیے اور … کے حالات، اہم اور ضروری تاریخی مقامات … کی کوشش اور قدیم آثاروں اور کتبوں … کتابوں کو مرتب کرنے کا کام … سید حسام الدین راشدی اور ڈاکٹر … جیسے محققوں نے فارسی … کا کام مخدوم امیر احمد … نے انجام دیا اس کے ساتھ …

کی کتابیں بھی شائع کی گئیں۔ غیر فارسی دان حضرات کے لیے متنوں کے مقدمے سندھی اور انگریزی میں لکھے گئے۔ اس کے علاوہ ادبی اور انگریزی میں لکھی گئی کچھ کتابیں مثلاً "پرشین پوئٹس آف سندھ" اور سندھ کی اقتصادیات طبعی تاریخ اور جغرافیہ جیسے موضوعات پر بھی کتابیں شائع کرائی گئیں ساتھ ہی

تحریر: ایم۔ ایچ پنہور

ساتھ جناب جی ایم سید اور پیر علی محمد راشدی نے بعض اہم شخصیات کے حالات زندگی بھی لکھے۔ سندھ کی تاریخ کا سلسلہ ایچ ٹی لیمبرک کی لکھی ہوئی سندھ کی تاریخ (جلد اول و دوم) ڈاکٹر پٹھان کی

حکومت کی تاریخ اور مولانا غلام رسول مہر کی لکھی ہوئی عہد کلہوڑہ کی تاریخ سے شروع کیا گیا۔ سندھ کی تاریخ کے دیگر ادوار پر بھی بورڈ کے زیرِ اہتمام کتابیں لکھی جا رہی ہیں۔

انسٹی ٹیوٹ آف سندھالوجی نے سندھ کی تاریخ، ثقافت اور تاریخ سے متعلق مواد پر متعدد مونوگراف شائع کیے۔ تاریخ اور تاریخی جغرافیہ کے موضوع پر کتاب کے دو ایڈیشن شائع کیے۔ پھر فروری ۱۹۸۳ء میں سندھ کی تاریخ وار لغت (کرونولوجیکل ڈکشنری آف سندھ) شائع کی۔

تین رسالوں یعنی سندھی ادبی بورڈ کے "مہران" میں ۱۹۵۵ء سے حکومت پاکستان کے "نئیں زندگی" میں ۱۹۵۱ء سے اور انسٹیٹیوٹ آف سندھالوجی کے "سندھالوجیکل اسٹڈیز" ۱۹۷۵ء سے اب تک تاریخی اہمیت کے بہت سے مضامین اور مقالات شائع ہو چکے ہیں جن کے ذریعے سندھ کے ماضی سے متعلق بہت سا مواد سامنے آیا ہے۔ انفرادی طور پر سید غلام مصطفٰے شاہ کی کوششیں بھی قابلِ تعریف ہیں جن کے رسالہ "سندھ کوارٹرلی" میں پچھلے دس سال کے دوران سندھ کے ماضی کے بارے میں کافی کچھ نیا مواد شائع ہوا ہے۔

آثارِ قدیمہ

مغربی پہاڑی علاقے میں این جی مجمدار کی تحقیق اور چھان بین سے ثابت ہوتا ہے کہ موہن جو ڈرو سے بھی پہلے یہاں آبادیاں موجود تھیں مجمدار نے …

کوٹ ڈیجی کے آثار موہن جوڈارو سے بھی تقریباً پانچ سو سال پرانے ہیں

میں بھی کھدائی کی تھی انہی کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ۱۹۵۰ء کی دہائی کے شروع میں جے ایم کیسل نے آمری میں کھدائی شروع کی تھی اور انہوں نے جو معلومات حاصل کی وہ ۱۹۶۳ء میں شائع ہو کر منظر عام پر آئی آمری تہذیب موہن جودڑو سے تقریباً ۱۲۰۰ تا ۱۴۰۰ سال پہلے موجود تھی اور تقریباً ۱۰۰۰ ق م تک موجود رہی۔

۱۹۵۰ء کی دہائی کے درمیانی عرصہ میں ڈاکٹر ایف اے خان نے کوٹ ڈیجی کے آثار کا پتہ چلایا جو موہن جودڑو سے ۵۰۰ سال پرانے ہیں گویا سندھ کی تہذیب ۵۰۰۰ ق م تک پیچھے چلی جاتی ہے۔

۱۹۵۰ء کی دہائی کے آخر میں ڈاکٹر خان نے بھنبھور کے آثار کی کھدائی کی جس سے معلوم ہوا کہ یہ آثار دیبل کے ہیں جو کہ راجہ داہر کا دارالحکومت تھا جس پر آٹھویں صدی عیسوی میں عربوں نے حملہ کر کے قبضہ کیا تھا سندھ کے زیریں علاقے کے آثار قدیمہ میں پاکستان کے محکمہ آثار قدیمہ کی ایکسپلوریشن اور سروے ٹیم نے ۱۹۸۰ء میں تحقیق کر کے ایک فہرست تیار کی جس میں ایک سو سے زیادہ دیہات اور شہر دکھائے گئے ان میں سے زیادہ تر سومرا اور سمہ دور کے اور کچھ شہر ارغون ترخان مغل اور کلہوڑا دور کے تھے ان میں زیادہ تر شہر دریائے سندھ کی پرانی شاخوں کے قریب ملے جو ۱۲ سے ۱۸ ویں صدی کے دوران دریائے سندھ کے رخ موڑنے کے باعث تباہ ہو گئے تھے۔

۱۹۵۸ء کے بعد برہمن آباد منصورہ کے آثار کی کھدائی ہوئی اور ۱۹۶۷ء میں محکمہ آثار قدیمہ نے اخبار ڈان میں بیان دیا کہ منصورہ اسی مقام پر ہے جہاں برہمن آباد تھا۔ عربوں نے اس شہر کا نام بدل کر منصورہ رکھ دیا تھا اور اسی شہر کو گیارہویں عیسوی صدی کی پہلی چوتھائی کے آخر (۱۰۲۵-۱۰۲۶ء) میں محمود غزنوی نے آگ لگوا کر تباہ کیا تھا۔ اس آگ سے جامع مسجد بھی جل گئی تھی اور کھدائی کرنے والوں کو وہاں سے قرآن شریف کے جلے ہوئے اوراق ملے تھے۔

(ج)

تاریخی جغرافیہ

اس موضوع پر بنیادی اور اہم کام مالک بی پنھاوالا (۱۹۵۹ء) نے کیا جنہوں نے دریائے سندھ کے پرانے راستوں پر لکھے ہوئے تمام تر مواد کی چھان بین کی اور علیحدہ علیحدہ صدیوں میں ان راستوں کے بارے میں رائے دی (پنھاوالا، ایم بی "فزیکل اینڈ اکنامک جیوگرافی آف سندھ، سندھی ادبی بورڈ ۱۹۵۹ء)

۱۹۳۶ء میں لیمبرک نے مختلف ادوار میں سندھ کے تاریخی جغرافیہ کا ذکر کیا (لیمبرک ایچ ٹی "سندھ اے جنرل انٹروڈکشن" سندھی ادبی بورڈ ۱۹۶۴ء) حالانکہ لیمبرک اور پنھاوالا نے مواد یکساں ماخذوں سے حاصل کیا ہے لیکن لیمبرک نے پنھاوالا کا کوئی حوالہ نہیں دیا ہے جبکہ پنھاوالا کی کتاب لیمبرک سے پانچ سال قبل شائع ہوئی تھی۔

محمد حسین پنھور (۱۹۶۹ء) نے پچھلے تمام ماخذوں کے ساتھ دریائے سندھ کے راستوں پر تحقیق کرنے کے لئے زیر زمین پانی کے علم جیو ہائیڈرولوجی کو بھی استعمال کیا (پنھور ایم ایچ، "گراؤنڈ واٹر ان حیدرآباد اینڈ خیرپور ڈویژنز" ۱۹۶۹ء) پھر ۱۹۶۹ء میں انہوں نے اسی کتاب میں اضافی نوٹ شامل کر کے تاریخ مہر شاہجہانی کی بنیاد پر ستر ہویں صدی عیسوی میں دریائی راستہ دکھایا ہے ۶۷-۱۹۶۶ء میں انہوں نے ہوائی جہاز سے اتاری گئی تصویروں کی بنیاد پر دریائے سندھ کے راستے کا ایک نقشہ ایک انچ برابر چار میل کی پیمائش کے مطابق تیار کیا جس میں موجودہ شہر ریلوے لائن، سڑکیں اور نہریں واضح طور پر دکھائی گئی ہیں تاکہ اس سے حوالہ لینے میں آسانی ہو سکے۔ اس نقشہ کا رقبہ ہے فٹ × فٹ ہے اور یہ ابھی شائع نہیں ہوا ہے۔

ہولیس نے جو لو گرانڈس پروجیکٹ پر میسرز ہنٹنگ ٹیکنیکل سروسز کے ساتھ کام کرتا تھا ۱۹۶۰ء میں ہوائی جہاز سے اتاری ہوئی تصویروں اور مذکورہ بالا تمام مواد کی مدد سے مختلف ادوار میں دریائے سندھ کے راستے دکھائے گئے ہیں (ہولیس "دی ریسنٹ ہسٹری آف انڈس" جنرل رائل جیوگرافیکل سوسائٹی جلد ۳۲ - حصہ تین لندن ۱۹۶۰ء)

ایک جرمن محقق ڈاکٹر ہربرٹ ولہیلمی نے ۶۹-۱۹۶۷ء میں دریائے سندھ کے راستوں کے بارے میں اپنا ایک مقالہ شائع کرایا حالانکہ ان کی تحقیق اختلافی ہے لیکن پی ایل ایگرمونٹ نے اپنی کتاب "سندھ اور بلوچستان میں سکندر اعظم کی مہمات" میں اس کا مواد استعمال کیا ہے یہ کتاب ۱۹۷۵ء میں بلجیم سے شائع ہوئی تھی۔

پاکستان

(مرسلہ سعادت المصطفےٰ خان ح ۲۸۰/۱۲ گرین ٹاؤن کراچی ۳۲)

پاکستان کا خشک ترین صوبہ بلوچستان ہے۔

پاکستان کا سب سے بڑا جنگل چھانگا مانگا ہے۔

پاکستان کے ساحل کی لمبائی 550 میل ہے۔

پاکستان کا پہلا ایٹمی بجلی گھر کراچی میں ہے۔

پاکستان کا انٹرنیشنل پارک راولپنڈی میں ہے۔

پاکستان کا قدیم ترین شہر موہن جوڈارو ہے۔

پاکستان کی سب سے لمبی سرنگ کوجک میں ہے۔

پاکستان کی سب سے بڑی صنعت سوتی کپڑے کی ہے۔

پاکستان کے صدر کی سرکاری رہائش گاہ پریذیڈنسی کہلاتی ہے۔

پاکستان میں سب سے پہلے مصر کا سفارتخانہ قائم ہوا۔

مرسلہ: سعادت المصطفےٰ خان ۱۲۸۰ گرین ٹاؤن

پاکستان کا ہائیڈ پارک موچی پارک لاہور کو کہا جاتا ہے۔

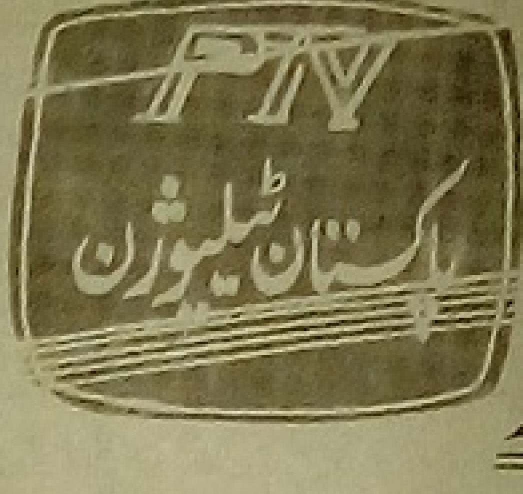
پاکستان کا شمرستان کوئٹہ کو کہا جاتا ہے۔

پاکستان کا قومی پھول "یاسمین" اور قومی کھیل "ہاکی" ہے۔

پاکستان کی قدیم ترین یونیورسٹی کا نام پنجاب/ٹیکسلا ہے۔

پاکستان کی قدیم ترین مسجد بھنبھور میں دریافت ہوئی تھی۔





شاہ سے بڑھ کر شاہ کی وفاداری

ٹی وی صرف "ہز ماسٹرز وائس" بن کر رہ گیا

معزز قارئین!

السلام علیکم: آپ تو حسب معمول ٹی وی پروگراموں پر تبصرہ پڑھنے کے منتظر ہوں گے۔ لیکن آج ہم صرف اور صرف ٹیلی ویژن کے رویے کے بارے میں گفتگو کریں گے۔ گزشتہ ہفتے کراچی، حیدرآباد اور سندھ کے دیگر شہروں میں قتل و غارت گری کا جو بازار گرم ہے اس کے بارے میں بہت کچھ لکھا اور کہا جا چکا ہے اور کہا جا رہا ہے ہم خود اپنے گزشتہ کالموں میں اس موضوع پر بات کر چکے ہیں کہ عوام کے ساتھ ہونے والے واقعات پر ٹیلی ویژن کا جو رویہ ہے وہ قابل مذمت ہے اور گزشتہ دنوں جو واقعات ہوئے اس کے بعد تو ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ پی ٹی وی کا رویہ قابل نفرت ہے — اور بلاشبہ یہ رویہ انتہائی حدود کو چھو چکا ہے کہ ترقی پذیر ممالک اور دنیا کے بیشتر ملکوں میں ذرائع ابلاغ سرکاری کنٹرول میں ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ صرف اور صرف حکومت کی پروپیگنڈہ مشینری کے طور پر ہی کام کرتے ہیں۔ یہ کوئی قابل اعتراض بات بھی نہیں۔ بلاشبہ جو حکومت ہوتی ہے اسی کو یہ حق بھی حاصل ہوتا ہے کہ وہ ذرائع ابلاغ کے ذریعے اپنی کارکردگی کو عوام کے سامنے لائے لیکن ہمارے ملک میں ذرائع ابلاغ جس طریقے پر اور جن اصولوں کے تحت کام کرتے ہیں اس سے حکومت کو فائدہ پہنچنے کے بجائے نقصان ہی پہنچتا ہے۔ یہ صرف آج کی بات نہیں۔

ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے دور حکومت سے لے کر آج تک جس میں مارشل لا کا گیارہ سالہ دور بھی شامل ہے اگر ٹیلی ویژن کی کارکردگی کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات سامنے آ جائے گی کہ ٹی وی نے پروپیگنڈے میں تمام اخلاقی اصولوں کو پس پشت ڈال دیا اور "شاہ سے بڑھ کر شاہ کی وفاداری" نبھانے کے چکر میں وہ عوام میں اپنی مقبولیت کھوتا چلا گیا اور یہ سلسلہ اتنا بڑھا کہ آج ٹیلی ویژن پر سے عوام کا مکمل اعتبار اٹھ گیا ہے۔ ہم یہ تنقید آج نہیں کر رہے۔ گزشتہ گیارہ سالہ دور حکومت میں بھی ٹیلی ویژن کے رویے کے بارے میں ہم نے بہت کچھ لکھا۔ علی گڑھ کے سانحے کے موقع پر ٹیلی ویژن نے جو بے حسی کا رویہ رکھا تھا۔ اس پر حیدرآباد کے سانحے پر

تابندہ لاری

اور اسی طرح کے دوسرے مواقعوں پر ہم ٹیلی ویژن والوں کو توجہ دلاتے رہے ہیں کہ عوام سے بے خبری، ان کے مسائل سے چشم پوشی کر کے وہ غفلت کے مرتکب ہو رہے ہیں صدر میں بم کے دھماکے کے موقع پر خبرنامے میں بجائے اس کے کہ پہلی خبر دی جاتی۔ ٹی وی سابق صدر اور سابق وزیر اعظم کی مصروفیات کا احوال سنا رہا تھا۔ یہ تو چند مثالیں تھیں جو لوگوں کو یاد بھی ہوں گی۔ لیکن آج جب کہ جمہوری حکومت ہے۔ عوام کی حکومت ہے اور کہا جاتا ہے کہ "عوام کے لئے ہی ہے" تو اس وقت بھی ٹیلی ویژن والے اپنی روایتی بے حسی پر گامزن نظر آتے ہیں۔ اس ضمن میں ہم پہلے بھی لکھتے رہے ہیں۔ لیکن حالیہ صورت حال کے بعد تو یہ یقین ہو چلا ہے کہ ٹیلی ویژن صرف اور صرف "ہز ماسٹرز وائس" بن کر رہ گیا ہے اور اس کے رویے میں بہتری کی کوئی امید نہیں کی جا سکتی۔ خونریزی کے واقعات کا سلسلہ نیا نہیں یہ سلسلہ کئی برسوں سے جاری ہے۔ اور یہ کہاں جا کر رکے گا۔ یہ کوئی نہیں بتا سکتا۔ نسلی تعصب اور گروہی اختلافات نے آج جس جگہ لا کھڑا کیا ہے وہ سب دیکھ رہے ہیں اس کی تفسیر مقامی اخبار میں شائع ہونے والے ان دو اشعار سے بخوبی ہو جاتی ہے کہ

ماحول میں بارود کے انبار لگے ہیں
خوشبو کسی گوشے میں اترنے نہیں دیتے

اور

کوچے دیکھے ہیں سڑک دیکھی ہے گھر دیکھے ہیں
اب کہاں جائیں کہ سب خون میں تر دیکھے ہیں

لوگوں کے پاس حالات سے آگاہی کے لئے ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی خبریں ہی ذریعہ ہوتی ہیں۔ ان کا خیال ہوتا ہے کہ اصل صورت حال سے آگاہی ہو گی لیکن اب تک کا تجربہ یہ بتا رہا ہے کہ ریڈیو اور خصوصاً ٹیلی ویژن اول تو بے خبری کا مظاہرہ کرتا ہے اور جو کبھی "باخبر" ہونے کی کوشش بھی کرتا ہے تو وہ حالات کا بالکل دوسرا رخ بہت ہی بھونڈے انداز میں پیش کرتا ہے۔ جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ کراچی، حیدرآباد میں فسادات کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ سینکڑوں بار ایسا ہوا کہ بے شمار لوگ جان سے گزر گئے۔ ہزاروں لوگ بے گھر ہو گئے۔ لٹ گئے۔ ٹیلی ویژن کے خبرنامے میں دنیا کے چھوٹی سی چھوٹی خبر دکھائی جاتی رہی۔ لیکن پاکستان کے

تعداد بڑے شہروں میں رہنے والے افسوس ناک
واقعات کو سامنے لایا گیا ہے اس کے برعکس
[illegible]

[illegible]

الیکٹرانک میڈیا پر [illegible]

خبر کا نتیجہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

احوال آنکہ

ہمیں اکثر قارئین کے خطوط آتے رہتے تھے جن میں ایک
[illegible] محسوس بلکہ اس کی ڈیمانڈ بھی کی جاتی تھی وہ یہ
[illegible] رسالوں میں خواتین کا صفحہ" تو ہم نے اب سے خواتین
[illegible] "احوال خانہ" کے نام سے صفحہ شروع کیا ہے
[illegible] خواتین اپنی مختلف سرگرمیوں کی رپورٹیں، دینی اور
[illegible] مضامین اور گھریلو آرٹیکلز کے علاوہ کھانے پکانے کی
[illegible] پسندیدہ اشعار، چٹکلے وغیرہ ارسال کر سکتی ہیں۔
امید ہے کہ بہنیں اپنے اس صفحہ کو بہتر سے بہتر بنانے
[illegible] تحریروں اور مشوروں سے ضرور نوازیں گی۔

والسلام، انچارج "احوال خانہ"

ماہنامہ "احوال" ۶۱۲، یونی شاپنگ سینٹر صدر کراچی۔

احوال خانہ

خواتین کا صفحہ

اسراف ایک سماجی برائی

دفیعہ خاتون

اسلام فطرت انسانی کا ترجمان ہے، اس کا [illegible] یہ ہے کہ وہ انسانی جذبات کے تقاضوں [illegible] رکھتے ہوئے اولادِ آدم کی غلط عادات کو [illegible] جانب پھیر دیتا ہے اسی طرح معاشرے [illegible] زندگی کے لئے ضروری ہے کہ خیر و شر پر غالب [illegible] نور و ظلمات میں تمیز کرنا سکھاتا ہے [illegible] اور اجالوں میں زندگی بسر [illegible] دعوت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "[illegible] اور فضول خرچی نہ کرو"

[illegible] زندگی کے جس گوشے میں نظر ڈالیں ہمیں [illegible] میں بے جا فضول خرچی نظر آتی ہے، ایک [illegible] قیمتی سے قیمتی کپڑا بناتا ہے پھر چند [illegible] نئے ڈیزائن کے مارکیٹ میں آنے [illegible] مشکل سے ایک دو بار ہی پہنے جاتے [illegible] نہیں ہوتے ہیں اسلئے گھر کے [illegible] ڈال دیئے جاتے ہیں، جہاں انہیں کپڑے [illegible] فیشن کے مطابق نئے کپڑے [illegible] کیا یہ اسراف نہیں ہے؟

[illegible] شادی بیاہ و دیگر تقریبات کا اہتمام [illegible] کی تعداد میں مہمان [illegible] اقسام کی چیزیں ہوتی [illegible] میں آتی ہے کہ [illegible] ہوتی ہے اسے دیکھ کر ہر حساس دل رکھنے والے کو دکھ پہنچتا ہے ایک طرف تو کتنے انسانوں کو دو وقت کی روکھی سوکھی روٹی ملنا بھی مشکل ہے دنیا کے کئی ملکوں میں قحط کی سی کیفیت ہے، انسان دانے دانے کے محتاج ہیں لیکن ہم سب اسی طرح سے اناج کی بربادی کرتے ہیں کیا اللہ تعالیٰ کو ہمیں اس کا حساب نہیں دینا پڑے گا۔

آج کل معیارِ زندگی بڑھانے کا پیمانہ یہ مقرر ہے کہ گھر قیمتی سے قیمتی سامان سے سجا دیا جائے اس لئے ہر کوئی نادر و نایاب پینٹنگز اور اعلیٰ سے اعلیٰ چیزوں سے گھر کو سجاتا اور سنوارتا ہے، رنگین ٹی وی، وی سی آر، فریج اور واشنگ مشین یہ تو ہر گھر کی ضرورت بن چکی ہیں لیکن اسکے علاوہ ہر شخص ڈرائنگ روم کو قیمتی قالین، بہترین فرنیچر، دبیز پردے اور اعلیٰ چیزوں سے سجانے اور سنوارنے کی فکر میں لگا رہتا ہے اگرچہ جو بات صفائی اور سادگی میں ہے وہ بات ان نمائشی چیزوں میں ہرگز نہیں اس طرح سے تصنع اور بناوٹ کا اظہار ہوتا ہے اگر ہم ہر بات میں سادگی اور کفایت شعاری کو مدِ نظر رکھیں تو نہ صرف یہ کہ معاشی پریشانی سے بچ جائیں بلکہ ملک و قوم کا بھی بھلا ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے "ہر بات میں میانہ روی اختیار کرو" اگر ہم اس بات پر عمل کریں [illegible] آخرت دونوں میں سرخرو [illegible] ہو۔

پیاز کے خواص

شائستہ اسرار

پیاز عام طور پر جسے اس کی تیزی اور بو کی وجہ سے نظر انداز کر دیا جاتا ہے یہ نہ صرف کھانے کی لذت بڑھاتی ہے اگر یہ کہا جائے کہ پیاز کے بغیر ہانڈی تیار ہونا ناممکن ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ کچھ لوگ پیاز کو سلاد کے طور پر بھی استعمال کرتے ہیں یہ انتہائی فائدہ مند ہے آپ بھی اس سے فائدہ اٹھائیں۔

آج کل گرمیوں میں لُو کے موسم میں ہمیشہ اپنے پاس پیاز رکھیں یہ آپ کو لُو لگنے سے محفوظ رکھے گی، ہیضہ کے دنوں میں جگہ جگہ پیاز کاٹ کر رکھ دینے سے گھر والے ہیضہ سے بچے رہتے ہیں پیاز کو آگ میں ڈال کر بھون لیں اس گرم پیاز کا عرق نکال کر نمک ملا کر پلانے سے پیٹ کے درد کو آرام آتا ہے، ایک دو قطرے پیاز کا عرق ناک میں ٹپکانے سے نکسیر کو آرام ہوگا ایسا پھوڑا جو پک کر نہ پھٹا ہو اس پر گرم گرم پیاز باندھنے سے پھوڑا پھٹ جاتا ہے۔

پیاز کا پاؤ چھٹانک رس صبح نہار منہ پلاتے رہنے سے گردہ مثانے کی پتھری ریزہ ریزہ ہو کر پیشاب کے راستے خارج ہو جاتی ہے شہد میں پیاز کا عرق ملا کر لگانے سے آنکھوں کے بہت سے امراض دور ہوتے ہیں سفید پیاز کا عرق آنکھوں کی جلن وغیرہ کے لیے بہت مفید ہے۔

پاگل کتے کے کاٹے پر پیاز کھلائیں اور زخم پر لگائیں شفا ہوگی خارش میں پیاز کا رس ملنے سے آرام آتا ہے، پیاز کا اچار کھانے سے ریاح کو فائدہ ہوتا ہے، تلی کے ورم میں پیاز بہت فائدہ مند ہے موسم برسات میں پیاز ضرور استعمال کریں۔

بچھو کے کاٹے کے مقام پر سفید پیاز کا رس نکال کر لیپ کریں زہر ختم ہو جائے گا، اگر کانٹا بہت اندر چلا گیا ہو تو ذرا سی پیاز کاٹ کر اس میں گڑ ملا لیں، دونوں ملا کر اس جگہ باندھ دیں کانٹا خود بخود نکل آئے گا۔

بظاہر یہ ایک معمولی سی چیز ہے مگر اسکے فوائد بیشمار ہیں، تقریباً عالمی سطح پر پیاز پسند کی جاتی ہے کھانے کی لذت [illegible] کے ساتھ ساتھ یہ ہمیں بہت سے امراض سے بھی [illegible] رکھتی ہے۔

پکوان / انڈے اور قیمے کے سینڈوچ

شبانہ یاسمین
جام شورو

کسی بھی کھانے کی شے کا لطف اس وقت دوبالا ہو جاتا ہے جبکہ اس شے کو خوبصورتی اور مہارت سے سجایا گیا ہو مختلف نوعیت کے سینڈوچز آپ نے تیار کئے ہوں گے مگر یہ ڈش آپ کے ذوق کی آئینہ دار ہوگی اور آپ کی چابکدستی کا امتحان بھی۔

اشیاء ۔ ڈبل روٹی بڑا سائز ایک عدد، ڈبل روٹی چھوٹا سائز دو عدد، ڈبل روٹی کے سلائس نہ بنائے جائیں، قیمہ آدھا کلو، انڈے چھ عدد، مکھن ایک کپ، پیاز آدھا کلو، لہسن دو جوے، ادرک ایک چھوٹا ٹکڑا گاجر، مولی، ٹماٹر، سبز مرچ، سبز دھنیا پودینہ، مرچ، سرخ چائے کا چمچ ایک عدد، ہلدی، دھنیا چائے کا چمچ دو عدد گرم مصالحہ پسا ہوا دو چمچ کھوپرا پسا ہوا، دو چمچ، شہد آدھا کپ کالی مرچ پسی ہوئی دو چمچ۔

ترکیب: سب سے پہلے قیمہ تیار کریں، پیاز ادرک لہسن، گرم مصالحہ ڈال کر چولہے پر چڑھا دیں، دو چمچ مکھن ڈال کر بھون لیں، کٹی ہوئی سبز مرچ سبز دھنیا، ٹماٹر ڈال کر دم دے لیں اور ایک برتن میں نکال لیں انڈوں کو ابال کر چھیل کر ایک طرف رکھ لیں گاجر مولی، پیاز ٹماٹر، سلاد کی طرح کاٹ کر رکھیں سبز دھنیا، سبز مرچ اور پودینہ باریک باریک کتر کر رکھیں، شہد اور کالی مرچ خوب اچھی طرح پھینٹ کر ایک برتن میں رکھیں اب ڈبل روٹی جس کے سلائس نہ بنائے گئے ہیں اس کو بیچ سے آدھا کر لیں ایک حصے کے سلائس بنائیے دوسرے حصے سے ڈبل روٹی کا تمام گودا تیز چھری کی مدد سے نکال دیں دونوں چھوٹی ڈبل روٹیوں سے بھی اسی طرح گودا نکالیں اب خالی ڈبل روٹیوں کو جھونپڑی جیسی شکل دیں اندر اور باہر مکھن ہلکا ہلکا سا لگائیں اور سائڈوں میں تیز چھری کی مدد سے چھوٹی چھوٹی کھڑکیاں کھول لیں ڈبل روٹی کی سائڈ سے ننھا سا دروازہ نکالیں دروازے کی شکل △ اس طرح اور کھڑکیوں کی ▭ کٹنگ اس طرح بنائیں اب ڈبل روٹی کے آدھے حصے کے سلائس کو تکونی شکل میں آدھا کر لیں △ ان پر شہد اور کالی مرچ اچھی طرح لگائیں اور پسا ہوا کھوپرا چھڑک دیں اب ایک عدد بڑی سی ٹرے لیکر اس میں ہلکا سا مکھن لگائیں، ٹرے کے ایک حصے میں بڑی اور چھوٹی ڈبل روٹیوں کو اس طرح سیٹ کریں کہ بڑی ڈبل روٹی بیچ میں اور چھوٹی چھوٹی سائڈوں میں، پوری ٹرے میں قیمہ پھیلا دیں ڈبل روٹی کے تکونے کٹے ہوئے سلائس جھونپڑیوں کے پیچھے اس طرح کھڑے کریں جیسے پہاڑ کی شکل ہوتی ہے اس کے آگے کٹا ہوا سبز دھنیا، پودینہ اور سبز مرچ اسطرح بچھا دیں جسطرح گھاس ہوتی ہے جھونپڑیوں کے آگے بھی سبز دھنیا مرچ اور پودینہ اسی طرح بچھا دیں گاجر مولی اور ٹماٹر جھونپڑیوں کے آس پاس ترتیب سے سیٹ کر دیں اب ابلے ہوئے انڈوں کے سرے کو تراش کر جھونپڑی کے پاس کھڑا کر دیں کالی مرچ سے آنکھیں اور لونگ سے ناک بنا دیں یعنی انڈے میں پیوست کر دیں دو عدد انڈے بڑی کے پاس اور ایک ایک چھوٹی جھونپڑی کے پاس لگائیں انڈوں کے تراشے ہوئے حصے پر گاجر کا باریک ٹکڑا لگا دیں۔ لیجئے آپ کے خوبصورت سینڈوچ تیار ہیں ڈبل روٹی کے گودے اور پسے ہوئے کھوپرے کو ساتھ ملا کر ڈبل روٹیوں کے اوپر چھڑک دیں۔

••

بیٹی

مراسلہ: سیما مونی

بیٹیاں بھی عجیب شے ہوتی ہیں جب پیدا ہوتی ہیں تو گھر والے اس کے مستقبل کا ہی سوچ کر پریشان ہو جاتے ہیں پھر جب وہ ساری محبتیں چاہتیں اپنی بیٹی پر نچھاور کرتے ہیں پال پوس کر بڑا کرتے ہیں پڑھاتے لکھاتے ہیں اور پھر اپنے لخت جگر کو دوسروں کے حوالے کر دیتے ہیں اب اگر سسرال والے اچھے ہوں تو ماں باپ کا کلیجہ بھی ٹھنڈا رہتا ہے اور اگر سسرال والے اچھے نہ ہوں تو بیٹی کے ساتھ ساتھ ماں باپ کو خون کے آنسو رونا پڑتا ہے بعض تو اپنے دل کو روگ لگا لیتے ہیں شاید اسی لئے جب بیٹی پیدا ہوتی ہے تو ماں باپ کی آنکھیں آنسو والے اسی لئے بھر جاتی ہیں کہ انہیں بیٹیوں سے زیادہ ان کے مقدر کا احساس ہوتا ہے۔

چیدہ اشعار

ہیا نام محمد کو بھلائے گا زمانہ | ایسی ابن سبیل
یہ نام تو انسان کی عظمت کا بھرم ہے | کہیں بھی
نام کے تاج ... رکھوالی جام | سید فرزانہ
حضور ... مایوس لا حاصل ہے اصلی زلف | کوٹری

انتخاب

حسین چہرہ

سلسلہ: سیدہ فرزانہ فاطمہ، کوٹری

حسین چہروں میں ایک چہرہ
کہ جس کی تابانیوں سے روشن
ہر ایک تاریک رہ گذر ہے
میں جب اسے شب میں دیکھتی ہوں
تو چاندنی کی کرن بنا ہے۔
وہ تپتی دھوپوں میں میرا سایہ
اسکی قربت کی ٹھنڈکوں میں
میرے لئے وہ سکون کہ میں
ہر ایک عالم میں شادماں ہوں
وہ میرے دل کا سکون چہرہ
میری نظر کا قرار چہرہ
وہ میرے حفظ و اماں کا چہرہ
سدا رہے میری ... پیارا چہرہ

شوہر

شوہر عقل میں زیادہ کچا نہ ہو، عمر میں زیادہ پکا نہ ہو، اسے دھوپ سے بچاؤ ورنہ اندر سے ترش ہو جائے گا زیادہ دیر کولڈ اسٹوریج میں مت رکھو کہیں سخت اور ناقابل ہضم نہ بن جائے اسے صبر کے پانی سے دھو کر الفت کی ہلکی ہلکی آنچ پر رکھو پھر نمک مرچ والی گفتگو لگا کر تسطوں میں... سالم سال بھی خراب نہ ہوگا۔ مرسلہ: سیما نقی

چاہت کے نئے انداز

مرسلہ: مسز شازیہ ریحان حسین کبازیہ، ناظم آباد کراچی

"نیلو! تم کتنی خوبصورت ہو۔ تمہاری زلفوں کو دیکھ کر عبدالقادر کی زلفوں کا خیال آتا ہے، تمہاری مخروطی انگلیاں لاہور کی وکٹوں کی مانند ہیں اور تمہیں دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ میں نے عمران خان کو دیکھ لیا ہو"

"نہیں ساجد! تم میری اتنی تعریف مت کرو ورنہ میں خوشی سے چھلانگ لگا دوں گی، تعریف کے لائق تو تم ہو تمہارا وسیم اکرم کی طرح دراز قد، اور تمہارا رنگ ویون رچرڈز سے کتنا ملتا ہے جب ہم ایک دوسرے کے ہو جائیں گے تو ... سمجھ لوں گی کہ میں نے ورلڈ کپ جیت لیا"

رنگ احوال

ایم اے ساجد

حکومت

[illegible] حکومت [illegible]

مرسلہ: [illegible]

دس چیزیں دس چیزوں کو کھا جاتی ہیں

توبہ ــــ گناہ کو کھا جاتی ہے۔
صدقہ ــــ بلا کو کھا جاتا ہے۔
[illegible] ــــ [illegible] کو کھا جاتی ہے۔
تکبر ــــ علم کو کھا جاتا ہے۔
جھوٹ ــــ رزق کو کھا جاتا ہے۔
غم ــــ عمر کو کھا جاتا ہے۔
عدل ــــ ظلم کو کھا جاتا ہے۔
غصہ ــــ عقل کو کھا جاتا ہے۔
پشیمانی ــــ سخاوت کو کھا جاتی ہے۔
غیبت ــــ نیک اعمال کو کھا جاتی ہے۔

مرسلہ: [illegible] احسان الٰہی [illegible]

احوال نگر

[illegible]

والسلام

[illegible] احوال

[illegible]

غرور کا سر نیچا ہوتا ہے

[illegible]

بنی اسرائیل میں ایک شخص اپنے زمانے کا بہت بڑا عابد [illegible] تھا اور ایک دوسرا شخص اپنے وقت کا بہت بڑا فاسق تھا۔ ایک دن فاسق نے دیکھا کہ عابد دھوپ میں بیٹھا ہوا ہے اور بادل کا ایک ٹکڑا اس کے سر پر سایہ کر رہا ہے۔ فاسق کے دل میں خیال آیا [illegible] میں بھی اس کے ساتھ بادل کے سائے تلے بیٹھ جاؤں [illegible] اس نیک بندے کی برکت سے اللہ تعالیٰ مجھ گنہگار کی بخشش فرما دے۔ چنانچہ وہ گیا اور عبادت گزار شخص کے ساتھ بیٹھ گیا۔ عابد کو اس کا پاس بیٹھنا ناگوار گزرا [illegible]

"[illegible] شخص میرے پاس کیوں آ بیٹھا"

[illegible] اس عابد نے اسے اپنے پاس سے اٹھا دیا۔

[illegible]

اس وقت کے نبی (علیہ السلام) پر اللہ کی طرف سے وحی آئی۔ [illegible]

[illegible]

معلومات

مرسلہ: [illegible]

- دنیا کا سب سے [illegible]
- دنیا کا سب سے [illegible]
- دنیا کا سب سے [illegible]
- دنیا کا سب سے [illegible]
- دنیا کا سب سے [illegible]
- [illegible]
- دنیا کا سب سے [illegible]

بقیہ : زرداری

ملک چھوڑ دینا ہے جس کا نتیجہ ہے کہ محب وطن افراد اپنی جان بچا کر ملک سے باہر بھاگ رہے ہیں۔

ان حالات میں صنعتیں بحران کا شکار ہو جائیں گی۔ افسوس زرداری کو ترجیح کرہ صنعت کار فرد ہیں ان کو چاہیے کہ وہ صنعت لگائیں محنت کریں اور صنعتوں کو فروغ دیں۔ قانونی و شرعی اعتبار سے کسی طرح جائز نہیں کہ جو لوگ اپنی دولت اور طاقت کے بل بوتے پر دوسروں کی چلتی ہوئی صنعت پر قبضہ کر کے ان کا حق چھین لیا جائے۔ آج جو صنعتیں چل رہی ہیں ان میں برسوں کی محنت اور ذہانت شامل ہے اگر یہی طریقہ اختیار کیا گیا تو صنعت کار باہر بھاگ جائیں گے بلکہ بیرون ملک کے سرمایہ کار بھی پاکستان میں سرمایہ کاری نہیں کریں گے یہ سلسلہ اگر ختم نہ ہوا تو صنعتیں تباہ ہو جائیں گی اور جب بات حد سے آگے بڑھ جائے گی تو قانون اپنی عملداری دکھائے گا اور پھر احتساب کا وقت بھی آ جائے گا۔

بقیہ : کیا بے نظیر امید سے ہیں

اس فیصلہ پر شوہر کی حریص آنکھیں مسلم کمرشل بنک پر جا پڑیں اس کو بھی خریدنے کا ساز و سامان کیا جا رہا ہے سنا گیا ہے کہ بنک کے ملازمین اس سلسلے میں ہڑتال کر رہے ہیں۔ ویسے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ بنک خریدنے کے مقاصد کیا ہیں جبکہ کروڑوں روپیہ کا لون بغیر کسی گارنٹی کے آسانی کے ساتھ دستیاب ہو جاتا ہے عوام پاکستان اس بات پر حیران ہیں کہ انکم ٹیکس محکمہ کہاں سو گیا ہے وہ پان والوں اور چھابڑی والوں کی تلاش میں تو سرگرداں ہے مگر ایسے بڑے سودے کا پتہ لگانے سے قاصر ہے کہ اس دولت کے تحت جو ٹیکس واجب الادا ہیں ادا کئے گئے یا نہیں؟ اس نامناسب رویہ پر تمام صنعتکاروں میں ہیجان برپا ہو رہا ہے اور صنعتکار مع اپنے سرمائے کے ملک سے باہر جا رہے ہیں۔

وزیراعظم کی زود افزوں پیدائش ہی کی وجہ سے غالباً ان کے شوہر پریشان ہیں اور ہر چیز کو جو انہیں اچھی لگے قبضہ کر لینا چاہتے ہیں کسی بھی قیمت پر اور کسی نہ کسی طریقے سے بیگم کی پیدائش کی خاطر خود بخود ہونے والی فضول کی یقین ہے کہ وہ [illegible] ہوں گے اور ہر اولاد کے لیے کوئی نہ کوئی ذریعہ آمدنی ہونا چاہیئے آخر اس سے

بہتر موقع اور کب نصیب ہوگا کہ ہرے بھرے زرخیز اور چلتی ہوئی صنعتیں قبضہ میں آ جائیں۔ اسی طرح کا کچھ انداز صدر ایوب کے صاحبزادے گوہر ایوب نے اپنایا تھا اور انہوں نے بھی کوڑیوں کے دام قیمتی صنعتیں خریدی تھیں جسے بعد میں انہوں نے من مانی قیمت پر فروخت کر دیا تھا۔

صدر ایوب کی حکومت کے زوال میں ایک وجہ ان کے صاحبزادے کے کرتوت بھی تھے۔ تاریخ سے لوگوں کو سبق سیکھنا چاہیئے۔ کہاوت مشہور ہے کہ بد اچھا بدنام برا۔

بقیہ : گوجرانوالہ کی ڈائری

اور میر کبیر علی آف تہرہ شریف، پاکستان پیپلز پارٹی کے راہنما نوابزادہ غضنفر علی گل ایم۔ پی۔ اے کے علاوہ کثیر تعداد میں علماء کرام، مشائخ عظام، سیاسی، مذہبی و سماجی تنظیموں کے راہنما شامل ہیں۔

صدر مملکت جناب غلام اسحٰق خان نے حضرت قبلہ مفتی مختار احمد نعیمی کی بیوہ کے نام تعزیتی پیغام میں کہا کہ ہم ایک نامور عالم دین سے محروم ہو گئے ہیں مرحوم نے اپنی ساری زندگی مذہبی کاموں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں صرف کر دی جامعہ حنفیہ نعیمیہ میں شعبہ خواتین قائم کر کے انہوں نے مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کو بھی دینی تعلیم سے آراستہ کیا۔ مفتی صاحب نے مذہبی کاموں میں اس محنت اور لگن سے حصہ لیا کہ انہوں نے اپنی صحت کا بھی خیال نہ رکھا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

آپ نے ماہنامہ "فیض عالم" شائع کر کے میدان صحافت میں بھی نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔

بقیہ : درود و سلام

کے احباب نے عدالت میں کیس دائر کر دیا اے سی ڈی سی کے پاس درخواستیں دیں تین چار سال چکر لگاتے رہے افسران بالاحسب معمول ٹال مٹول سے کام لیتے رہے آخری اہل سنت سے کہا گیا کہ آپ اپنے مسلک کے مطابق عبادت کرتے رہیں اور دوسرے اپنے مسلک کے مطابق، امام اپنی نیت اپنی مرضی سے دے گی کئی ماہ سے معاملہ ایسے ہی چل رہا تھا بالآخر اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ رمضان المبارک کے تیسرے جمعۃ المبارک کو دیوبندیوں نے نماز جمعہ کے بعد اس وقت جبکہ اہل سنت صلوٰۃ و سلام پڑھ رہے تھے حملہ کر دیا۔ اندھا دھند فائرنگ کی جس

کے نتیجہ میں اہل سنت کے ۲۰ آدمی زخمی ہوئے جنہیں جنرل اسپتال لے جایا گیا۔ دیوبندی فرار ہو گئے کسی شخص کی ٹانگ میں کسی کے بازو میں، کسی کے پیٹ میں گولی لگی۔ کچھ افراد کو چار پانچ دن بعد فارغ کر دیا گیا اور کچھ تا حال جب یہ سطریں لکھی جا رہی ہیں یعنی ۲۲ اپریل تک اسپتال میں زیر علاج ہیں انتظامیہ نے اس مسئلہ کو دبانے کے لیے تمام حربے استعمال کئے۔ اخبارات میں اس خبر کو توڑ مروڑ کر شائع کیا گیا اسپتال میں سے کچھ زخمیوں کو علاج مکمل ہوئے بغیر خارج کروا دیا جو بیچارے اپنے خرچ سے علاج بھی نہیں کروا سکتے جن افراد پر مقدمات بنے ان میں سے کچھ کو گرفتار کر کے دوسرے تیسرے روز ضمانت پر چھوڑ دیا گیا اس واقعہ کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔

بقیہ : ٹی وی تبصرہ

نے یہ کہہ کر دھکے دے کر نکال دیا کہ کربلا تو کل بھی تھی لاشیں تو کل گری تھیں آج تم کیا لینے آئے ہو اس رویئے کو بے نظیر صاحبہ نے بجائے اس کے کہ عوام کے جذبات کا اظہار سمجھتیں۔ اس کو بھی ایم کیو ایم کے جس کو اب وہ فرض دہشت گردوں کے ٹولے کے نام سے یاد کرتی ہیں کے کھاتے میں ڈال دیا۔ جب موقع پر ٹیلی ویژن والے نہ پہنچیں تو پھر بعد میں فلم رپورٹیں بنانے کا فائدہ۔ تو ایسے میں عوام کا رویہ تو یہی ہوگا۔ اس ردعمل پر سنجیدگی سے توجہ دینے کے بجائے دوسروں پر الزام لگانا دانشمندی نہیں۔

اب بھی وقت ہے کہ وزارت اطلاعات اپنی ابلاغ کی پالیسی پر نظرثانی کرے۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کو سرکاری پروپیگنڈہ مشینری کے بجائے عوام کے حالات کا اظہار کرنے کی آزادی دے۔ عوام کے دکھ سکھ پر توجہ دینے کی ہدایت کرے۔ ایسے پروگرام پیش کرے کہ جس سے یہ تلخیاں، شکوے شکایتیں دور ہو سکیں اس لئے کہ اب حالات بہت خراب ہو چکے ہیں۔ اگر اب بھی ایسا نہ کیا گیا تو کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ اونٹ کس کروٹ بیٹھے گا۔ یہ ادارے عوام کے ٹیکسوں سے چلتے ہیں۔ اس پر عوام کا ہی حق ہے۔ عوام کا آپ کی حکومت پر بھی حق ہے اس لئے کہ انہوں نے ہی آپ کو ایوان اقتدار میں بھیجا ہے تو جن کے کندھوں پر چڑھ کر آپ مسند اقتدار پر بیٹھے ہیں انہیں نظر انداز کریں گے تو پھر کیا ہوگا۔ آپ خود سمجھ سکتے ہیں۔

AHWAL Weekly Regd. NO M-476. JUNE 14 to 20 1990.

Wyeth
Lending a helping hand in the service of the nation

Wyeth, one of the pioneers in the field of pharmaceuticals, has over 27 manufacturing set-ups the world over and marketing organizations in 104 countries.

In Pakistan too, Wyeth is geared to help with vigour and dedication, to nourish the spirit of self reliance with transfer of technology and know-how.

In Pakistan, Wyeth is managed by Pakistanis. Also, the products manufactured by Wyeth in Pakistan benefit Pakistanis. Wyeth's efforts contribute to the health and well being of the nation.



Wyeth

Wyeth Laboratories (Pakistan) Limited

MCM